Regd.# MC-1366

دینی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ فہمِ دین

•جلد 11/•شمارہ 10/•اپریل/2022

رمضان المبارک خصوصی اشاعت

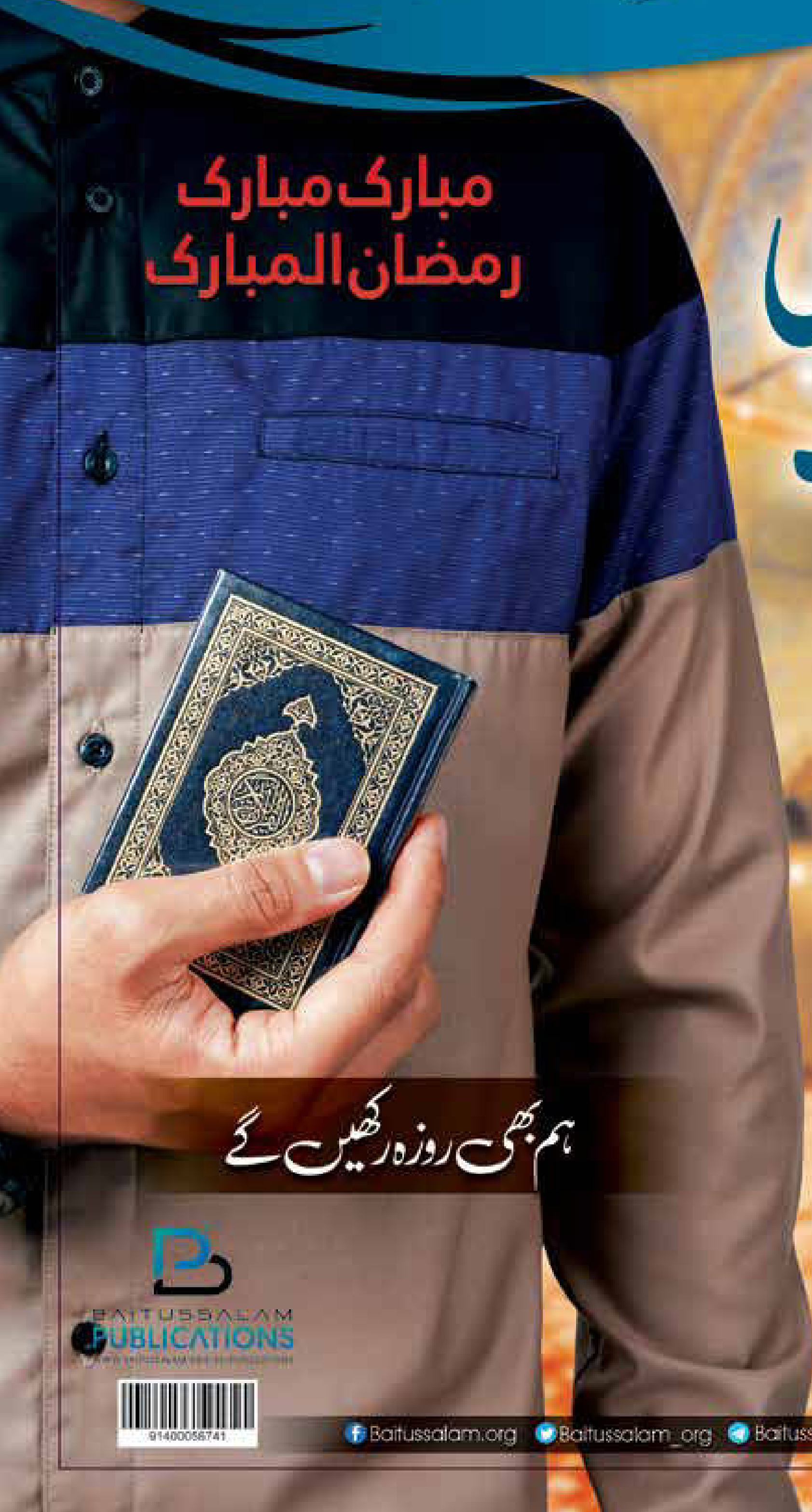

مبارک مبارک
رمضان المبارک

رمضان کی سوغات

اسلام کی شان وشوکت

احساس کا مہینہ

ہم بھی روزہ رکھیں گے

BAITUSSALAM PUBLICATIONS

91400056741

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org +9221-111-298-111

Yameen®
Innovation With Comfort
MEN'S
UNSTITCHED
FABRIC
AVAILABLE AT
RETAIL STORES
& ONLINE
www.yameenfabrics.com
yameenfabrics
yameenfabrics

The INTELLECT School
Building Character

A LEVEL

2022-23

ADMISSION OPEN

At The Intellect A Level Section, we aim to offer a stimulating & challenging environment which is supportive and encouraging, thus allowing our students to capitalize on their mental and physical potential. Students are encouraged to take active part in extra-curricular activities as part of their overall development.

SUBJECTS OFFERED

- PHYSICS
- CHEMISTRY
- BIOLOGY
- COMPUTER SCIENCE
- MATHEMATICS
- URDU
- PSYCHOLOGY
- SOCIOLOGY
- ACCOUNTING
- ECONOMICS
- BUSINESS

FACILITIES

SWIMMING POOL
SPORTS FIELD
FITNESS **GYM**
RECREATIONAL ROOM
AUDITORIUM
SCIENCE LABS
COMPUTER LAB
LIBRARY
MEDICAL FACILITY
MULTIMEDIA ROOM
MODERN CLASSROOM

Contact the admission office from Monday to Thursday between 8:00 am - 12:30 pm

Plot # ST-1, Survey 40 & 43 A-B, Ibrahim Hydery, Korangi, Karachi.

www.theintellect.edu.pk

theintellectschoolofficial

021-35110101 - 7

MILLAT™
Quality Plastic Products
DUSTBIN & TISSUE BOX
2 Pcs. SET
CALABOND WD 10
MANUFACTURER OF
• Kitchen Ware
• Bathroom Ware
• House Hold
• Food & Other Packagings
OUR PRODUCTS AREAVAILABLE
AT OUR OFFICAL
daraz STORE
FOLLOW OUR STORE
TO GET UPDATES ABOUT
AMAZING DISCOUNT OFFERS
Official store link
daraz.pk/shop/millat-plastic
You Can Also Scan QR Code
for Purchasing our Products
For your valuable queries related to sales,
marketing & feedback, you may fill this form
https://bit.ly/MillatPlastic
MADE FROM SPECIAL
UNBREAKABLE MATERIAL
Tulip
Bath Set
Reborn
5 Pcs. Bath Set
Bucket 30 Ltr.
Tub 30 Ltr.
Bath Stool
Soap Tray
Mug

رمضان المبارک خصوصی اشاعت

ماہنامہ

فہمِ دین

کراچی

اپریل 2022

فہم وفکر

اسلام کی شان و شوکت — مدیر کے قلم سے — 09

اصلاحی سلسلہ

10

11

12

مضامین

پیغامِ رمضان — سعد صالح — 15

تقویٰ — آسیہ عمران — 16

یہ موسمِ بہار — منشر و سحر — 17

پُر کیف لمحے — بنت امان اللہ — 19

20

22

24

26

28

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

مدیر: محمد خرم شہزاد
نائب مدیر: قاری عبدالرحمٰن
نظرِ ثانی: طارق محمود
تزئین و آرائش: ایم اے کے انوویشن

آراء و تجاویز کے لیے
0304-0125750

ڈاک سے متعلق امور کے لیے
+92 330 624 9463 | 021-35393912

اشتہارات کے لیے
0314-2981344
marketing@baitussalam.org

خط و کتابت اور بذریعہ منی آرڈر رسالے کے اجرا کے لیے
26-C گراؤنڈ فلور بن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابانِ جامی،
بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

زرِ تعاون

فی شمارہ	50 روپے
سالانہ برائے کراچی	750 روپے
سالانہ اندرونِ ملک	
عام ڈاک	750 روپے
رجسٹرڈ پیکٹ	1250 روپے
سالانہ بیرونِ ملک	55 ڈالر

ناشر: فیصل زبیر | مطبع: واسا پرنٹر | مقامِ اشاعت: دفتر فہمِ دین

خواتین اسلام

نعمتوں کی بارش — عمارہ فہیم — 32

اعراض — پروفیسر محمد اسلم بیگ — 38

آزادی کی تصویر — عشوا رانا — 42

نور النساء — ندا اختر — 46

باغیچہ اطفال

ابوجاصابا — حفصہ فیصل — 48

احساس کا مہینہ — احمد رضا انصاری — 50

سحری — بنت ایوب مریم — 54

رب کا پیارا سب کا پیارا — آسیہ علی — 54

بچوں کے فن پارے — 55

انعامات ہی انعامات — 56

بزم ادب

گلدستہ — 60

اخبار السلام

ادارہ — خالد معین — 62

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(پارہ نمبر۶، سورہ مائدہ، آیت نمبر۲)

الحمدللہ

ہم ابتداء سے ہی بیت السلام مسجد سے منسلک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین

WASA
PRINTERS (PVT) LTD
Plot # 86-87, Sector-24, Korangi Industrial Area, Karachi, Pakistan.
Phone: +92 21 35122756-7-8, Fax: +92021035122758
E-mail: wasaprinters@cyber.net.pk

BAITUSSALAM

تحفۂ رمضان

کیوں نہ ہم ارادہ کرلیں

کوئی ہمارا بھائی بھوکا نہ رہے

ماہانہ کفالت پیکج

Rs.3300

ادائیگی کے آسان طریقے

BANKS

TRUST BRANCHES

VISA
easypaisa
Mastercard
upaisa
foree
NIFTePay
Blinq
kuickpay
TCS
JazzCash
1BILL

اشیاء کی فہرست

- دال مسور 1 کلو گرام
- کالا چنا 500 گرام
- سفید چنا 1 کلو گرام
- آئل 1 لیٹر
- گھی 1 لیٹر
- دھنیا پاؤڈر 100 گرام
- لال مرچ 100 گرام
- آٹا 10 کلو گرام
- چاول 5 کلو گرام
- چینی 1 کلو گرام
- کھجور 500 گرام
- نمک 800 گرام
- بیسن 1 کلو گرام
- دال چنا 1 کلو گرام

اسلام کی شان وشوکت

مدیر کے قلم سے

سن 2 ہجری اور 624 عیسوی ہے۔ ریاستِ مدینہ ہے، بنو قینقاع کی بستی ہے، یہودی سنار کی دُکان ہے، مسلمانوں کی باپردہ بیٹی دُکان پر پہنچی، یہودی نے پردہ اتارنے کو کہا، امتِ مسلمہ کی بیٹی نے انکار کیا، یہودی نے چال چلی، چپکے سے دوپٹے کا پلّو کسی چیز سے باندھ دیا۔ امتِ مسلمہ کی بیٹی جانے کے لیے اٹھی۔ چادر کھنچ کر سر سے سرک گئی۔ وہاں بیٹھے یہودیوں نے زور دار قہقہہ لگایا۔ امتِ مسلمہ کی بیٹی کی چیخ نکلی: **وَااِسْلَامَاہ!** ہائے میرا اسلام لٹ گیا۔ وہاں موجود مسلمان صحابی کی غیرت اس بے حرمتی کو برداشت نہ کر سکی، اس نے آگے بڑھ کر اس یہودی کو قتل کر دیا۔ بدلے میں یہودیوں کے جتھے نے اس صحابی کو شہید کر دیا۔ اللہ کے نبی ﷺ وقوعہ پر پہنچے۔ یہودیوں سے مذاکرات ہوئے اور آخر کار یہودیوں کے پورے قبیلے بنو قینقاع کو ذلیل و رُسوا ہو کر مدینہ چھوڑ کر جانا پڑا۔

سن 92 ہجری اور 716 عیسوی ہے۔ بنو اُمیہ کا دورِ خلافت ہے، خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک ہے، عراق سمیت سلطنتِ عباسیہ کے تمام مشرقی علاقوں کا گورنر حجاج بن یوسف ہے۔ سندھ کا علاقہ اس وقت تک ہندوؤں کی راجدھانی تھا۔ وہاں کا حکمران راجہ داہر تھا۔ دیبل کے قریب ڈاکوؤں نے مسلمان تاجروں کے قافلے کو لوٹا اور کچھ عورتوں کو بھی یرغمال بنایا۔ انھی میں سے ایک عورت نے **وَاحَجَّاجَاہ!** پکارا کہ ہائے مسلمانوں کے گورنر حجاج تم کہاں ہو؟ حجاج نے راجہ داہر کے نام پیغام بھیجا کہ وہ ڈاکوؤں سے ہمارا تجارتی مال بھی واگزار کروائے اور عورتوں کی واپسی کی بھی ترتیب بنائے، مگر راجہ داہر نے بڑا روکھا جواب دیا۔ حجاج نے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کو سندھ پر لشکر کشی کا حکم دیا۔ محمد بن قاسم نے دریائے سندھ کے قریب راجہ داہر سے فیصلہ کُن معرکہ لڑا اور اسے جہنم واصل کر دیا اور یوں ایک عورت کی پکار پورے سندھ کی اسلامی سلطنت میں شامل ہونے کا سبب بن گئی۔

سن 220 ہجری اور 833 عیسوی ہے، بنو عباس کا دورِ خلافت ہے، ہارون الرشید کا بیٹا اور آٹھواں عباسی خلیفہ معتصم باللہ تخت نشین ہے، سرحد کے اس پار روم کا علاقہ ہے۔ عموریہ کا قلعہ ہے۔ عیسائیوں کا سردار ہے اور اُس نے امتِ مسلمہ کی بیٹی کو تھپڑ مارا۔ لڑکی کے منہ سے بے اختیار نکلا: **وَامُعْتَصِمَاہ!** ہائے! مسلمانوں کے خلیفہ معتصم باللہ تم کہاں ہو؟ عموریہ قلعے میں موجود ایک مسلمان نوجوان دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور عیسائی سردار کی سرکشی اور امتِ مسلمہ کی بیٹی کی پکار معتصم باللہ تک پہنچا دی۔ معتصم باللہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ بہ آوازِ بلند کہا: **لَبَّیْكَ اَیَّتُهَا الْجَارِیَةُ لَبَّیْكَ** اے بیٹی! معتصم تمہاری آواز پر حاضر ہے۔ بارہ ہزار کا لشکرِ جرار لے کر عموریہ پہنچے، قلعے کا محاصرہ کر کے قلعے کو فتح کر لیا۔ دربارِ خلافت میں آنے والے نوجوان سے کہا: مجھے اس لڑکی کے پاس لے چلو۔ لڑکی کو حاضر کیا گیا۔ معتصم کہنے لگا: **یَا جَارِیَةُ هَلْ اَجَابَكَ الْمُعْتَصِمُ؟** اے لڑکی بتا! کیا معتصم تمہاری مدد کو پہنچا یا نہیں۔ لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر عیسائی سردار کو حاضر کیا گیا جس نے لڑکی کے تھپڑ مارا تھا اور اس لڑکی نے اسی طرح تھپڑ رسید کر کے پوری عیسائی سلطنت پر اسلامی حکومت کی شان و شوکت کی دھاک بٹھا دی۔

سن 1329 ہجری اور 1911 عیسوی ہے۔ 28 ستمبر کا دِن ہے، خلافتِ عثمانیہ کا زمانہ ہے۔ طرابلس کے میدان میں اٹلی اور سلطنتِ عثمانیہ کے بیچ گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ اس میں شیخ عبداللہ کی اکلوتی چودہ سالہ نوجوان لڑکی فاطمہ گولا بارود کی پروا کیے بغیر زخمیوں کے چیخ و پکار کے بیچ غازیوں کو پانی پلانے میں مصروفِ عمل تھی۔ ڈاکٹر اسماعیل تبانی جو اس جنگ میں شریک تھے، کہتے ہیں کہ "بارود کے دھوئیں سے تاریک فضا میں اس لڑکی کے بار بار آنے جانے سے مجھے اس پر ترس آ رہا تھا، میں نے لپک کر اس کا راستہ روک لیا اور کہا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی ہے۔ جواب آیا: مجھے چھوڑ دو، کیا تم بھول گئے کہ اسلام اور وطن کے کتنے فرزند یہاں پیاسے دم توڑ رہے ہیں؟ یہ کہہ کر فاطمہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور اسی جنگ میں فاطمہ بنت عبداللہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے شعری مجموعے بانگِ درا میں فاطمہ بنتِ عبداللہ کا تذکرہ یوں عقیدت سے کیا ہے:

فاطمہ! تو آبروئے امتِ مرحوم ہے
ذرّہ ذرّہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یا رب، اپنی خاکستر میں تھی!

سامعینِ گرامی! یہ اسلام کی عظمتِ رفتہ کی چند جھلکیاں ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ شمارہ "رمضان المبارک۔۔۔ خصوصی اشاعت" ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میں رمضان المبارک کے اعمال ذکر کرتا، مگر امتِ مسلمہ کی بیٹی مسکان خان کو خراجِ تحسین بھی تو پیش کرنا تھا، جس نے اسلام کی عظمتِ رفتہ یاد دِلا دی۔ رمضان المبارک کے پیغام میں یہ دیوانگی بھی تو شامل ہے کہ بھائیوں میں جذبۂ غیرت و حمیت ہو اور بہنوں میں حیا اور حجاب کو فروغ دینے کا جذبہ۔ اللہ کرے کہ **وَااِسْلَامَاہ!** کی پکار اور فاطمہ بنتِ عبداللہ کی تڑپ اور مسکان خان کا جذبہ حیا ہمارے دِلوں میں گھر کر جائے اور اس رمضان المبارک میں ہم دیگر اعمال کے ساتھ ساتھ یہ خوبیاں بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں، جس کی ایک جھلک سے پوری دُنیا میں مسلمانوں کے متحد ہونے اور اسلامی حیا اور حجاب کا حسین پیغام پہنچ گیا۔ والسلام!

اخوکم فی اللہ
محمد خرم شہزاد

النساء 131-137

فہمِ قرآن

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

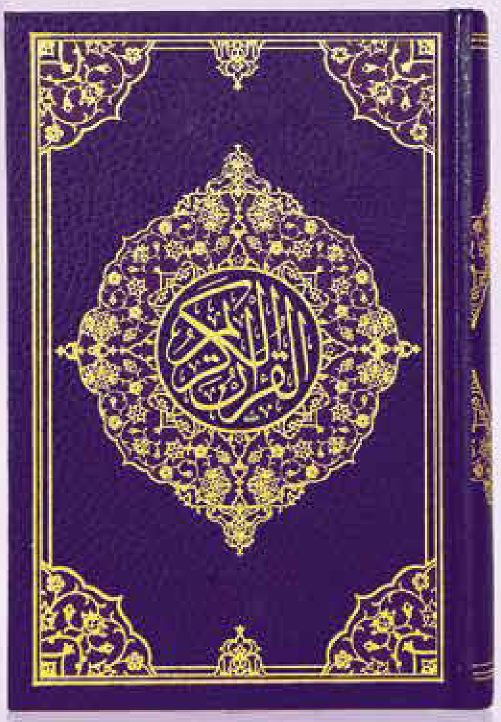

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا 131

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ ہم نے تم سے پہلے اہلِ کتاب کو بھی اور تمہیں بھی یہی تاکید کی ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اگر تم کفر اپناؤ گے تو (اللہ کا کیا نقصان ہے؟ کیوں کہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر ایک سے بے نیاز اور بذاتِ خود لائقِ تعریف ہے۔ 131

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا 132

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور کام بنانے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ 132

تشریح نمبر 1: یہ جملہ کہ "آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے" ان آیتوں میں تین بار دہرایا گیا ہے۔ پہلی مرتبہ اس کا مقصد میاں بیوی کو یہ اطمینان دلانا ہے کہ اللہ کی رحمت کے خزانے بڑے وسیع ہیں، وہ دونوں کے لیے کوئی مناسب ذریعہ پیدا کر سکتا ہے، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی بیان کرنا مقصود ہے، کیوں کہ ساری کائنات اس کے تابع فرمان ہے، اسے کسی کی حاجت نہیں ہے اور تیسری جگہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کارسازی کا بیان ہے کہ اگر تم تقویٰ اور اطاعت کا راستہ اختیار کرو تو وہ تمہارے سارے کام بنا دے گا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا 133

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو اے لوگو! تم سب کو (دنیا سے) لے جائے اور دوسروں کو (تمہاری جگہ یہاں) لے آئے۔ اللہ اس بات کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ 133

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا 134

ترجمہ: جو شخص (صرف) دنیا کا ثواب چاہتا ہو (اسے یاد رکھنا چاہیے کہ) اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے۔ اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ 134

تشریح نمبر 2: اس آیت میں یہ عمومی ہدایت دی گئی ہے کہ ایک مسلمان کو صرف دنیوی فائدوں ہی کی فکر میں نہیں پڑا رہنا چاہیے، بلکہ اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنی چاہیے اور پچھلی آیتوں سے اس کا تعلق بظاہر یہ ہے کہ میاں بیوی کو مصالحت یا علاحدگی کا فیصلہ کرتے وقت صرف دنیا کے فائدوں پر نظر نہیں رکھنی چاہیے، بلکہ آخرت کی بھلائی پر بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے، لہٰذا اگر مرد یا عورت اپنے کچھ دنیاوی مفادات کی قربانی دے کر دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو آخرت میں بڑے ثواب کی امید ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ
الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا 135

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینے کا حکم دیا جا رہا ہے) چاہے امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں قسم کے لوگوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، لہٰذا ایسی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلنا جو تمہیں انصاف کرنے سے روکتی ہو اور اگر تم توڑ مروڑ کرو گے (یعنی غلط گواہی دو گے) یا (سچی گواہی دینے سے) پہلو بچاؤ گے تو (یاد رکھنا کہ) اللہ تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔ 135

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا 136

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اُتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اُتاری تھی اور جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یومِ آخرت کا انکار کرے، وہ بھٹک کے گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے۔ 136

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ
اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا 137

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے، اللہ ان کو بخشنے والا نہیں ہے اور نہ انھیں راستے پر لانے والا ہے۔ 137

تشریح نمبر 3: اس سے مراد وہ منافق بھی ہو سکتے ہیں، جن کا ذکر چل رہا ہے، کیوں کہ وہ مسلمانوں کے پاس آ کر مسلمان ہونے کا اعلان کرتے تھے، مگر تنہائی میں کفر اختیار کر لیتے تھے، پھر کبھی مسلمانوں کا سامنا ہوتا تو دوبارہ ایمان لانے کا مظاہرہ کرتے، مگر پھر اپنے لوگوں کو اپنے کفر کا یقین دِلاتے اور اپنے عمل سے کفر ہی میں بڑھتے چلے جاتے، نیز بعض روایات میں کچھ ایسے لوگوں کا بھی ذکر آیا ہے جو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئے، پھر توبہ کر کے مسلمان ہوئے، مگر بالآخر دوبارہ مرتد ہو کر کفر ہی کی حالت میں مرے۔ آیت کے الفاظ میں دونوں قسم کے لوگوں کی گنجائش ہے اور ان کے بارے میں جو یہ کہا گیا ہے کہ اللہ نہ ان کو بخشے گا، نہ راستے پر لائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انھوں نے اپنے اختیار سے کفر اور اس کے نتیجے میں دوزخ کی راہ کو چن لیا تو اللہ ان کو زبردستی ایمان اور جنت کے راستے پر نہیں لائے گا، کیوں کہ دنیا دار الامتحان ہے اور ہر شخص کا انجام اس کے اپنے اختیار سے چنے ہوئے راستے کے مطابق ہونا ہے۔ اللہ نہ کسی کو زبردستی مسلمان بناتا ہے، نہ کافر۔

فہمِ حدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ حَسَنَةٌ بَعَشْرِ أَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِأَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: اِلَّا الصَّوْمُ فَاَنَّهٗ لِيْ وَاَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرَءٌ صَائِمٌ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (روزے کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امتِ مرحومہ کے اعمالِ خیر کے متعلق عام قانونِ الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات اور اخلاص و خشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانونِ رحمت کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، وہ بندے کی طرف سے خاص میرے لیے ایک تحفہ ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہشِ نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے" (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لیے دو مسرّتیں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک و مولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرف باریابی کے وقت اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوش بو سے بھی بہتر ہے، (یعنی انسانوں کے لیے مشک کی خوش بو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے، اللہ کے ہاں روزے دار کی بو اس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان و نفس کے حملوں سے بچاؤ کے لیے اور آخرت میں آتشِ دوزخ سے حفاظت کے لیے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیے کہ وہ بے ہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔" (صحیح بخاری و مسلم)

افطار میں تعجیل کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: اَحَبُّ عِبَادِيْ اِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔" (یعنی غروبِ آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے)۔ (جامع ترمذی)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، وہ اچھے حال میں رہیں گے۔" (صحیح بخاری و مسلم)

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَيْ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندے کی جو دن میں روزہ رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے، پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت و رحمت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا کہ "میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا، خداوند! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چناں چہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا) اور خاص مراحم خسروانہ سے اس کو نوازا جائے گا۔" (شعب الایمان للبیہقی)

تشریح: کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کے حق میں ان روزوں کی اور نوافل میں ان کے پڑھے ہوئے یا سنے ہوئے قرآنِ پاک کی سفارش قبول ہوگی، یہ ان کے لیے کیسی مسرّت اور فرحت کا وقت ہوگا۔۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس سیاہ کار بندے کو بھی محض اپنے کرم سے ان خوش بختوں کے ساتھ کردے۔ آمین!

رمضان کی سوغات

حضرت مولانا عبدالستار حَفِظَہُ اللہ

اللہ تعالیٰ نے روزوں کا مقصد تقویٰ قرار دیا ہے، وہ خوش نصیب آدمی ہے جسے روزوں کے ثمرات میں تقویٰ کی دولت نصیب ہو جائے۔ جس مسلمان کو یہ تقویٰ کی دولت مل گئی، گویا اُسے رمضان کی برکتیں اور ثمرات مل گئے۔ تقویٰ کیا چیز ہے؟ شریعت میں تقویٰ خوف کو کہتے ہیں اور بچنے کو بھی کہتے ہیں۔ خوف اور بچنا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کا ڈر اور خوف اور پھر زندگی ایسی گزارنے لگے کہ اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے لگے، اسی کا نام تقویٰ ہے، جیسے: ایک شریف آدمی ہوتا ہے، اس کے دل میں اپنے باپ کی عظمت، احسانات کا احساس اس کی شفقت کا خیال ہو تو ہر وقت ایک ڈر اور خوف سا رہتا ہے، کوئی ایسی چیز نہ ہو جائے کہ جس سے والدِ محترم ناراض ہو جائیں۔ ہر گھٹیا اور ناشائستہ حرکت سے بچتا ہے۔ باپ کی شفقت باپ کی عظمت باپ کے احسانات کا تصور احتیاط سے زندگی گزارنا یہ احساس دل میں پیدا ہو جائے۔

اگر کسی مسلمان کو رمضان کی گھڑیوں میں یہ دولت مل جائے تو اسے ہر وقت یہ خیال رہنے لگ جاتا ہے کہ میری زندگی میں کچھ ایسا نہ ہو کہ میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو شرمندگی اٹھانی پڑے۔ یہ احساس ہر وقت رہنے لگ جائے کچھ ایسا نہ ہو جائے کہ اللہ کی بارگاہ میں جواب نہ بن پائے اور شرمندگی اٹھانی پڑے۔ پشیمانی سے گزرنا پڑے۔ یہ احساس پیدا ہونا اسی کا نام تقویٰ ہے۔ یہ نصیب ہو جائے، رمضان کی ان گھڑیوں میں یہ بڑی دولت ہے۔ یہ رمضان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اور رمضان کی یہ سوغات ہے کہ تقویٰ آجائے۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے جو مر گیا اس کی قیامت تو ہو گئی۔ اب جب زندگی کے لمحات کا پتا ہی نہیں، جوان بھی جارہا ہے، صحت مند بھی جارہا ہے، چلتا پھرتا بھی جارہا ہے اور پل کی بھی خبر نہیں، سو یا اور صبح اٹھ ہی نہیں سکا۔ یہ احساس پیدا ہو جائے کہ زندگی کا کوئی بھروسا نہیں کسی بھی وقت حاضری ہو سکتی ہے، کچھ ایسا نہ کروں کہ کل شرمندگی اٹھانی پڑے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

اب تو ایسی غفلت ہوتی ہے کہ اپنے پیاروں کو منوں من مٹی میں اکیلے چھوڑ کر آتے ہیں، لیکن عملاً رویّہ کچھ ایسا ہوتا ہے کہ بس یہ گیا ہے، یہ صورتِ حال میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں پیش آنا۔ پہلے کسی گھر سے جنازہ اٹھتا تھا، خاندان کی زندگی بدل جایا کرتی تھی۔ ساری غفلتیں ختم ہو جاتی تھیں اس لیے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے دل کی غفلت کو دور کرنے کا سب سے بڑا نسخہ موت ہے، جس کے گھر سے ہی جنازہ اٹھے اور ان کو اپنے کندھوں پر لے کر جائے اور اپنے ہاتھوں سے اسے گڑھے میں رکھے اور اپنے ہاتھوں سے اس پر مٹی ڈالے پھر بھی یہ غفلت ختم نہ ہو تو دل ہے یا پتھر ہے۔

ارے میرے دوست! کس دھوکے میں ہیں، یہ صحت گئی، یہ جوانی گئی، یہ حسن گیا، یہ دولت گئی، یہ جیب خالی ہوئی، بھائی! یہ بڑھاپا آیا اور یہ کمر جھکی اور یہ زندگی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، میں ایسا تھا ویسا تھا میاں کل پتا چلے گا کہ تم کیسے تھے؟ بڑے ٹھاٹ تھے، لیکن میاں! جہاں ریڑھی والا لیٹا ہے یہ بھی وہیں لیٹا ہوا ہے، جہاں مزدور سویا ہوا ہے وہاں یہ بھی سویا ہوا ہے، جہاں چند ہزار والا لیٹا تھا یہ بھی وہیں لیٹا ہے، اس لیے جب کسی کو کندھا دو تو ذرا اس تصور سے دو کل دنیا والے مجھے بھی یوں ہی بے بسی کی حالت میں اٹھا کر لے کر جائیں گے۔

پتا نہیں کب اللہ کے سامنے حاضری ہو جائے اور زندگی احتیاط سے گزرنے لگ جائے، اسی کا نام تقویٰ ہے۔۔۔ رمضان اسی لیے آیا ہے۔۔۔ اللہ رمضان میں رحمت کا شامیانہ لگا دیتا ہے اور ہر شخص ہم جیسے گناہ گار سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہر آدمی سبحان اللہ، اللہ کے گھر میں دوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ کے گھر آباد ہوتے نظر آتے ہیں۔

تو یہ اللہ کی رحمت کا شامیانہ لگا ہے، یہ موسم ہے اس سوغات کو حاصل کرنے کا کہ یہ احساس اندر بیدار ہو جائے کہ جانا ہے۔ اللہ کے سامنے حاضری ہے۔ جیسے ایک شریف النفس انسان اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ باپ کے اتنے احسانات ہیں اور پھر ان احسانات میں اس کے ساتھ احسان فراموشی تو وہ حیا کرتا ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی کے ساتھ نیکی کرے اور وہ اسی سے پستول لے کر اس پر تان دے تو یہی کہا جائے گا بڑا ہی احسان فراموش ہے۔ کریم داتا کی نعمتوں میں رہ کر اسی مولا کے سامنے تکبر، بڑائی غرور،

سرکشی، نافرمانی، معصیت ہو، بڑا ہی احسان فراموش ہے۔ اسے اپنی اوقات یاد نہیں ہے تو یہ حقیقت پیشِ نظر ہو جائے۔ اللہ کے سامنے حاضری ہے، اس لیے رمضان آیا ہے۔ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس خدمت میں آئے کہنے لگے: "یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں، مختصر سی ہو، یاد بھی رہے، عمل کرنا بھی آسان ہو۔ حضور ﷺ نے تین باتیں فرمائیں:

ایک: رب کے خزانوں پر نظر رہے، مخلوق سے طمع اور امید نہ رکھنا۔

دوسری: زبان سے بول نکالنے سے پہلے محتاط رہنا، پہلے سوچنا، پھر بولنا، کہیں کل شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

تیسری: نماز ایسے پڑھنا جیسے تیری زندگی کی آخری نماز ہو۔

اگر کسی کو پتا چل جائے کہ یہ اس کی آخری نماز ہے تو کیسا خشوع خضوع ہوگا۔ رمضان تو سال میں ایک مرتبہ آتا ہے اور ذرا دائیں بائیں نظر ڈالنی چاہیے کہ پچھلے گیارہ مہینوں میں کتنے لوگ رخصت ہو گئے، جنہیں ہم جانتے ہیں، صحت مند بھی تھے، جوان بھی تھے، چلتے پھرتے بھی تھے، ٹھاٹ کی زندگی بھی تھی، سب ہی روانہ ہو گئے۔ گیارہ مہینوں میں کتنے روانہ ہو گئے۔

یہ احساس میرے اندر آیا ہے کہ میں ہر کام سے پہلے یہ دیکھتا ہوں کہ میرے اللہ ناراض تو نہیں ہوں گے۔ معاملات میں معاشرت میں غمی خوشی میں، رہن سہن میں، اندر کی زندگی باہر کی زندگی، معاملات، بازار کی زندگی، مسجد کی زندگی میں یہ خیال رہتا ہے کہ میرے اللہ ناراض تو نہیں ہوں گے۔ محسن کے احسانات کی یہ احسان فراموشی ہے کہ اس نعمت میں اسی کے مقابلے پر آجائے تو اللہ نے اس جسم پر نعمتوں کی حد کر رکھی ہے، ایک نعمت دیکھ لیجیے آنکھ ہے، سبحان اللہ! ایسی بڑی نعمت ہے، محبت سے ماں باپ کو دیکھے تو حج کا ثواب مل جائے، محبت کی نظر سے بیوی شوہر کو دیکھے اور شوہر بیوی کو دیکھے اللہ دونوں کو اپنی رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں، آنکھ اتنی بڑی نعمت ہے، کیا کچھ نفع حاصل کرتا ہے، لیکن یہی اللہ کی طرف سے غیر معمولی نعمت سے جب اللہ کی نافرمانی کرنے لگ جائے اس کی آنکھیں آوارہ ہو جائیں، جائز ناجائز کا احساس ختم ہو جائے، حلال حرام کی تمیز مٹ جائے، اپنے بے گانے کا فرق مٹ جائے، یہ تو گویا غداری ہے۔

رمضان میں کھانے سے روکا ہے، طبیعت چاہ رہی ہے، رک جاؤ، پینے سے روکا ہے، طبیعت چاہ رہی ہے رک جاؤ، حلال ہے، طبیعت بھی چاہ رہی ہے ناں روزہ ہے، نہیں کروں گا، پیاس لگ رہی ہے حلال ہے ناں! بھئی روزہ ہے رک جاؤ تو اس سے آگے چلیے ذرا اس سے آگے جائیے!

رمضان میں ذرا اس سے آگے بڑھیے۔ حرام دیکھنے کا جی چاہ رہے ناں! رمضان ہے، ان آنکھوں سے حرام نہیں دیکھنا، غیبت سننے کا جی چاہ رہا ہے ناں! حرام ہے، کانوں کو حرام نہیں دینا، حرام بولنے کا جی چاہ رہا ہے ناں! حرام، رمضان ہے حرام نہیں بولنا۔ لقمہ حرام نہیں لینا۔ حرام آمدنی کو ہاتھ نہیں لگانا، کھا نہیں رہا، پی نہیں رہا، طبیعت بھی چاہ رہی ہے اندر سے تقاضا بھی اٹھ رہا ہے، حلال بھی ہے، ناں! رمضان ہے، نہیں کر سکتا۔

تو رمضان آیا ہے اس سے آگے بڑھیے کہ طبیعت چاہ رہی ہے، اس آنکھ سے حرام دیکھوں، فیس بک پر دیکھوں، ٹی وی پر دیکھوں، اسکرین پر دیکھوں، اخبار پر دیکھوں، حرام دیکھوں، ناں! حرام ہے نہیں دیکھنا، رمضان میں عبادات تو ہو جاتی ہیں اللہ کا فضل ہے، روزے بھی ہو جاتے ہیں، تراویح بھی ہو جاتی ہیں، افطار بھی ہو جاتی ہیں، کچھ تلاوت بھی ہو جاتی ہے، لیکن اس سے آگے کی چیز ہے، یہ تقویٰ کا اہتمام، تقویٰ کی تربیت تاکہ رمضان کے بعد کی زندگی اور رمضان سے پہلے کی زندگی میں واضح فرق نظر آئے، آپ خوب جانتے ہیں جب کسی کا سیزن لگتا ہے ناں، سیزن اور سیزن اچھا لگتا ہے اور چند سیزن لگ جائیں تو اسے بتانا نہیں پڑتا کہ میرا سیزن اچھا لگا ہے۔ بچوں کے اسکول بدل جاتے ہیں، اسٹیٹس بدل جاتا ہے، پہننا اوڑھنا بدل جاتا ہے، رہنا سہنا بدل جاتا ہے، ملنا جلنا بدل جاتا ہے، گاڑی سواری بدل جاتی ہے، سیزن لگا ہے۔۔۔ سبحان اللہ! کسی کو رمضان میں تقویٰ کا سیزن مل جائے، کسی کو رمضان میں تقویٰ کی سوغات مل جائے، بتانا نہیں پڑتا رمضان کے بعد واضح فرق نظر آتا ہے، ہاں! اسے رمضان کی سوغات مل گئی ہے۔ اس خوش نصیب آدمی کو رمضان کی سوغات مل گئی ہے اور پتا کوئی نہیں بھائی! لوگ کہتے ہیں ناں، امریکا شفٹ ہو جائیں گے، آسٹریلیا شفٹ ہو جائیں، کینیڈا شفٹ ہو جائیں گے اور بڑی تیاری کرتے ہیں، بلکہ بسا اوقات مہینوں نہیں سالوں پہلے منصوبہ بندی ہونے لگتی ہے شفٹنگ کی۔ ارے بھائی! جہاں میرے ابا میری اماں اور گھر کے نہ جانے کتنے کتنے لوگ شفٹ ہو چکے ہیں تو کچھ رمضان ایسا گزر جائے جب شفٹنگ ہو تو شرمندگی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کچھ خوش نصیب لوگ ایسی تیاری کر لیا کرتے ہیں جب ان کی شفٹنگ ہونے لگتی ہے، وہ شفٹنگ شفٹنگ نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ کی طرف سے ایک تحفہ اور انعام ہوتا ہے، جیسے کوئی آدمی قائد آباد میں، اورنگی میں، لانڈھی میں رہ رہا ہو اور کوئی کہہ دے میاں! یہ ڈیفنس کا بنگلہ تمہیں تحفہ میں ہے تو بتاؤ یہاں سے وہاں شفٹنگ میں کتنا مزہ آئے گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے سچ فرمایا ہے کچھ لوگ شفٹنگ کی ایسی تیاری میں لگے ہوتے ہیں، جب ان کی شفٹنگ کی گھڑی آتی ہے وہ شفٹنگ شفٹنگ نہیں رہتی، اللہ کی طرف سے بہت بڑا انعام بن جاتا ہے۔ اللہ کی طرف سے بہت بڑا تحفہ ہوتا ہے۔ جب دنیا میں یہ آیا تھا دنیا والے ہنس رہے تھے، یہ رو رہا تھا، لیکن جب دنیا سے جا رہا ہے تو یہ ہنسی خوشی جا رہا ہے، دنیا والے رو رہے ہیں، اس لیے کہ اسے تحفہ مل رہا ہے، دنیا والے رو رہے ہیں یہ ہنسی خوشی جا رہا ہے یہ خوش نصیب آدمی ہے۔

رمضان میں یہ سوغات لینی ہے، تقویٰ آجائے کہ ہر وقت یہ احساس پیدا ہو جائے، یہ فکر نصیب ہو جائے کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو، جیسے: ایک ماں اپنے بچے کی گندگی سے، پیشاب سے، پاخانہ سے، اپنے کپڑے بچاتی ہے، یہ احساس ہوتا ہے اسے فکر ہوتی ہے، کپڑوں پر نہ لگے، لیکن اس پورے احساس اور فکر کے بعد بھی کپڑوں پر بسا اوقات گندگی لگ جاتی ہے، لیکن چوں کہ احساس ہے، پاگل نہیں ہے، احمق نہیں ہے، احساس بیدار ہے تو کیا کرتی ہے فوراً صاف کر لیتی ہے، اس گندگی کو رہنے نہیں دیتی۔۔۔ سبحان اللہ! وہ شخص بھی متقی ہے، اس کے پاس بھی تقویٰ کی سوغات ہے کہ یہ احساس موجود ہے، پھر بھی غلطی ہو گئی، پھر بھی گناہ ہو گیا، پھر بھی کوتاہی کر بیٹھا، لیکن جلدی سے اس گناہ اور غلطی کا ازالہ کر لیا۔

قرآن کہتا ہے: یہ شخص بھی اپنے پاس تقویٰ کی سوغات رکھتا ہے، جس کے پاس گناہ بھی ہو گیا، جس سے اللہ کی نافرمانی بھی ہو گئی، جس کی آنکھ بھی بھٹک گئی، جس سے کوئی کوتاہی بھی ہو گئی، لیکن دیر نہیں کرتا اپنی غلطی پر اسرار نہیں کرتا فوراً اللہ سے معافی مانگ لیتا ہے، فرمایا یہ وہ خوش نصیب ہے، جس کے پاس تقویٰ کی سوغات سلامت ہے۔

تو یہ احساس پیدا ہو جائے میرے عزیزو! کمزور لوگ ہیں غلطی ہو جائے گی، گناہ ہو جائے گا، کوتاہی ہو جائے گی، پاؤں بھٹک جائے گا، لیکن فوراً اس کا ازالہ کر لیا، یہ بھی تقویٰ ہے اور یہی اعلیٰ درجے کی ایمان کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیسے پتا چلے گا میرا ایمان تر و تازہ ہے اور میرے ایمان میں پوری قوت اور صحت موجود ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو بے چین اور پریشان ہو جائے، تجھے چین نہ آئے، جب تک کہ اس گناہ کا ازالہ نہ کرے، یہ علامت ہے کہ اللہ نے تجھے تر و تازہ ایمان نصیب فرمایا ہے۔ یہی تقویٰ ہے۔۔۔ تو رمضان کی یہ گھڑیاں عبادات سے آگے نماز روزے تراویح سے آگے کی چیز ہے، کھانے پینے سے روکنے سے آگے کی چیز ہے، میرا جسم کا ہر عضو اللہ کی نافرمانی سے بچنے لگ جائے اور میری زندگی کا ہر شعبہ گناہوں سے پاک ہو جائے، یہ تقویٰ ہمیں نصیب ہو جائے۔ اللہ ہم سب کے لیے آسان فرمائے۔ آمین

Perfect®
FRESHENER
رہو خوشبوؤں میں
Perfect
SOFT PINK
99
BLOOM
Dream
ENJOY
ASLEE
Available on daraz: www.daraz.pk/shop/perfect-freshner & panda mart
perfectairfreshener
PFreshener
www.se.com.pk
info@se.com.pk

رمضان کا پیغام

سعد صالح

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کے بے شمار مظاہر ہیں۔ رمضان کا مہینہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ انسان کو بہکانے کے لیے چوں کہ شیطان ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے اور اکثر و بیشتر خواہشات نفسانی کے ہاتھوں بھی انسان مغلوب ہو جاتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ بندگی اس کے لیے ممکن نہیں رہتی۔ غفلت کا شکار ہو کر اپنے حقیقی منزل کو بھول بیٹھتا ہے اور دنیاداری میں لگ جاتا ہے۔ اس کوتاہی کی تلافی اور بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اپنی منشا کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کا مہینہ خاص طور پر نازل فرمایا ہے اور اس میں نیکیوں اور کارہائے خیر کا ایسا عمومی ماحول پیدا فرماتے ہیں کہ ہر شخصِ عام و خاص اس سے خوب مستفید ہوتا ہے۔ گویا سال بھر کے لیے یہ مہینہ فلٹر کا کام کرتا ہے کہ انسان کو ظاہری و باطنی آلائشوں اور گندگیوں سے پاک صاف کرکے فرماں برداری اور نیکی و بھلائی کی صفاتِ حسنہ سے مزیّن کر دیتا ہے۔ زندگی کو اپنے رب کی خوش نودی کے مطابق ڈھالنے کے لیے اس ماہِ مبارکہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے کی اطاعت و بندگی کی عملی مشق کرائی جاتی ہے۔ یہ ایک مہینہ پوری زندگی کے لیے مثالی نمونہ ہے کہ ایک مسلمان کو اس طرح کی زندگی گزارنی چاہیے۔

غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان تیس دنوں میں زندگی عام معمول کے مطابق رواں دواں رہتی ہے، تمام معاملاتِ زندگی انجام پا رہے ہوتے ہیں، لوگ ملازمتوں کو بھی جاتے ہیں، کاروبار بھی چلتا رہتا ہے، سب کچھ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ رمضان سے پہلے ہوتا تھا، بس فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس مہینے میں بندہ ان ساری مصروفیات کے باوجود اپنے رب سے تعلق میں رہتا ہے، اس کی نگاہیں اپنے حقیقی منزل پر مرکوز رہتی ہیں، زیادہ سے زیادہ خیر کے کاموں کو کرنے کی کوشش کرتا ہے اور گناہوں سے مکمل طور پر بچتا ہے۔ اسے ہر وقت یہ بات مستحضر رہتی ہے کہ رمضان کے چند دن اس کے پاس ہیں، لہٰذا وہ پوری کوشش کرتا ہے کہ ان دنوں کو غنیمت سمجھ کر زیادہ سے زیادہ خیر کے کام کر جائے، مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچائے اور اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

رمضان سے پہلے کی زندگی اور رمضان والی زندگی کے درمیان یہی فرق بتلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اللہ کی طرف سے خیر کا عمومی ماحول پیدا فرما کے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی عام زندگی بھی ہمیں ایسے ہی گزارنی چاہیے، جیسے رمضان کے مہینے کو گزارتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے کہ اس نے بندوں کی فطری کمزوریوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اپنی طرف رجوع کرنے کا یہ خاص انتظام فرمایا اور نہ صرف یہی بلکہ عملی طور پر نیکیوں والی زندگی گزارنے کی مشق کا بھی اس مہینے میں انتظام فرمایا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ عمل زندگی میں صرف ایک بار کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ہر سال اس کا انتظام کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا حسین مظہر ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

رمضان گویا الارم کے طور پر ہماری زندگی میں نصب ہے جو ہمیں غفلت سے بیدار کراتا ہے اور اپنے حقیقی منزل کی طرف متوجہ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

رمضان کے تیس دنوں میں ہمیں نیکیوں کی مشق کروائی جاتی ہے اور جو نظامِ زندگی ہمیں حاصل ہوتا ہے، رمضان کے بعد بھی وہ برقرار رہنا چاہیے۔ ہم اپنی روزمرّہ کی زندگی کو اور چوبیس گھنٹوں کے معمولات کو ویسے ہی گزاریں جیسے کہ رمضان میں گزارتے ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔

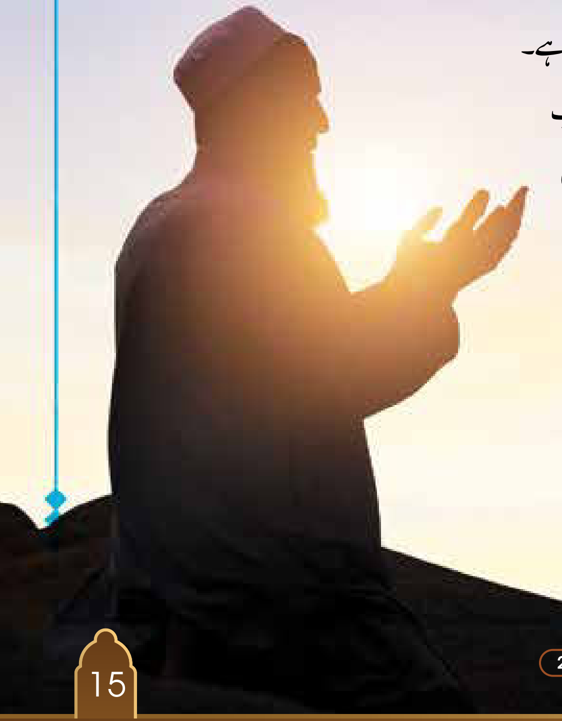

رمضان کا یہ خوب صورت پیغام ہماری زندگی کا لازمی جزو بن جائے تو کوئی شک نہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی ہمیں حاصل ہو جائے گی۔

تقویٰ

آسیہ عمران

رات کے اندھیرے میں ایک صاحب جوتے ہاتھ میں لیے گلی میں سے خاموشی سے گزر رہے ہیں۔ پاس سے گزرتے ایک شخص نے پوچھا: آپ جوتے پہن کیوں نہیں رہے؟ فرمایا: رات کا وقت ہے، لوگ سو رہے ہیں، میرے جوتے کی آواز ان کی نیند خراب کر سکتی ہے۔ یہ صاحب کوئی عام شخص نہیں، خلیفۃ المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ان کا تقویٰ ہے جو انھیں ذاتی خطرہ سے بے نیاز کر کے لوگوں کی نیند میں خلل نہیں ڈالنے دیتا ہے۔

تقویٰ دراصل ذاتِ باری تعالیٰ کی کبریائی کے حصار میں مستقل ڈوبے رہنا ہے۔ یہ کیفیت اس قدر خود پر غالب کرنا کہ اس کی شخصیت ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کبھی کسی کے رعب میں نہ آئے۔ تقویٰ کا تصوّرِ دین کا بنیادی ترین تصور ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اٹھاسی دفعہ قرآنِ کریم میں تقویٰ کی روش اختیار کرنے کا باقاعدہ حکم موجود ہے، جبکہ دو سو مقامات پر مختلف اعمال کے ضمن میں تذکرہ ہے۔

ایک شخص جو کسی کو ہاتھ، زبان، انداز کسی بھی لحاظ سے تکلیف نہیں پہنچاتا، جہاں زیادتی کا خدشہ ہو اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔ دوسروں کی نیند میں خلل ڈالنے سے بچتا ہے۔ نرم چال چلتا ہے۔ اپنی شخصیت سے جڑے ہر رشتے کی قدر کرتا ہے۔ والدین کے جہاں پاؤں دباتا ہے تو بیوی کی بے آرام کرنے سے بھی بچتا ہے۔ بہن کے معصومانہ لاڈ اٹھاتا ہے تو بھائی کا کندھا بنتا ہے۔ اپنے کنبے کے ساتھ ارد گرد کئی کنبوں کی خبر گیری کرتا ہے۔ مال کو عیب بتائے بغیر نہیں بیچتا۔ کچرا کچرے کی جگہ، رزق کو رزق کے مقام پر رکھتا ہے، ظلم و زیادتی سے دور رہتا ہے حتیٰ کہ کھانے میں سے صرف اپنے حصے کے بقدر نکالتا ہے۔ نامحرم سے نظریں بچاتا، جھکاتا بیوی کے حقوق ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ باوجود طاقت کے اپنا حق چھوڑ دیتا ہے۔ اپنی رائے اجتماعیت پر قربان کرتا، غلطی پر ڈٹ نہیں جاتا۔ دوسرے کی ضرورت کو خود پر مقدم رکھتا ہے۔ کمی کوتاہی پر اللہ سے ڈرتا رہتا ہے، درحقیقت وہ تقویٰ کے اعلیٰ درجے پر ہے۔

یہ سب میری رائے نہیں، آیئے قرآن کریم میں چند آیاتِ تقویٰ پر نظر ڈالتے ہیں۔

قرآن مجید نے اہلِ تقویٰ کی ایک اہم صفت یہ بتائی کہ تقویٰ والے اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ رزق میں مال، اولاد، عزت، شہرت، مرتبہ، دوست، آسانیاں، علم، شعور، حوصلہ، دلیری، توفیق وغیرہ سب شامل ہیں۔ مطلب یہ کہ جو شخص اللہ کی دی ہوئی جو بھی رزق کی شکل ہے، وہ دوسروں پر خرچ کرے گا تو تقویٰ والا ہوگا۔

قرآنِ کریم میں روزہ کی فرضیت کی وجہ بھی تقویٰ کا حصول قرار دی گئی۔ فرمایا: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ... روزہ میں کیا ہے؟ اللہ کی منع کی گئی غذا اور منع کیے گئے کاموں سے انسان رُک جاتا ہے۔ دراصل اللہ کے لیے رُک جانے کی پریکٹس ہے۔

حج جیسی بڑی عبادت میں تقویٰ کو زادِ راہ بنانے کو کہا گیا۔ قربانی کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ کو گوشت اور خون نہیں تقویٰ مطلوب ہے۔ مسجد بنانے میں بھی تقویٰ کو بنیاد بنایا گیا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

لباس، زیب و زینت میں بھی تقویٰ کو رکھا گیا۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ

اللہ رب العزت نے سارا اخلاقی نظام تقویٰ کی بنیاد پر قائم فرمایا:

- انصاف کرو، یہ تقویٰ کے قریب ہے۔
- تم درگزر کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔
- اگر صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔
- تقویٰ اختیار کرو اور لوگوں کی صلح کروا دیا کرو۔

اللہ نے آخرت کی ہر نعمت اور بھلائی کے لیے اہلِ تقویٰ کا انتخاب فرمایا کہ متقی امن والے مقام میں، نعمت والے باغوں میں، اپنے رب کے پاس ہوں گے۔ متقین کو اللہ تعالیٰ نے کام یابی کی سند دی، فرمایا: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کام یابی تو اہلِ تقویٰ ہی کے لیے ہے۔

اہلِ تقویٰ فوری نتائج نہیں چاہتے، وہ بڑے دن کے منتظر ہوتے ہیں۔ دنیاوی فوائد سے بے نیاز! اللہ نے ان کے لیے وعدہ فرمایا کہ انھیں کوئی ڈر اور خوف نہ ہوگا۔ دنیا میں اہلِ تقویٰ سے بہت سے وعدے ہیں۔ اگر اسلام کا مطلوب نمونہ ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ متقی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: اللہ سے ڈرو، (تقویٰ) جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ رمضان المبارک اس مبارک جذبے کی افزائش کے لیے ہے۔ اللہ کرے ہم تقویٰ والوں میں شامل ہونے کے قابل بن جائیں۔

یہ موسم بہار

مسفرہ سحر

رمضان میں نیکیوں کی ایک سیل لگائی جاتی ہے، یہ لوٹ سیل ہر خاص و عام کے لیے ہوتی ہے جو چاہے اس سیل سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اللّٰہ کے نبی ﷺ نے اس شخص کو رحمت سے دور قرار دیا جو اپنی زندگی میں رمضان المبارک کو پائے اور عبادت و توبہ استغفار کرکے خود کو بخشوا نہ سکے۔

میرے رب کے حکم سے رمضان شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے، سرکش شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے، چھوٹی سی چھوٹی نیکی کا اجر بھی اللّٰہ جتنا چاہے بڑھا دیتا ہے، اللّٰہ تعالیٰ روزانہ اپنے بندوں کے لیے جنت کو مزیّن کرتے ہیں، اسے سنوارتے ہیں، اس ماہ کی ہر رات اللّٰہ اپنے بندوں میں سے بہت سوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ تھما دیتے ہیں، لیکن یہ سب فضائل یہ سب اجر ان کے حصے میں آتے ہیں جو رمضان المبارک میں کرنے والے کاموں کو بہت سچے دل اور لگن کے ساتھ کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم اس ماہ کو بھی باقی مہینوں کی طرح گزار دیں اور اس کے فضائل کے مستحق ٹھہرائے جائیں۔

رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“ (بخاری 1901)

روزے دار کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، روزے دار کے لیے جنت کا وعدہ ہے، روزے دار کے جنت میں داخلہ کے لیے ایک دروازہ ”ریان“ رکھا گیا ہے، ایک دن کا روزہ دوزخ کی آگ سے ستر سال دور کر دے گا، روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا، روزے دار کے اعمال کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ وہ تحائف ہیں جو اللّٰہ کی طرف سے ایک روزہ دار کے لیے رکھے گئے ہیں۔

روزے کے ساتھ ساتھ دوسرا کام جو اس ماہ کثرت سے کرنا چاہیے، وہ ہے تلاوتِ قرآنِ مجید۔ رمضان اور قرآن کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اللّٰہ کے رسول ان دنوں میں باقی ایّام سے زیادہ تلاوت کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی ماہ میں اللّٰہ کے رسول ﷺ کو ہر سال قرآن کا دور بھی کروایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام سے اور پھر آج تک نیک لوگوں کا یہی معمول چلا آ رہا ہے کہ رمضان کا زیادہ سے زیادہ وقت تلاوت میں گزارا جائے اور کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان میں ترجمہ اور تشریح کے ساتھ بھی قرآن کو پڑھا جائے۔ جب بغیر سمجھے تلاوت کرنے پر ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو سوچنا چاہیے کہ سمجھ کر پڑھنے پر کتنا اجر ملے گا۔

ایک اور کام جو اس ماہ کا اجر بڑھانے میں مددگار ثابت ہوگا وہ صدقہ و خیرات ہے۔ حضرت اِبنِ عباسؓ اللّٰہ کے رسول ﷺ کا احوال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، رسول اللّٰہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ مال دینے میں سخی تھے اور سب وقتوں سے زیادہ آپ کی سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی (بخاری 3220)

صدقہ عام دنوں میں بھی کیا جائے تو اس کا اجر کرنے والے کی نیت کے مطابق اللّٰہ جتنا چاہے بڑھاتا رہتا ہے اور اس ماہِ مبارک میں اس کا اجر کتنا بڑھے گا، شاید سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

رمضان میں دو کام بہت اہم ہوتے ہیں، سحر و افطار۔ دونوں اوقات میں تمام عالمِ اسلام میں ایک رونق لگی ہوتی ہے۔ ایسے اوقات میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ دوسروں کا خیال بھی کرنا چاہیے اور ان اوقات میں دعاؤں کا بھی بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

رمضان کی راتوں کا خاصا ہے کہ ان میں ذوق و شوق سے اللّٰہ کی یاد میں مشغول رہا جائے، تراویح، نوافل، تلاوت، استغفار اور دوسرے اذکار میں مشغول رہا جائے۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ بہت اہم ہوتا ہے، اعتکاف جیسی عظیم عبادت اس عشرے میں ہوتی ہے اور اعتکاف دراصل نام ہے اللّٰہ کے در پہ پڑ جانے، اسے راضی کرنے اور منانے کا۔ محض سوتے رہنے اور کھاتے پیتے رہنے سے اعتکاف کی شکل تو شاید ہو گی، لیکن اس کی روح تبھی حاصل ہو گی جب اس کے تقاضے پورے کیے جائیں۔

اور شبِ قدر بھی اسی عشرے میں پائی جاتی ہے۔ اس عشرے کے بارے میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللّٰہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اتنی ریاضت کرتے تھے کہ اس کے علاوہ اور دنوں میں اتنی ریاضت نہیں کرتے تھے۔ (مسلم: 2788)

ان راتوں میں خوب دعائیں کرنی چاہییں، بخشش کی دعائیں، جنت میں داخلے کی دعائیں، جہنم سے آزادی کی دعائیں، رب کے راضی ہو جانے کی دعائیں اور ہر وہ دعا جو ہم کرنا چاہیں۔

سونا تو ہم نے باقی سارا سال ہی ہے، ان راتوں کو جاگ کر گزاریں، لیکن جاگنے کا یہ مطلب نہیں کہ گپ بازی کی جائے، لغویات میں پڑا جائے بلکہ جاگ کر ان میں نوافل کا اہتمام کریں، قرآن کی تلاوت، درود شریف پڑھنا چاہیے اور دوسرے اذکار کا اہتمام کیا جائے۔

ان راتوں کی ایک خاص دعا ہے جو ہمیں حضرت عائشہؓ کی روایت سے ملتی ہے کہ اللّٰہ کے رسول ﷺ نے آپ کو ان راتوں میں یہ دعا پڑھنے کی تاکید کی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي يَا كَرِيمُ

اے اللّٰہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے۔ مجھے معاف فرما دے۔ آمین! (ترمذی: 3513)

آخری بات: رمضان نیکیوں کا موسمِ بہار ہے۔ ایسا نہ ہو یہ موسم گزر جائے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں کہ ہمیں رحمت ملی نہ مغفرت نہ برکت نہ فضائل، ایسا نہ ہو کہ اگلا رمضان ہمارے نصیب میں ہی نہ ہو، کیوں نہ اس ماہ خوب برکتیں سمیٹ لیں۔ روزہ، فرض سنتیں اور نوافل نمازیں ادا کرکے، خوب سمجھ کر تلاوت کرکے، کثرت سے دعائیں مانگ کے، تراویح اور قیام اللیل ادا کرکے، سحری و افطاری کے وقت اس کو راضی کرکے، لیلۃ القدر میں بخشش حاصل کرکے اور اعتکاف جیسی تنہائی میں اس رب کو راضی کرکے اس ماہ لگنے والی نیکیوں کی سیل سے اپنا دامن خوب بھر لیں تو پچھتاوا نہیں ہوگا۔

ان شاء اللّٰہ!!!

Shangrila
THE FOOD EXPERTS!
SHANGRILA
KETCHUP AND SAUCES
Shangrila
GARLIC
CHILLI
SAUCE
Shangrila
TOMATO
KETCHUP
Shangrila
PIZZA
SAUCE
Authentic Italian Recipe
KHAANON KAY
MUST HAVES!
www.shangrila.com.pk
ShangrilaPakistan
ShangrilaPakistan

پرکیف لمحے

بنت امان اللہ

رمضان المبارک کی بہار میں یوں تو ہر عبادت کامزہ دوبالا ہو جاتا ہے، لیکن رات کے آخری پہر کے انوارات اور برکات اس ماہِ کریم میں مزید پُر کیف ہو جاتے ہیں۔ تہجد یوں تو خواص کی نماز کہلاتی ہے، لیکن رمضان کریم میں تہجد پڑھنا عام دنوں کی نسبت ہر خاص و عام کے لیے قدرے آسان ہوتا ہے۔ سحری کے وقت اٹھنے میں یہ اہم عبادت بھی سرانجام پا جاتی ہے، کرنے کا کام یہ ہے کہ سحری کے اہتمام کو ہلکا رکھ کر اس عبادت کی روح کو پانے کی کوشش کی جائے۔

رمضان المبارک کے دوران میں حضور اکرم ﷺ کی نمازِ تہجد کے بارے میں معمول مبارک یہ تھا کہ آپ ﷺ نمازِ تہجد میں آٹھ رکعت ادا فرماتے، جس میں وتر شامل کر کے کل گیارہ رکعتیں بن جاتیں۔ تہجد کا یہی مسنون طریقہ حضور ﷺ سے منسوب ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ "نمازِ تہجد تمام نفلی نمازوں میں افضیلت کا درجہ رکھتی ہے۔" اس کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا۔

شَرَفُ الْمُؤْمِنِ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ وَاسْتِغْنَاؤُهُ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ (صحیح بخاری و مسلم)

"مومن کی بزرگی قیام اللیل میں ہے اور عزّت لوگوں سے استغنا میں"

یعنی اس نماز سے نمازی قربِ الٰہی کے خاص درجوں کو پالیتا ہے۔

نمازِ تہجد میں پابندی سے بندہ اپنے رب کی نظر میں وہ مقام و مرتبہ حاصل کر لیتا ہے کہ اسے عزّت و وقار اور شانِ استغنا نصیب ہوتی ہے، جس کے صلے میں اسے دنیا میں کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے کی حاجت نہیں رہتی اور اس کی جبین نیاز آستانہ خداوندی کے سوا اور کسی کے در پر نہیں جھکتی۔ بندہ جب اپنے رب سے تعلق آشنائی محکم و پختہ کر لیتا ہے تو اس کی زندگی علّامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تفسیر بن جاتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

راتوں کی تنہائی میں خدا سے راز و نیاز اور اس کے آگے گڑگڑا کر آہ و زاری کے ساتھ دعائیں مانگنے سے بندہ دنیا سے مستغنی ہو جاتا ہے اور کسی فرعون کو خاطر میں نہیں لاتا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کے شب زندہ دار اور نمازِ تہجد کی خاطر قیام اللیل کرنے والوں کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ، وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ (شعب الایمان، 2:557، رقم حدیث: 2703)

"میری امت کے برگزیدہ افراد وہ ہیں جو قرآن کو (اپنے سینوں میں) اٹھائے ہوئے ہیں اور شب بیداری کرنے والے ہیں۔"

امتِ محمدیہ ﷺ کے یہ پاک باز اور قدسی صفت مردان باخدا ہیں، جن کے بارے میں اللہ رب العزّت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا (المزمّل: 73)

"بے شک رات کا اٹھنا نفس کو سختی سے روندتا ہے اور (وقتِ دعا دل و زبان کی یکسانیت کے ساتھ) سیدھی بات نکلتی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف دوڑنے لگے اور کہنے لگے کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں، میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا، تاکہ دیکھوں (کہ واقعی آپ ﷺ نبی ہیں یا نہیں؟) میں نے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا کہ "یہ چہرہ جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔" وہاں پہنچ کر جو سب سے پہلا ارشاد حضور ﷺ کی زبان سے سنا، وہ یہ تھا کہ "لوگو! آپس میں سلام کا رواج ڈالو اور (غربا کو) کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات کے وقت جب سب لوگ سوتے ہوں (تہجد کی) نماز پڑھا کرو، تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (قیام اللیل)

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جنت میں ایسے بالاخانے ہیں (جو آبگینوں کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں) اُن کے اندر کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟ حضورِ ﷺ نے فرمایا: جو اچھی طرح سے بات کریں اور (غربا) کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزے رکھیں اور ایسے وقت میں رات کو تہجد پڑھیں، جب لوگ سو رہے ہوں۔" (ترمذی، ابن ابی شیبہ)

حضور نبی اکرم ﷺ صحابہؓ کو فرضیت کے بغیر قیامِ رمضان کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے: جس شخص نے ایمان اور احتساب (محاسبۂ نفس کرنے) کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کیا، اس کے پچھلے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا حدیثِ مبارکہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ رمضانِ المبارک کی راتوں میں قیام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ رمضان میں نمازِ تراویح بھی قیامُ اللیل کی ایک اہم کڑی ہے، جسے قیامِ رمضان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نمازِ تراویح کے سبب جتنا قیام اس مہینے میں کیا جاتا ہے، وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتا۔ اس سے منشائے ایزدی یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک کی راتوں کو زیادہ سے زیادہ اس کے حضور عبادت اور ذکر و فکر میں گزارے اور اس کی رضا کا سامان مہیا کرے۔ اسی لیے رمضان کی بابرکت راتیں شب بے داری کا تقاضا کرتی ہیں، کیوں کہ روایات میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی راتوں کو آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر اپنے بندوں کو تین مرتبہ ندا دیتا ہے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم رات کے جاگنے کو لازم پکڑو، کیوں کہ یہ تم سے پہلے صالحین اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور رات کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف تقرّب کا ذریعہ ہے اور گناہوں کے لیے کفارہ ہے اور گناہوں سے روکنے اور حسد سے دُور کرنے والی چیز ہے۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تین قسم کے آدمیوں سے حق تعالیٰ شانہٗ بہت خوش ہوتے ہیں: ایک اُس آدمی سے جو رات کو (تہجد کی نماز کے لیے)

بقیہ صفحہ 22 پر

غصہ ایک سماجی ناسور

عبدالمتین

حقیقت، نقصان اور علاج

اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرما کر اس میں خیر و شر کے جذبات بھی پیدا فرمائے، تاکہ اس بات کی آزمائش کی جائے کہ انسان اپنے کون سے جذبات کو استعمال میں لاتا ہے اوران پر کتنا قابو پاتا ہے۔

ان جذبات میں ایک اہم جذبہ ”غصے“ کا پیدا فرمایا۔ فرماتے ہیں انسان میں دو عادتیں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں (1) پیٹ کی خواہشات (2) غصے کے جذبات۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

وہ لوگ جو تنگی اور خوشی میں خرچ کرتے ہیں اور وہ جو غصے کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مذکورہ آیت میں غصے کے گھونٹ کو پی کر معاف کرنے کا رویّہ اختیار کرنے والے لوگوں کو اللہ رب العزت اپنا پسندیدہ بندہ قرار دے رہے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کو ہر طرح کے گھونٹ میں غصے کا گھونٹ پی جانا بہت پسند ہے۔ (احیاءُ العلوم)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی مختصر نصیحت کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں لَاتَغْضَبْ ”غصہ مت کیا کرو“ آپ چاہتے تو نماز روزہ زکوٰۃ ذکر و اذکار کے حوالے سے کوئی نصیحت کرتے، لیکن ان تمام کے بجائے غصے سے بچنے کی جو نصیحت کی اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ غصہ فقط ایک معاملہ نہیں بلکہ غصہ اپنے اندر بہت سی برائیوں کا مجموعہ ہے۔ اسی لیے علمائے صوفیہ اسے ”ام الامراض“ کا نام بھی دیتے ہیں۔ سیدنا محمد بن جعفرؒ فرماتے ہیں ”غصہ ہر برائی کی چابی ہے۔“ (احیاءُ العلوم) کیوں کہ ایک ایسا مرض ہے جو بہت سی برائیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی کوکھ سے بھی بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں، مثلاً: غصہ اس شخص کو زیادہ آتا ہے جو تکبر خود بڑائی کے مغالطے میں مبتلا ہو۔ کوئی شخص کسی کو اپنے برابر یا اپنے سے بہتر سمجھ کر کبھی بھی اس پر غصہ نہیں کرتا۔

غصہ کی وجہ سے جنم لینے والی برائیاں تو بہت زیادہ ہیں جن میں گالم گلوچ اور لڑائی جھگڑا اور مجبور ہونے کی صورت میں غیبت جیسی بیماریاں سر اٹھانے لگتی ہیں۔

ہمارے ہاں غصے کو ایک ہوشیاری اور مہارت کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے، مثلاً: یہ کہنا کہ مجھ سے ہر بات برداشت نہیں ہوتی۔ میں تو صاف منہ پر سنا دیتا ہوں۔ میں لحاظ وغیرہ نہیں کرتا۔ میٹر گھوم جاتا ہے میرا، میری کھوپڑی آؤٹ ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب جملے استعمال کرکے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کوئی بہت بڑی بات کر رہے ہیں، حالاں کہ یہ سب شیطان کے ہتھکنڈے ہیں اور وہ ایسے بہانہ باز جملوں کے ذریعے ہمیں غصے میں لا کر والے کے طور پر ہمیں استعمال کرواتا ہے، جس کے نتیجے میں ہمارا اور ہمارے متعلقین کا نقصان کر دیتا ہے۔

غصہ صرف ایک عارضی حالت کا نام نہیں بلکہ یہ بیماری شخصیت پر گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔ امام غزالیؒ اس حوالے سے فرماتے ہیں ”غصے کے وقت صورت بگڑ کر بھیانک بن جاتی ہے، ایسی صورت بنتی ہے جیسے کاٹنے والا کتا اور انسان اپنے مقام سے گر کر خونخوار درندہ بن جاتا ہے، جبکہ جو لوگ اپنے غصے پر قابو رکھتے ہیں ان کی صورت علما، اولیا اور صالحین سے ملتی ہے۔ (احیاءُ العلوم)

غصے میں انسان عقل مندی سے کم عقلی کا سفر پل بھر میں طے کرلیتا ہے۔ اسے پتا بھی نہیں چلتا جبکہ اس کی عقل کام نہیں کر رہی ہوتی۔

انصار کا قول ہے کہ گرم مزاجی بے وقوفی وار کم عقلی کی بنیادی اکائی ہے اور غصہ اس بنیاد کی رہنمائی کرتا ہے گویا غصہ بے وقوفی کے سفر کو ایک رہنما کی طرح طے کرانے میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ”جب تو غصہ کرتا ہے تو اچھلتا ہے، قریب ہے کہ تو کہیں چھلانگ نہ لگادے اور یہ چھلانگ تجھے سیدھا جہنم میں پہنچادے۔“

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”بیٹا! زیادہ غصہ بردبار آدمی کو ہلکا کر دیتا ہے۔“ (احیاءُ العلوم)

معلوم ہوا کہ غصہ انسان کی شخصیت میں فقط ضد، جہالت، انا پرستی کا ذریعہ بنتا ہے۔

ذیل میں غصے کے علاج کے حوالے سے کچھ تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

وہ غصہ جو ہمارے مزاج کا مستقل حصہ بن جائے، اس کے پیچھے کچھ اسباب ضرور ہوتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق غصہ ایک ردِ عمل ہے جس کے اسباب میں ایک اہم سبب خوف کی کیفیت ہے اور خوف ہمیشہ نااہلی کی بنا پر پیدا ہوتا ہے، مثلاً: ایک شخص اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ ہر وقت اس خوف میں مبتلا رہتا ہے کہ گھر میں کیسے جاؤں۔ قرضے کیسے ادا کروں؟ گھر میں جاؤں گا تو بے سکون ہو جاؤں گا، کیوں کہ بیوی ذمہ داریاں پورا نہ ہونے کے سبب سوال پر سوال کرے گی، بچوں کی فیس، علاج کا خرچ، گھر کا راشن تو وہ اپنی نااہلی کے سبب ایک خوف میں مبتلا رہے گی اور جب بھی اس کی بیوی مذکورہ کوئی بھی سوال اٹھائے گی تو وہ اپنی نااہلی چھپانے کے لیے اور اپنے گھیرے جانے کے خوف سے غصہ کرے گا، جھگڑے گا وغیرہ۔ ایسی صورت میں غصہ کا علاج اپنی نااہلی کو اہلیت میں بدلنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

غصہ کا ایک سبب خود ساختہ تصورات میں مثلاً خاندان، قبیلہ، رنگ، نسل کی وجہ سے ایک بلاوجہ کی بڑائی کا شکار ہو جانے سے غلط فہمی میں خود کو افضل سمجھنا، کسی کی معمولی بدسلوکی پر اپنی پہچان جتا کر غصہ کرنا۔

غصے کے حوالے سے سب سے پہلے یہ اصول سمجھنا ضروری ہے کہ غصہ انسانی خواہشات اور جذبات کا ایک جزلاینفک (Built in) حصہ ہے۔ لہٰذا غصے کے علاج کے حوالے سے جو بھی علاج ذکر کیا جائے گا، وہ غصے کو قابو کرنے کے طریقے ہوں گے نہ کہ ختم کرنے کے۔

رسول اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ترجمہ: پہلوان وہ نہیں ہے جو ایک ہی وار میں

مقابل کو گرادے بلکہ حقیقی پہلوان وہ ہے جو عین غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔
دل اس بات کا شدّت سے تقاضا کر رہا ہو کہ اس کو کھری کھری سناؤں، تھپڑ رسید کروں، گالیاں دوں، اپنی بھڑاس نکال دوں، گھر والوں پر چیخ چیخ کر اپنی بڑائی جتاؤں، غرض اپنے ہاتھ پیر یا زبان کے استعمال سے اپنے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاؤں اور مجھے بظاہر کوئی روک ٹوک کرنے والا بھی نہیں۔ ٹھیک ایسی حالت کے دوران اپنے آپ پر قابو کرنا اور نظرانداز اور درگزر سے کام لینا یہ واقعی بہت بڑے پہلوان سے بھی بڑھ کر طاقت ور بننے والی بات ہے۔

غصے کے علاج کے طور پر کچھ طریقے ہیں جو مستقل علاج کی حیثیت رکھتے ہیں، جن میں حضرت تھانویؒ ایک طریقہ کار یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ غصہ میں مبتلا شخص اپنے عیوب پر ہر حال میں نظر رکھے، اپنے عیوب پر نگاہ رکھنے والا شخص ہمیشہ عاجزی اور اپنی اصلاح کی فکر میں مگن رہے گا اور اسے یہ فکر کبھی بھی اپنے مخاطب پر چڑھائی کرنے سے روکتی رہے گی انشاء اللہ!!

مزید حضرت ایک تجربے کی بات ارشاد فرماتے ہیں کہ "غصہ قابو کرنا ہمیشہ مفید رہا ہے اور غصے کے تقاضے پر عمل کرنا ہمیشہ نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔"
یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی نے غصہ نہ کرکے شرمندگی اٹھائی ہو بلکہ ایسا شخص ہمیشہ اپنے اس فیصلے پر اطمینان کا اظہار کرے گا اور ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے غصہ کرکے افسوس اور شرمندگی نہ اٹھائی ہو، اس کا اندازہ معاشرے میں پھیلے بہت سے معاملات سے لگایا جا سکتا ہے۔ مثلاً کاش میں اس موقع پر اپنا ہاتھ روک لیتا، کاش میری زبان گونگی ہو جاتی، لیکن میں اپنی زبان سے فلاں جملہ نہ کہتا، الغرض بہت سے تعلقات لین دین، رشتے، برادریاں، خاندان اس غصے کی عارضی کیفیت کی نذر ہو جاتے ہیں۔
طلاق کی شرح تیزی سے بڑھنے میں "غصہ" کا بہت بڑا حصہ ہے۔ تقریباً مرد حضرات غصے کی عین حالت میں معمولی تُو تُو مَیں مَیں کو طلاق کی نوبت تک پہنچا دیتے ہیں اور اکثریت بعد میں یہ کہتی پھرتی ہے کہ ہم نے غصے میں ایسا کیا ہے، اب ہم شرمندہ ہیں اور ہمیں کوئی طریقہ بتایا جائے، تاکہ ہم اپنی شریکِ حیات کو دوبارہ لا سکیں، لیکن بقول شاعر

اب پچھتاوے کیا ہوت، جب چڑیا چگ گئی کھیت

غصے کو قابو کرنے کا ایک مفید علاج یہ بھی ہے کہ غصے کے دوران عذابِ الٰہی اور اللہ کی قدرت کو ذہن میں دہرائے جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک حضرت صدیق اکبرؓ اپنے ایک غلام کو ڈانٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے کہا: لِلّٰہِ أَقْدَرُ عَلَیْكَ مِنْكَ عَلَیْهِ اللہ تم پر اس سے زیادہ اختیار رکھتا ہے جتنا تم اپنے اس غلام پر رکھتے ہو۔
یعنی ہم جس پر غصہ کرکے اپنی بھڑاس نکال رہے ہوتے ہیں۔ وہ درحقیقت ہمارا اختیار ہوتا ہے، جسے ہم استعمال کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر اختیار رب کو اپنے اس بندے پر ہے۔ لہٰذا ہم اگر اللہ سے معافی، درگزر، لحاظ، جھوٹ اور رعایت کو پسند رکھتے ہیں تو لوگوں کے ساتھ بھی اپنے رویّے میں اس چیز کو پسند رکھیں۔
ایک اہم علاج یہ ہے کہ غصہ جس جگہ آرہا ہے، وہاں سے فوری اتنا دور ہٹ جائیں کہ وہ شخص ہمیں نظر نہ آئے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ غصے کا اصل سبب انسان کے جسم میں موجود حرارت کے مادّے (Chemicals) ہیں اور حرارت کا سبب حرکت ہے، جتنا حرکت ہوگی یعنی جتنا زیادہ بولے گا، جواب دے گا، جتنا ہاتھ اٹھائے گا، جتنا سوچے گا، انتقام کے جذبے کے سبب حرکت بڑھتی رہے گی اور جیسے ہی وہ اپنی جگہ بدل کر سکون میں آئے گا اور ایسی حرکات سے پرہیز کرے گا تو حرارت کم ہوگی، جس کے نتیجے میں غصے کے جذبات بھی کم ہوں گے، جس کے لیے علما مختلف مختصر علاج تجویز کرتے ہیں۔
مثلاً تکرار سے بچنا، جواب الجواب اور جواب الجواب کا جواب سے پرہیز کرنا، اس موقع پر کمرہ، گھر، دفتر یا اس مخصوص جگہ سے اتنی دور جانا کہ وہ شخص نظر نہ آئے اور گفتگو کا موضوع بدل جائے۔ وضو کرلینا، پانی پی لینا، تعوّذ پڑھ لینا وغیرہ۔
یہ سب تجاویز جسم میں موجود اس حرارت کو مزید حرکت دینے سے روکنے میں مددگار ثابت ہوں گی۔ الغرض! غصہ آجائے تو اسے نظرانداز کرے اور اس موقع پر کوئی بھی چھوٹا بڑا فیصلہ کرنے سے گریز کرے اور غصے کو خود پر حاوی ہونے نہ دیں، جس کی مثال ماہرین یوں بتاتے ہیں کہ جیسے خواب میں مجھے کوئی شخص گولی مار دے اور میں بے بس ہو کر تکلیف میں مبتلا ہو جاؤں تو اس موقع پر اس تکلیف سے بچنے کا سبب آسان طریقہ یہی ہے کہ وہ خوابیدہ بے دار ہو جائے، جس کے بعد اس کی سب تکالیف ختم ہو جائیں گی۔ ایسے ہی غصہ ایک کیفیت ہے جس سے باہر نکل جانے کی صورت میں وہ کیفیت یکسر ختم ہو جاتی ہے۔
ایک اہم بات یہ ہے کہ غصہ کا دورانیہ ماہرین کے مطابق 10 منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا، لہٰذا کسی بھی طرح ان دس منٹ کو بہلا پھسلا کر کسی غلط فیصلے سے بچا لے تو اگلے طویل دورانیے تک اس کا فائدہ محسوس ہوگا۔

روزے کی حالت میں غصے کے نقصانات

روزے کی حالت میں غصے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں کیوں کہ پورا دن بھوک پیاس اور خواہشات سے دور رہتا ہے، اس لیے طبیعت میں اک تندی اور تیزی کا آجانا لازمی ہے۔ اسی لیے رمضان کو صبر کا مہینہ قرار دیا۔
یہ بھی دھیان رہے کہ ہم روزے میں جس صبر کی کیفیت سے دوچار ہیں، ہمارا ہر مسلمان مخاطب بھی روزے دار ہونے کی وجہ سے اس کیفیت میں ہوتا ہے۔
رمضان تو صبر، برداشت، غصے کو قابو کرنے اور اپنی تربیت کی مشق کا مہینہ ہے اس لیے صوم کے لغوی معنی ہی احساس کرنا ہے یعنی اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے روکنا۔
ایک روایت میں اس تربیتی طریقہ کار کو آپ نے رمضان کے پہلے خطبے میں ہی یوں بیان فرمایا:

اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ
فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْیَقُلْ إِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ

ترجمہ: حدیث مبارک میں روزے کو ڈھال سے تشبیہ دی ڈھال ایک آلہ ہے جو جنگ کی جنگ میں حفاظت کے لیے ہوتا ہے، فرمایا ایسے ہی روزہ بھی روزہ دار کی حفاظت کرتا ہے بد عملی، نافرمانی، گناہ اور عذاب کے کاموں سے۔
مزید تلقین کی روزے کی حالت میں ہر طرح کی بے ہودگی سے بچا جائے، لیکن اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندہ خود ٹھیک ہوتا ہے، لیکن واسطہ ایسے لوگوں سے پڑتا ہے جو جنگ وجدال، گالم گلوچ پر اتر آتے ہیں فرمایا کہ اگر ایسے کسی شخص سے پالا پڑ جائے تو کہہ دو کہ "میں روزے سے ہوں" میں معذرت کرتا ہوں۔

میں تمہیں یاد کرتا ہوں

امۃ اللہ

کبھی اٹھنا کبھی جھکنا کبھی بے چینی سے اسے تکنا دنیا جہاں مل کر بھی اس کمی کو پورا نہیں کر پاتے جو انسان کے دل میں گناہ سے اتر آتی ہے۔

وہ خلا خالی ہی رہتا ہے، وہ آہیں بے آواز رہتی ہیں، جن میں ندامت کا جذبہ نہ ہو۔

رمضان کریم ایسا ماہِ مبارک ہے جس کی شان تو یہ ہے کہ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ اس کو پانے والا نامراد نہیں رہتا، اس میں قعود اس میں قیام ضایع نہیں ہوتا، اس میں پکار بے آواز نامراد نہیں رہتی۔

انسان اپنے گناہوں کے سبب عرش سے فرش پر آ گرتا ہے۔

اٹھا کر سر تیرے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

اس مبارک مہینے میں اللہ کے قرب کی تجلّیات سو گنا بڑھ جاتی ہیں جو فرش پر آ گرے انسان کو دعوت دیتی ہیں، پھر سے رحمت کے بے کنارہ سمندر میں اتر جانے کی۔

تو پکارو! فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ۔۔فِرُّوْا اِلَی اللہِ۔۔۔وَاعْتَصِمُوْا بِاللہِ۔

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

کب تک بے کیف زندگی بے لذّت مناجات پھیکی عبادتیں کرتے رہیں گے، ایمان کی حلاوت کا مزہ چکھ کر دیکھیں فطرت کے سبھی بخار اتر جائیں گے، روح میں ایمان کی حلاوت کے احساسات اُمڈ آئیں گے اور مانگیں اللہ سے کہ۔۔۔۔۔۔

جبینِ شوق کو یارب تو اپنا آستاں دے دے
کہ مجھ سے خاک در بدر کی اب چھانی نہیں جاتی

اُمّتِ محمدیہ ﷺ کا سب سے بڑا شرف وہ وعدے ہیں جو اس سے پہلے کسی اُمّت سے نہیں کیے گئے۔

کافرین سے فرمایا کہ تم پکارتے رہو تمہاری پکار نہ سنی جائے گا۔ اللہ اللہ اللہ!

اور مومنین سے کہا گیا کہ۔۔۔ پہلا وعدہ: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

مجھے پکارو، میں تمہاری پکار سنوں گا۔ سبحان اللہ!!

دوسرا وعدہ: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ "شکر کرو نعمتوں کو بڑھاؤں گا۔"

تیسرا وعدہ: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ "مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔"

گر خاک آسماں کو یاد کر رہی ہے
اخترِ فلک زمیں کو بھی یاد کر رہا ہے

رمضان کے ماہِ مبارک میں اپنے دلوں کے خالی پیالوں کا رُخ سیدھا اپنے رب کی جانب کر لیں اور خوب دل جمعی سے دعائیں مانگیں۔

یاد رکھیں! اگر ہمارے برتن خالی رہ گئے تو اس میں ہماری کمی ہے، ہمارے مانگنے، ہماری آہ زاری میں کمی ہے۔ کیوں کہ بارش سب جگہ یکساں برستی ہے، پھر ہمارا برتن بھی بھرنا چاہیے۔

کہیں ہمارے برتن اوندھے تو نہیں رکھے ہوئے؟

اس دل کو ہر شے سے خالی کرکے خود کو اسیر بنا کر لے جائیں اللہ کے دربار میں اور سر کو جھکا دیں، پھر دیکھیں اپنے رب کا اندازِ محبت۔۔۔

تڑپ کر شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ
کہا جو سر کو جھکا کر گنہگار ہوں میں

اور زبان بند ہو دل کہہ رہا ہو:

نہ اب کہیں نگاہ ہے نہ اب کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حسن کی بارگاہ میں

کیوں کہ۔۔۔

محبت جن کی سچی ہو وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پہ مہرِ خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

بس اللہ کو منا لیں، دل کو ایسا بنا لیں کہ ہر لمحہ اللہ سے معلّق رہے

کہ ہم تم آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

دعا ہی عبادت، دعا ہی تسبیح، دعا ہی نماز، دعا ہی روزہ ہو آپ کا۔

اور کس طرح مانگیں۔ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

کس طرح اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا

آپ کی تسبیح میں اپنی تحمید میں بس اللہ ہی اللہ ہو اور نکل پڑیں اس کی تلاش میں۔۔۔

مجھے کیا خبر تھی رکوع کی
مجھے کیا خبر تھی سجود کی
تیرے نقشِ پا کی تلاش میں
یوں ہی جھک رہا تھا نماز میں

بس پھر دل سے آواز آنے لگے گی۔

میں تمہیں یاد کرتا ہوں، جب تم مجھے یاد کرتے ہو۔

کھڑا ہو، دوسرے اُس قوم سے جو نماز میں صف بندی کرے اور تیسرے اُس قوم سے جو جہاد میں صف بنائے (تاکہ کفار سے مقابلہ کرے)۔"

ایسی فضیلت والی عبادت کا موقع اس ماہ میں ہر خاص و عام کو میسر ہوتا ہے، کیا ہی نفع والا سودا ہے کہ ایک ماہ مسلسل تہجد کی ادائیگی کا اہتمام کرکے ہم مستقل اس عادت کو اپنا سکتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "رمضان کے روزے کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ محرّم کا ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات (کے وقت تہجد) کی ہے۔" (مسلم، مشکوٰۃ)

پرانے وقتوں میں نمازِ تہجد بڑی کثرت اور اہتمام کے ساتھ پڑھنے کا رواج تھا، گھر کے بڑے بوڑھے، مرد و عورتیں رات کے پچھلے پہر بستر چھوڑتے، ٹھنڈے، گرم پانی سے وضو کرتے، پھر مرد حضرات مسجد کی طرف چل دیتے اور خواتین گھروں میں مخصوص جگہوں پر تہجد کی نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتیں اور یہ لوگ سپیدۂ سحر نمودار ہونے تک اسی طرح اپنے محبوبِ حقیقی کے ساتھ راز و نیاز میں ہمہ تن مصروف اور منہمک رہتے، لیکن آج بہت دُکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب سے نت نئی ایجادات سوشل میڈیا، انٹرنیٹ بالخصوص فیس بک وغیرہ متعارف ہوئی ہیں، تب سے ہم مسلمانوں سے ہمارا یہ قومی اور دینی ورثہ مکمل طرح سے چھوٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بالخصوص رمضان المبارک میں تہجد کی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما کر اس عمل پر دوام عطا فرمائے آمین۔

NEW Zaiby Jewellers CLIFTON
A trusted name in jewellery since 1974
Encircle your celebrations
this EID with some love, laughter & little sparkles!
021 35835455,
35835488
S-11, Yousuf Grand Square,
Block 8, Clifton, Karachi
newzaibyjewellers

مسائل پوچھیں اور سیکھیں

مفتی محمد توحید

رمضان کی خبر سے متعلق ”حدیث“ کا جائزہ

سوال: آج کل سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ایک حدیث گردش کرنے لگتی ہے کہ ”جس نے سب سے پہلے کسی کو رمضان المبارک کی خبر دی تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے“کیا یہ حدیث صحیح ہے؟اور اسے آگے شئیر کرنا درست ہے؟

جواب: واضح رہے کہ کتبِ احادیث میں ایسی کوئی حدیث مذکور نہیں، یہ لوگوں کی بنائی ہوئی من گھڑت بات ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد نہ فرمائی ہو، نہ صرف گناہ بلکہ بڑے وبال وعذاب کا سبب ہے، چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ”مجھ پر جھوٹ مت بولو، کیوں کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔“ (بخاری)

وجوبِ زکوۃ سے متعلق ایک اہم مسئلہ

سوال: ایک آدمی کے پاس ایک تولہ سونا ہے، جس کی موجودہ قیمت مثلاً ایک لاکھ روپے ہے، یہ آدمی روزانہ مزدوری کرکے کماتا ہے اور اسی سے اس کا گزران ہے۔اس آدمی کے پاس گھر کے ضروری اخراجات کے علاوہ اور نقد روپیہ نہیں ہے، جو پیسے مزدوری کرکے کماتا ہے، انھیں ضروریات میں خرچ کرتا رہتا ہے، البتہ احتیاط کے طور پر اپنے پاس کچھ رقم جیب میں ضرور رکھتا ہے، جس کی مقدار 50 اور 100 سے لے کر ہزار دوہزار تک رہتی ہے۔سال بھر اس کی یہی حالت ہے۔

1. اب اس آدمی پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟
2. جو رقم اس کے پاس ہے، وہ نصاب میں شمار ہوگی کہ نہیں؟اس کا نصاب سونے والا (ساڑھے سات تولہ سونا) ہوگا یا ان پیسوں کی وجہ سے چاندی والا (ساڑھے باون تولہ چاندی)؟
3. زکوۃ واجب ہونے کی صورت میں بعض اوقات اس کو سونا بھی بیچنا پڑتا ہے۔مثلاً: سال کے اختتام پر صرف 100 روپیہ اس کی جیب میں پڑے ہوئے ہیں اور زکوۃ اس پر ڈھائی ہزار واجب ہے تو کیا اس پر سونا بیچ کر زکوۃ دینا واجب ہے؟
4. اسی طرح ایک عورت ہے، جس کے پاس دو تولے سونا ہے، تاہم اس کو جیب خرچ کے واسطے بھی 1000 یا 2000 ملتے ہیں۔وہ ان پیسوں کو اپنی ضروریات میں خرچ کرتی رہتی ہے، پیسے کبھی کم ہوتے ہیں، کبھی زیادہ، سال بھر اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔اب اس عورت پر زکوۃ دینا واجب ہے یا نہیں؟اگر یہ عورت زکوۃ دے اور اس کے پاس سونے کے علاوہ نقدی کچھ نہ بچے تو وہ مستحقِ زکوۃ ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جس شخص کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ سے کم سونا ہو اور اس کے پاس کچھ نقدی بھی آجائے اور دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے اور زکوۃ کے قمری سال کے پہلے دن اور آخری دن وہ دونوں چیزیں اس شخص کی ملکیت میں موجود ہوں تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

2،1 --- صورتِ مسؤلہ میں مذکورہ رقم بھی نصاب میں شمار ہوگی اور دونوں کو ملا کر چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا اگر ایک تولہ سونا اور مذکورہ نقدی، دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے اور سال کے اول وآخر مذکورہ چیزیں اس کی ملکیت میں موجود ہوں تو اس شخص پر زکوۃ واجب ہے۔

3 مذکورہ صورت میں اگر اس شخص کے پاس زکوۃ کی ادائیگی کے لیے نقد رقم میسر نہ ہو، تب بھی اس پر زکوۃ دینا لازم ہے، چاہے سونا بیچنا پڑے یا کسی سے قرض لینا پڑے۔

4 صورتِ مسؤلہ میں اگر زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مذکورہ عورت کے پاس نقدی کچھ بھی نہ بچے، صرف مذکورہ ایک تولہ سونا بچ جائے اور اس کے پاس چاندی یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد سامان اتنا نہ ہو کہ اگر مذکورہ چیزوں (چاندی، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان) کو ایک تولہ سونا کے ساتھ ملا دیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو یہ عورت مستحقِ زکوۃ ہیں، اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اس پر زکوۃ بھی واجب نہ ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ جو رقم سال کے دوران خرچ ہو جائے یا خرچ تو نہ ہو، البتہ اس رقم کے بقدر اس پر قرضہ کی ادائیگی واجب ہو تو اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں، لیکن اس کے علاوہ جو رقم باقی بچے اور نصاب کے برابر ہو تو اختتامِ سال پر مذکورہ رقم پہ زکوۃ واجب ہے، اگرچہ اس کی نیت وہ رقم اپنے نفقہ میں خرچ کرنے کی ہو یا قرضہ کے علاوہ کوئی اور ضرورت پوری کرنے کی ہو۔

قرض دینے کے فضائل

قرض وہ مال ہے جو ایک شخص دوسرے کو دیتا ہے، تاکہ قدرت حاصل ہوتے وقت اس کی مثل واپس کرے۔قرض معاشرے کے کم زور افراد کے ساتھ ایک ایسی خیر خواہی ہے جو خالص ہم دردی اور رضائے الٰہی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے، اس لیے احادیث میں اس کے بہت سے فضائل مذکور ہیں: بحوالہ بیہقی حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا پایا کہ صدقہ کا ثواب دس گُنا اور کسی کو قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گُنا ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی ایک دنیوی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اُس کے اخروی حوائج پوری فرمادیں گے۔

اسی طرح دیگر کئی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمان کو قرض دینا ایک اچھا اور اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل ہے۔دوسری طرف قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اور بلاوجہ تاخیر کرنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم قرار دیا ہے۔ایسے آدمی کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اچانک موت واقع ہو جائے تو قرض کا بوجھ لے کر قبر میں جانا انتہائی خطرے کی بات ہے۔مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میرے بھائی کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کے ذمہ دوسرے کا قرض ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

وہ اپنے قرض کی وجہ سے قید میں ہے، لہٰذا اس کی طرف سے قرض ادا کرو۔ ایک حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں بہتر ہو۔

قرض کے بعض اہم مسائل واحکام

سوال: اگر ایک انسان پر قرض ہے تو کیا وہ اپنا قرض مالِ حرام سے ادا کر سکتا ہے؟

جواب: صورتِ مسئلہ میں چوں کہ یہ انسان خود اس مالِ حرام کا مالک نہیں ہے، بلکہ اس کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ اس کے اصل مالک کو تلاش کر کے اس کو واپس کردے، لہٰذا جب یہ خود اس کا مالک نہیں ہے تو وہ اس سے کیوں کر قرض ادا کر سکے گا؟ تاہم اگر مقروض نے مالِ حرام سے قرض ادا کردیا تو وہ قرض کی ادائیگی سے تو بری ہو جائے گا، مگر کسی اور کا مال استعمال کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو گا اور اس کے ذمہ یہ لازم رہے گا کہ اس مال کے ضمان اور بدل کے طور پر دوسرا مال مالکِ اصلی کو واپس کردے اور مالک کے معلوم نہ ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے صدقہ کردے۔

سوال: اگر قرض خواہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص اپنا قرضہ حرام مال کے ذریعے ادا کر رہا ہے تو کیا قرض خواہ کو اس سے اپنا قرضہ وصول کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ ایسی صورت میں قرضہ وصول کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مال کے بارے میں معلومات حاصل کرے: اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ مال کسی سے زبردستی حاصل کیا گیا ہے، مثلاً: چوری، ڈکیتی، غصب اور رہزنی سے حاصل کیا گیا ہے تو ایسی صورت میں قرض خواہ کو اس مالِ حرام سے قرض وصول کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

اور اگر قرض خواہ کو معلوم ہو جائے کہ مقروض کے پاس جو مال ہے، وہ اگرچہ مالک کی رضا اور خوشی سے حاصل کیا گیا ہے، لیکن کسی ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہے جیسا کہ سود، جُوا، ناچ گانا وغیرہ اور اس مال کا مالکِ اصلی بھی متعین طور پر معلوم نہیں ہے تو ایسے مالِ حرام سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا اگرچہ قضاءً جائز ہے، تاہم دیانت اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

سوال: اگر مقروض قرض ادا کرتے ہوئے اپنی طرف سے مقدار میں اضافہ کردے تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ اگر قرض خواہ کی طرف سے اضافے کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی ہو، بلکہ مقروض قرضہ واپس کرتے ہوئے اپنی دلی رضامندی سے مقدار میں اضافہ کر کے دے رہا ہے یا جیسا مال اس نے لیا تھا، اس سے بہتر مال واپس کر رہا ہے تو ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے کسی سے ایک اونٹ لیا اور اس سے بہتر اونٹ واپس فرمایا اور فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر برتاؤ روا رکھے، البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ اضافہ قرض دہندہ کی طرف سے بطورِ شرط نہ ہو اور اگر یہ اضافہ بطورِ شرط ہو تو یہ سود کے زمرے میں شمار ہو کر حرام ہو گا۔

سوال: قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں جو مدّت متعین کی جائے تو کیا قرض دہندہ اس مدّت کا پابند ہو گا؟

جواب: واضح رہے کہ قرض کی ادائیگی میں جو مدّت متعین کی جائے قرض ادا کرنے والا اسی مدّت کا پابند نہیں ہوتا، کیوں کہ قرض ایک طرح کا تبرّع اور احسان ہے اور اگر مدّت کا لزوم ہو جائے تو پھر وہ تبرّع باقی نہیں رہے گا۔

سوال: مقروض کی طرف سے تحفہ اور ہدیہ وصول کرنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ نے مقروض کی طرف سے تحائف قبول کرنے میں احتیاط برتنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ قرض خواہ کو مقروض سے تحفے قبول نہیں کرنا چاہیے، سوائے اس کے کہ پہلے سے ان کے درمیان تحائف کے تبادلے کی ترتیب رہی ہو۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ جہاد کی غرض سے عراق کی طرف جا رہے تھے تو زر بن حُبیش رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایسی جگہ جا رہے ہیں، جہاں سود کا رواج عام ہے، اس لیے اگر کسی کو قرض دیں اور وہ آپ کو قرض کے علاوہ کچھ بھی تحفہ دیں تو اس کا تحفہ قبول نہ کریں۔ اسی بنیاد پر فقہا نے بھی سود خوری اور اس کے تمام چور دروازوں کو بند کرنے کے لیے مقروض کے ہدایا اور دعوتوں کے قبول کرنے میں احتیاط کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے درمیان پہلے سے دعوت اور تحفے تحائف کا معمول نہ ہو تو قرضہ دینے کے بعد ان کی دعوت اور تحفوں کا قبول کرنا جائز نہیں، ہاں قرضہ دینے سے پہلے سے اگر اس طرح کا معمول چلا آ رہا ہو، تب جائز ہے۔

سوال: اگر مقروض استطاعت کے باوجود قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے اور قرض خواہ خفیہ طریقے سے کسی مناسب تدبیر کے ساتھ اس سے اپنا قرضہ وصول کرنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مسئلہ میں کسی مناسب تدبیر کے ساتھ اپنا قرضہ وصول کرنا جائز ہے، تاہم اس میں اس بات کا اہتمام ضرور ہو کہ اپنے حق سے زیادہ ہرگز نہ لے اور حق حاصل کرنے کے بعد اُس کی اطلاع کی بھی ضرورت نہیں، خاص طور پر اگر ناراضی یا کشیدگی کا خطرہ ہو۔

طلاق نامے پر دستخط سے طلاق کا حکم

سوال: اگر شوہر اپنے اختیار سے طلاق نامہ پر دستخط کردے یا انگوٹھا لگا دے تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ اور اگر یہ کام اس سے زبردستی کروایا جائے تو اس صورت میں کیا حکم ہو گا؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر شوہر اپنے اختیار سے طلاق نامہ پر دستخط کردے یا انگوٹھا لگا دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ واضح رہے کہ ایسی صورت میں جب شوہر طلاق نامہ میں مذکور الفاظِ طلاق کو تسلیم اور قبول کرتے ہوئے اس پر دستخط کردے یا انگوٹھا لگا دے تو وہی طلاق واقع ہو گی جو کہ طلاق نامہ میں مذکور ہے کہ اگر اس میں طلاقِ رجعی مذکور ہے تو طلاقِ رجعی واقع ہو گی اور اگر طلاقِ بائن مذکور ہے تو طلاقِ بائن واقع ہو گی اور اگر طلاقِ مغلّظہ (تین طلاق) کا ذکر ہے تو طلاقِ مغلّظہ واقع ہو گی۔ اسی طرح طلاق نامہ میں جتنی طلاقوں کا ذکر ہو گا اتنی ہی طلاقیں واقع ہوں گی: اگر ایک طلاق کا ذکر ہو تو ایک طلاق، دو طلاقوں کا ذکر ہو تو دو طلاقیں اور تین طلاقوں کا ذکر ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

اگر شوہر اپنے اختیار اور رضامندی سے طلاق نامہ پر دستخط نہ کرے اور نہ ہی انگوٹھا لگائے، بلکہ اس کو دھمکی دے کر اس سے زبردستی طلاق نامہ پر دستخط کرایا جائے یا انگوٹھا لگوایا جائے کہ شوہر کو واقعتاً یہ خطرہ ہو کہ طلاق نامہ پر دستخط نہ کرنے یا انگوٹھا نہ لگانے کی صورت میں وہ جان سے مار دیں گے یا شدید نقصان پہنچائیں گے تو ایسی صورت میں صرف طلاق نامہ پر دستخط کرنے یا انگوٹھا لگانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، بشرطیکہ زبان سے طلاق کے الفاظ ادا نہ کیے ہوں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے پہلے طلاق کے بنیادی مسائل سیکھ لینے چاہییں اور طلاق نامہ پر دستخط کرتے وقت خوب غور و فکر سے کام لینا چاہیے، اسی کے ساتھ ساتھ اہلِ علم سے بھی مشورہ کر لینا چاہیے کہ کونسی طلاق اور کتنی طلاقیں دینا مناسب ہے؟ اسی طرح طلاق نامہ بنواتے وقت بھی ان باتوں کی بھرپور رعایت کرنی چاہیے۔

آج کل جو روِش چل پڑی ہے کہ میاں بیوی کی باہمی نفرت، ناراضی اور غصّے کی وجہ سے شوہر طلاق دیتے وقت یا طلاق نامہ پر دستخط کرتے وقت نہ تو غور و فکر سے کام لیتا ہے، نہ طلاق سے متعلق شرعی احکام کی پاسداری کرتا ہے اور نہ ہی اہلِ علم سے مشورہ کرنے کی زحمت گوارا کرتا ہے، بلکہ بہر صورت طلاق دے دینا چاہتا ہے، خواہ کوئی بھی طلاق واقع ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ غیر شرعی مزاج اور نامناسب رویہ ہے، اس سے بچنے اور اس کی اصلاح کرنے کی شدید ضرورت ہے، کیوں کہ تین طلاقیں دے دینے کی صورت میں جو شدید ترین مشکلات پیش آ جاتی ہیں، وہ سب کے سامنے ہیں اور جب انھیں تین طلاقیں پڑ جانے کا بتایا جاتا ہے تو پھر انتہائی پریشان ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے حیلوں، بہانوں کے ذریعے دوبارہ گھر بسانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن وسنت اور اجماعِ امّت کی روشنی میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابلِ اصلاح ہے کہ طلاق نامہ بناتے وقت بھی اس بات کا عموماً خیال نہیں رکھا جاتا کہ کتنی طلاقوں اور کونسی طلاق پر مشتمل طلاق نامہ بنوانا مناسب رہے گا، بلکہ عام طور پر تین طلاق ہی پر مشتمل طلاق نامہ مرتّب کر لیا جاتا ہے اور یوں بعد میں کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

مختصر پُراثر

عاتکہ سلیم

گھر میں کھٹ پٹ کی آوازوں سے اس کی آنکھ کھلی چوں کہ اس کا کمرہ کچن کے ساتھ ہی تھا۔ ”اس وقت کون ہو سکتا ہے؟“ خود کلامی کرتے ہوئے، وہ بالوں میں انگلیاں ڈالے، چپل گھسیٹے باہر چلا آیا۔ ”یہاں کیا کر رہے ہو؟“ اس نے کچن کے دروازے سے ٹیک لگاتے ہوئے سوال کیا تھا۔

کچن میں موجود وجود جو پوری توجہ سے آملیٹ بنانے میں مصروف تھا، پیچھے مڑا، پیچھے کھڑے شخص کی سرخ آنکھیں بکھرے بال اور اُلجھا حلیہ دیکھ کر مسکرایا اور بولا: ”سحری بنا رہا ہوں۔“ مختصر سا جواب تھا، مگر آگے والے بندے کے دل پر لگی۔

◆◆◆

”میں اعتکاف کرنا چاہتا ہوں۔ کھانے کی میز پر بیٹھے تمام لوگوں نے اسے دیکھا۔

”کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ چچا جان غصے سے بولے۔

”حالت دیکھی ہے اپنی؟ اعتکاف کرنا ہے۔“ ان کا غصہ بدستور تھا۔

”کیا ضرورت ہے یار؟ عمر پڑی ہے عبادت کے لیے، ابھی اپنی لائف انجوائے کرو یہی تو دن ہوتے ہیں۔“ فہد نے بے زاری سے تبصرہ کیا تھا۔

”میں ایک دم فٹ ہوں چچا جان! اس عمر میں میں اگر اپنا مستقبل بنا سکتا ہوں تو یقیناً آخرت بھی سنوار سکتا ہوں اور بھائی کیا آپ میری زندگی کی گارنٹی دے سکتے ہیں کہ اگلے دو دن میں مزید زندہ رہ سکتا ہوں یا نہیں؟“ وہ ٹھہر ٹھہر کر الفاظ ادا کر رہا تھا اور ہر ایک سے الگ طریقے سے بات کر رہا تھا۔

◆◆◆

ارسلان صاحب کے دو بیٹے تھے، احد اور فہد۔ وہ اپنے گھر میں اپنے بیٹوں اور بھائی افنان کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی اہلیہ کے انتقال کو دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا، اب گھر کے کام ارسلان صاحب خود ہی دیکھا کرتے تھے، وہ افنان اور فہد کے لیے پریشان تھے، دونوں نے ایک بھی روزہ نہیں رکھا تھا۔ احد اور فہد کی نوک جھونک سے ان کے گھر کی رونق تھی۔

احد دن بدن سنجیدہ ہوتا جا رہا تھا اور احد جتنا دین کے قریب تھا فہد اتنا ہی دور۔ سحری احد ہی بنا رہا تھا، جب سے رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہوا تھا، احد عبادت میں زیادہ وقت لگانے لگا تھا۔ گھر کے کام ارسلان صاحب ہی دیکھا کرتے تھے اور فہد کے لیے پریشان تھے کیوں کہ آج انیسواں روزہ تھا، مگر ان دونوں چچا بھتیجا نے کوئی روزہ نہیں رکھا تھا۔ وہ سوچتے رہ گئے۔

◆◆◆

وہ قرآن کی تلاوت کرکے قرآن کو رکھنے ریک کی جانب گیا، اسے اعتکاف میں بیٹھے پانچواں دن تھا، تبھی کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا اور بولا: ”کیسا ہے میرا یار؟“ یہ فہد تھا۔ ”اچھا ہوں۔“ مختصر سا جواب دیا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ عید کے چوتھے دن میرا نکاح ہے۔“ فہد خوشی سے بولا۔

”مبارک ہو۔“ پھر سے مختصر سا جواب آیا۔

”ناراض ہو کیا مجھ سے؟ تم خوش نہیں ہو میری خوشی سے؟“ سنجیدگی سے پوچھا۔

”ناراض میں اور تم سے! اللہ کی ناراضی کا سوچو! حدیث میں اس بندے کے لیے بڑی وعید ہے ”جس نے رمضان کو پایا اور اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔“ افسوس ہے بھائی! میں آپ سے یہ سب کہنا نہیں چاہتا تھا، مگر یاد رکھیے! جب اللہ ناراض ہوتا ہے تو نعمتیں نہیں چھینتا بلکہ سجدوں کی توفیق چھین لیتا ہے۔“ وہ کہہ کر جا چکا تھا اور فہد وہیں کھڑا رہ گیا۔

ارسلان صاحب کی آنکھ کھلی تو سحری میں صرف آدھا گھنٹا بچا تھا۔ میں لیٹ ہو گیا، اوہو! احد کو سحری دینے بھی جانا ہے، وہ افسوس کرتے جلدی سے اٹھے اور واش روم کی طرف چل دیے۔ وضو کرکے وہ کچن کی طرف گئے۔

”ارے تم!“ ارسلان صاحب حیرت سے چونک کر بولے، مگر فہد یہ سمجھ نا سکا۔

”کیوں بابا میں مسلمان نہیں ہوں کیا؟ میں روزہ نہیں رکھ سکتا؟“

”کیوں نہیں بیٹا ضرور۔“ وہ خوش ہوتے ہوئے بولے۔

”چلیں میں سحری لگا چکا ہوں۔“ فہد ہاتھ دھونے لگا۔

”مگر احد۔۔۔“ وہ پوچھنے لگے، ”Don't worry baba اسے دے آیا ہوں میں سحری۔“ وہ مسکرا کر بولا۔

اور ارسلان صاحب سوچتے رہ گئے کہ واقعی ”مختصر پُراثر“ ہوتا ہے۔ وہ فہد جو کسی کی سنتا نہیں تھا، احد کی مختصر سی گفتگو سے بدل گیا۔ وہ سوچتے رہ گئے اور سوچتے چلے گئے۔

العربية للعود
Arabian Oud
رمضان كريم
مضاوي
MADAWI
Shop Online: www.arabianoud.pk
Whatsapp: +92 304 0001188
Address: Shop No.1-25-C, Opposite Baitussalam Masjid, DHA Ph 4, Karachi

رمضان المبارک
نوید صحت

حکیم شمیم احمد

معتدل غذا کا انتخاب

موسم کی مناسبت سے رمضان مبارک میں معتدل غذا کا انتخاب کرنا چاہیے، نہ زیادہ گرم اور نہ ہی زیادہ سرد غذائیں استعمال کرنی چاہییں، ہم گیارہ مہینے اپنے جسم کی پرورش اور نشو و نما کے لیے اپنی خواہشات کے مطابق اناپ شناپ غذائیں کھاتے رہتے ہیں۔

اعضا کی مناجات

اس میں قطعی مبالغہ نہیں ہے کہ بے اعتدالی کے ساتھ غذائیں کھانے سے نفس بہت سرکش ہو جاتا ہے۔ انسانی جسم کے اعضا اللہ سے مناجات کرتے رہتے ہیں کہ جلد ماہِ رمضان کی آمد ہو اور ہمیں چند گھنٹوں کے لیے آرام میسر آ جائے۔ سچ پوچھیں تو اس کریم داتا نے رمضان عطا کر کے ہم پر بڑا احسان کیا اور جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ ہماری روح کو تقویت دینے کا بھی سامان مہیا کیا ہے۔ پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزہ پورے احتساب کے ساتھ رکھا جائے، اگر بندہ ماہِ رمضان میں بھی اخلاقی برائیوں سے خود کو نہ روکے تو اللہ کو بندے کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

حکیم بقراط کہتے ہیں

تَعَشَّ تَمَشّٰی وَلَوْ کَانَ مِیلاً رات کا کھانا کھاؤ تو چلو چاہے ایک ہی میل چلو، چناں چہ اُمّتِ مسلمہ افطار اور کھانے کے بعد نمازِ تراویح کا اہتمام کرتی ہیں، یوں بقراط کی اس ہدایت پے عمل ہو جاتا ہے۔

تاریخی واقعہ

آج کل نت نئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں اور وبائیں پھیل رہی ہیں۔ تمام ہسپتال مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں، یوں تو اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں، لیکن ایک تاریخی واقعہ اس سلسلے میں مسلم ہے "نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاذق طبیب حارث بن کلدہ کو بھیجا گیا۔ وہ چند ماہ مدینہ میں رہے، کسی صحابی کو بھی علاج معالجے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس نے دربار نبوی ﷺ میں آ کر عرض کیا کہ "یارسول اللہ (ﷺ)! مجھ سے کوئی خدمت ہی نہیں لیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ میں یہ خوبی ہے کہ وہ پیٹ سے کم کھانا کھاتے ہیں، اس لیے وہ بیمار نہیں ہوتے۔" حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؛ جِبرِيلُ نَفَثَ فِيْ رُوعِي : إِنَّهُ لَا تَمُوْتُ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَلَيْهَا، فَاتَّقُوا اللهَ ؛ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَأْخُذُوْهُ بِمَعْصِيَةِ اللهِ، فَإِنَّ اللهَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ.

(الراوی:حذيفة بن اليمان، الترغيب والترهيب، الرقم:1702)

یعنی جبریل امین نے میرے دل میں یہ القا کیا ہے کہ کوئی بھی جان ہرگز نہیں مرے گی، یہاں تک کہ وہ اپنا رزق مکمل نہ کر لے، لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب صورت و بہتر (شرعی) طریقے سے روزی طلب کرو اور (مطلوبہ) رزق میں تاخیر تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر آمادہ نہ کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں ہیں وہ محض اللہ کی اطاعت سے ہی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

حفاظ کرام

حفّاظ جو تراویح پڑھاتے انھیں افطار میں تلی ہوئی تیز مسالے دار اشیا سے پرہیز کرنا چاہیے، تاکہ تراویح میں تبخیر معدہ سے پیٹ میں گرانی اور ذہن پر دباؤ نہ پڑے اور قرآن یک سوئی کے ساتھ سنایا جا سکے۔

روزے کی خشکی اور پیاس کی شدّت

غذا کے ساتھ دہی کا استعمال معدے کے لیے انتہائی مفید ہے، چناں چہ اگر سحر اور افطار میں دہی کا استعمال اور غذاؤں کے ساتھ کیا جائے تو روزے میں خشکی بھی نہیں ہو گی اور پیاس کی شدّت بھی محسوس نہیں ہو گی۔

دہی کا فائدہ: ایک مریض پیاس اور پانی کی کمی کے ڈر سے ماہِ رمضان کے روزے نہیں رکھ پاتا تھا، میں نے مشورہ دیا کہ سحری کے اختتام پر جب پانی پییں تو اس میں دو چمچے دہی شامل کر کے پی لیں اور افطار کے وقت بھی دہی میں چند کھجوریں گٹھلی علیحدہ کر کے شامل کر لیں اور اس سے روزہ افطار کریں۔ الحمدللہ! اس مشورے پر پابندی سے عمل کرنے سے وہ مریض گزشتہ کئی سال سے برابر روزے رکھ رہا ہے۔

بازاری اشیا سے پرہیز کریں

سحری و افطار میں بازار کی تیار کردہ کھٹی اور ترش اشیا اور اچار وغیرہ سے پرہیز کریں، ان چیزوں کے استعمال سے اگر گلہ خراب اور نزلہ زکام کھانسی کی شکایت ہو گئی تو ایک طرف روزہ قضا نہ ہو جائے اور دوسری طرف کرونا کی وبا کا شبہ ہو کر ذہن پر دباؤ نہ پڑے۔

گھر میں خالص سرسوں کے تیل میں پکوڑے سموسے، دہی بڑے تیار کر کے، رسیلے پھلوں کی چاٹ بنا کر استعمال کریں، اگر اس کے ساتھ ہاضمہ کے لیے مندرجہ ذیل چٹنی شامل کر لیں تو تراویح ادا کرنے میں معدے میں گرانی، بھاری پن اور گیس تنگ نہیں کرے گی۔

نسخہ: سونف: 1 چمچہ، پودینہ: 20 پتیاں ادرک: چھوٹی ڈلی، انار دانہ: 1 چمچہ زیرہ سفید: 1 چمچہ، سیاہ مرچ: 10، 15 دانے، لاہوری نمک حسبِ ضرورت شامل کر کے چٹنی تیار کر لیں۔

قبض کے رفع ہونے کی تدابیر

قبض کی شکایت ہو جائے تو!

1. اس کو دور کرنے کے لیے گرم پانی میں تین سے پانچ انجیر بھگو دیں اور رات سوتے وقت انجیر کو خوب مَسل کر یہ پانی پی لیں اور انجیر بھی کھا لیں۔ اس تدبیر سے قبض رفع ہو جائے گی۔
2. دوسری تدبیر یہ ہے کہ تازہ گلاب کا پھول ایک عدد لے کر گرم پانی میں بھگو دیں اور سحری سے کچھ پہلے اس کو مَسل کر پی لیں۔

مفرّح قلب مشروب

افطار میں خوش ذائقہ مفرّحِ قلب مشروب پینے کی خواہش ہوتی ہے، اس مقصد کے لیے آلو بخارہ لیموں کا شربت تیار کر کے تخم بالنگا اور تخم ریحان شامل کر کے نوش فرمائیں۔ ماہِ رمضان میں شربت بادام بہت راحت پہنچاتا ہے، اس شربت کو تیار کرنے کی ترکیب نوٹ فرمالیں۔

بادام قسم اعلیٰ: 250 گرام　　سبز الائچی: 1 تولہ　　چاروں مغز: 60 گرام

ان کو علیحدہ پیس کر رکھ لیں۔ عرقِ گلاب اور عرقِ بید مشک میں حسبِ ضرورت چینی شامل کر کے قوام تیار کریں۔ ٹھنڈا ہونے پر تمام پسے ہوئے اجزا اس میں شامل کر دیں۔ یہ شربت انتہائی تسکین اور فرحت پہنچاتا ہے۔ دن بھر کی تکان دور ہو جاتی ہے۔

قیمتی لمحات

ماہِ رمضان میں سحر اور افطار میں ایسی غذاؤں کا انتخاب کریں کہ یہ مبارک مہینہ بھرپور صحت اور سلامتی کے ساتھ گزاریں۔ ہماری تمام تر ترجیحات ان قیمتی لمحات کو روٹھے ہوئے مولا کو راضی کرنے اور منانے میں بسر ہوں۔ اللہ راضی ہو جائیں گے تو وطنِ عزیز میں صحت کی فضا عام ہو جائے گی، ملک کو اچھی قیادت اور عوام کا درد رکھنے والے لیڈر بھی مل جائیں گے، مہنگائی کا عفریت بھی ختم ہو جائے گا، ہمارے اعمال اچھے ہو جائیں گے تو ہمیں عُمّال بھی اچھے مل جائیں گے۔ اللہ قادرِ مطلق ہے، اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

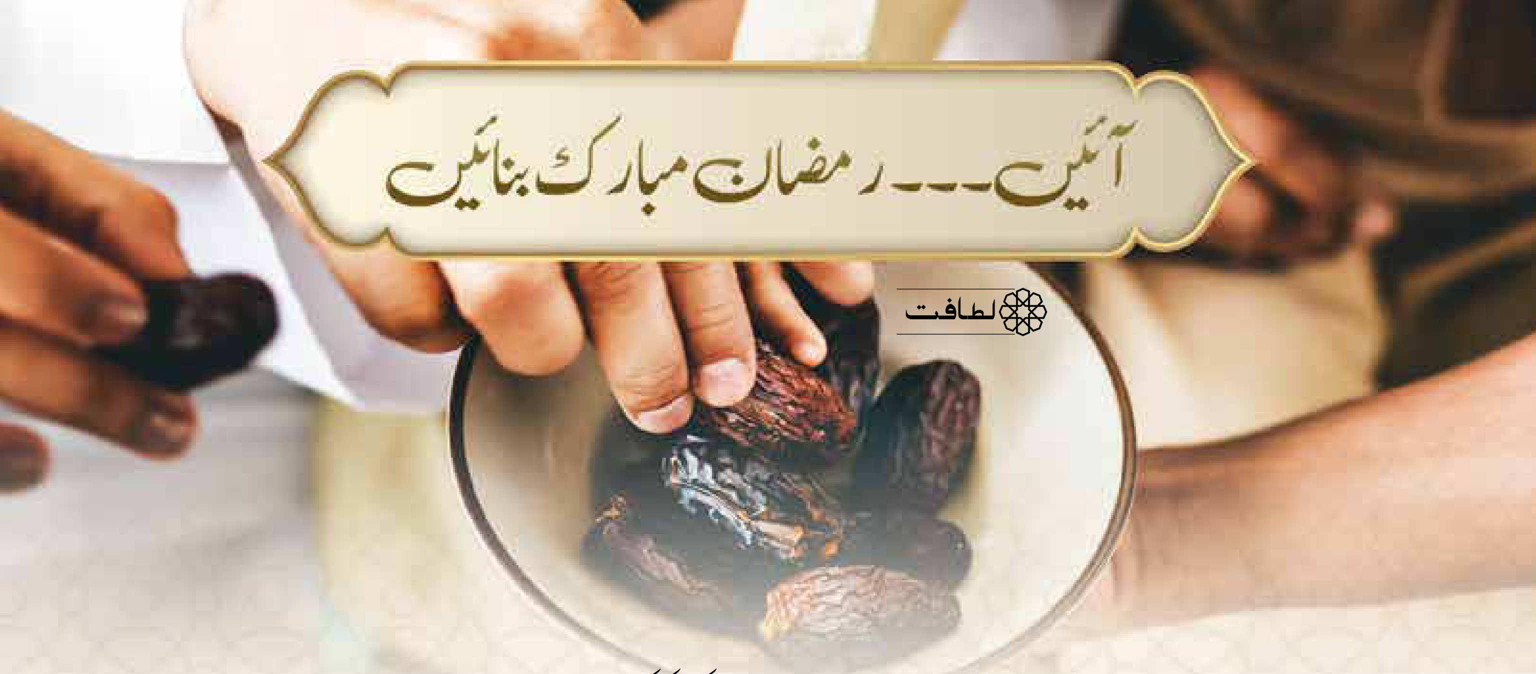

آئیں۔۔۔ رمضان مبارک بنائیں

لطافت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور رمضان المبارک عطا فرمایا ہے، یقیناً یہ بہت بڑی سعادت اور خوش بختی ہے، ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ رمضان سے پہلے اسے پانے کی دعائیں کیا کرتے تھے اور رمضان گزرنے کے بعد عبادات کی قبولیت کی دعائیں۔ رمضان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ ان شاء اللہ یہ رمضان ہم زیادہ اہتمام سے گزاریں گے اور اپنا محاسبہ کرکے عید کے تیسرے دن ان کے نتائج دیکھیں گے۔

سب سے پہلا کام ہم اپنے اعمال اپنے پاس لکھ لیں گے۔ یہ عزائم ڈائری پر بھی لکھے جا سکتے ہیں اور موبائل میں بھی۔ روزانہ ایک نظر ڈال کر یہ جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ کس کام کی پابندی ہو رہی ہے اور کہاں غفلت ہو رہی ہے

ہم پورا رمضان ان شاء اللہ یوں گزاریں گے۔

- فرائض کی پابندی کریں گے * زیادہ وقت قرآنِ کریم کی تلاوت میں صرف کریں گے اور تلاوت کے آداب کا خیال رکھیں گے۔
- ان شاء اللہ اس بار آخری تراویح تک سستی نہیں ہوگی۔
- کثرت سے توبہ و استغفار کریں گے۔
- حقوق العباد میں جہاں جس کے حق میں غفلت ہوئی ہو، اس سے معاف کروانے کا اہتمام کریں گے۔
- تلاوت کے ساتھ ساتھ درود شریف وردِ زبان رکھنا ہے اور محض رسماً پڑھنے کے بجائے آقا ﷺ کی شان آپ کی عظمت کا تصور بھی ہوگا اور محبت و عقیدت سے ہدیہ درود پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ!!
- سحری بنانے اور کھانے سے قبل کم سے کم 4 رکعات نوافل ادا کرنا اور اپنے لیے اپنے عزیز و اقارب ملک و ملت اور پوری امت مسلمہ کے لیے خوب دل جمعی سے دعائیں ہوں گی۔
- حضرات اپنے گھر کی خواتین پر کام کا بوجھ کم کریں گے، تاکہ خواتین بھی افطار سے کم از کم 10 منٹ پہلے باورچی خانے سے فارغ ہو کر اہتمام سے دعا کر سکیں۔
- کم از کم کسی ایک غریب خاندان کی حتی الوسع مدد کرنے کا اہتمام ہوگا۔
- موبائل، کمپیوٹر اور ٹی وی سے بچنے کی پوری پوری کوشش ہوگی۔
- غیبت، چغل خوری، جھوٹ، گالی گلوچ، غصّے اور لڑائی جھگڑے سے قطعی اجتناب ہوگا۔
- اگر رمضان سے پہلے رمضان کے کام نہیں نمٹ سکے تو کم سے کم وقت میں یہ کام انجام دینا اور یہ یاد رہے گا کہ بازار اللہ کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ ہے۔
- اپنے گھریلو یا دفتری ملازمین پر خصوصی شفقت و رعایت کریں گے۔
- آخری عشرے میں ساری عبادات، تلاوت، نوافل، استغفار، درود شریف میں کثرت ہوگی اور جاگنے کی راتیں با مقصد بنانے کا اہتمام ہوگا۔
- معتکفین کی خدمت کی کوشش ہوگی۔
- لیلۃ الجائزہ یعنی عید کی چاند رات کو خاص طور پر عبادت کرنا اور بازار جانے اور گھر میں یا دوستوں کے ساتھ لغو مجلس سے مکمل پرہیز کریں گے۔۔۔

ہو سکتا ہے، ہمیں کچھ کام بہت مشکل لگیں، لیکن کم ہمتی اور سستی سے بچتے ہوئے پابندی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش ہوگی۔ ایک دو دن میں ہی اس کی عادت ہو جائے گی اور ان شاء اللہ بہت آسان ہوگا۔ ان میں سے جن اعمال میں کوتاہی ہو تو اپنی اصلاحِ نفس کے لیے اپنے لیے ہلکی پھلکی سزا مقرر کریں، تاکہ نفس کو تنبیہ ہو۔

إن شاء اللہ تعالیٰ اس اہتمام کے بعد ہمیں روزے کا اصل نور حاصل ہو جائے گا، وہ نور جس کے بارے میں اسلاف فرماتے تھے کہ "ایک ماہ کی عبادت کا اثر پورے سال کے اعمال پر حاوی رہتا ہے۔"

ہاں جی تو کیا خیال ہے؟ اس سال اِس ماہِ مبارک کو واقعی مبارک بنانا ہے نا!!

امید ہے کہ ہم سب اس رمضان المبارک کو واقعی مبارک بنائیں گے اور آپ سب مجھے یعنی لطافت کو بھی اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

اُمِّ نُسیبہ

نیکیوں کا موسم بہار

"چچاجی کہاں جارہے ہیں؟"
کاشف نے گاڑی روک کر ایک معمّر شخص سے پوچھا جو سڑک کے کنارے تیز دھوپ سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے چل رہے تھے۔
"بیٹا یہ جامع مسجد تک جارہا ہوں۔" معمّر شخص نے جواب دیا۔
"چچاجی! گاڑی میں آجائیں میں بھی مسجد ہی جارہا ہوں۔" کاشف نے کہا۔
معمّر شخص روزے میں تیز دھوپ سے جب اے سی کی ٹھنڈک میں آکر بیٹھے تو انھوں نے کافی سکون محسوس کیا اور زیرِلب کاشف کو دعائیں دینے لگے۔

◆◆◆

ثانیہ نے ڈھیروں کپڑے تار پر سوکھنے کے لیے پھیلائے اور کچن کا رخ کیا۔ ہفتے بھر کے کپڑے دھو کر طبیعت نڈھال ہوگئی تھی۔
"ثانیہ۔۔۔! کچھ دیر آرام کرلو، افطاری میں پھل وغیرہ کاٹ لینا اور کچھ چیزیں میں باہر سے لے آؤں گا۔ تم آج افطاری مت بنانا۔ کپڑے دھو کر تھک گئی ہوگی۔" ثانیہ کے شوہر اسجد بولے۔ ثانیہ نے شکر گزاری و محبت سے اسجد کو دیکھا، اس کا تھکا ہارا پور او جود اسجد کو دعائیں دینے لگا۔

◆◆◆

رشیدہ ایک نیک اور سفید پوش گھرانے سے تعلّق رکھنے والی عورت ہے۔ مجبوریوں کے باعث چند گھروں میں کام کرتی ہے۔ وہ برتن دھو چکی تو واشنگ مشین میں پانی بھرنے لگی اتنے میں وہاں حفصہ باجی آگئیں۔
"رشیدہ۔۔۔! کپڑے کل دھولینا، تم بھی روزے سے ہوتی ہو نا، رمضان میں روزانہ بس ایک کام کرنا۔ کل میں برتن خود دھولوں گی اور تم کپڑے دھولینا۔"
حفصہ باجی بولیں۔
"اور ہاں، پیسے سارے کاموں کے ہی دوں گی۔" حفصہ باجی نے جاتے ہوئے مسکرا کر کہا اور رشیدہ نے حیرت سے اس فرشتہ صفت عورت کو دیکھا اور رب سے ان کی خوشیاں مانگنے لگی۔

◆◆◆

"السلام علیکم۔۔۔!!! خیریت تو ہے کنول اتنی جلدی میں کیوں ہو؟"
آصفہ نے اپنی پڑوسن کنول کو چھوٹے بھائی کے ساتھ گلی کا موڑ مڑتے دیکھا تو پوچھنے لگی۔
"وعلیکم السلام۔۔۔ دراصل امی ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں، کل بی پی کافی ہائی ہوگیا تھا تو ایمر جنسی میں چیک اپ کی غرض سے امی کو ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو انھوں نے ایڈمٹ ہونے کو کہا۔" کنول نے جلدی جلدی بتایا۔
"اوہ اچھا۔۔۔ اللہ پاک خالہ کو صحت دے۔ تم پریشان نہ ہو، ان شاء اللہ! وہ جلد اور بخیریت واپس آجائیں گی گھر اور ہاں۔۔۔!! جب تک خالہ گھر نہیں آجاتیں میں تمہارے گھر سحری اور افطاری بھیج دوں گی۔ تم گھر کی فکر مت کرنا اور کوئی بھی کام ہو بلا جھجک بتانا۔" آصفہ نے کنول کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "مگر۔۔۔ باجی آپ کو مشکل ہوگی۔" کنول بولی۔
"ارے نہیں۔۔۔ تم ایسا بالکل نہیں سوچو۔" آصفہ نے کہا۔
"بہت شکریہ آصفہ باجی، میں واقعی اس بات سے پریشان ہورہی تھی کہ ابو افطاری کیسے کریں گے کہ وہ باہر کی چیزیں بھی نہیں کھاتے۔"
کنول نے کھلے دل سے آصفہ کا شکریہ ادا کیا اور دل ہی دل میں اسے ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں۔

◆◆◆

"آمنہ بیٹی...!! لاؤ عائشہ کو کچھ دیر کے لیے مجھے دے دو، اس نے بخار کی وجہ سے ساری رات تمہیں جگایا ہے، تم کچھ دیر سو جاؤ پھر میں عصر کے وقت تمہیں جگادوں گی۔" کلثوم خاتون بولیں اور اپنی دو سالہ پوتی کو گود میں لے کر اپنے کمرے میں چلی گئیں اور آمنہ کے دل سے اپنی ماں جیسی ساس کے لیے ڈھیروں دعائیں نکلیں۔

◆◆◆

"ارے، مگر اسکول کی تو چھٹیاں ہورہی ہیں۔"
انور صاحب نے اپنی اہلیہ کو ماہانہ حساب کرتے ہوئے دیکھا تو بولے۔
"جی جی مجھے معلوم ہے۔" ان کی اہلیہ ثمرین نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تو یہ بچوں کی اسکول وین کا کرایہ کیوں شامل کر رہی ہیں خرچے میں۔۔۔ آپ بھول رہی ہیں کہ چھٹیاں ہونے والی ہیں اسکول کی۔" انور صاحب بولے۔
"مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ اسکول بند ہورہے ہیں اور جس طرح اسکول والے چھٹیوں کی فیس ہم سے لیتے ہیں تو ہمیں اسکول وین کے ڈرائیور کو بھی کرایہ دینا چاہیے۔" ثمرین نے کہا۔
"رمضان المبارک کا مہینا ہے، اس میں بلاشبہ صدقہ و خیرات کا اجر بڑھ جاتا ہے، مگر حق دار کو اس کا حق دینا زیادہ اہم ہے۔" ثمرین نے کہا تو انور صاحب نے بھی تائید کی۔

◆◆◆

امام صاحب کی اہلیہ حبیبہ خاتون گھر کے کام نمٹا کر تراویح پڑھنے کے لیے کھڑی ہورہی تھیں کہ ان کا بیٹا باہر سے ایک تھیلا لے کر اندر آیا۔
"امی جان۔۔۔! ایک آنٹی یہ دے کر گئی ہیں آپ کا نام لے رہی تھیں کہ میں آپ کو دے دوں۔"
ان کا بیٹا عبدالمجیب بولا۔
انھوں نے تھیلا کھول کے دیکھا جس میں چند قیمتی کپڑے، عید کے لیے کچھ کھانے پینے کا سامان اور بچوں کے لیے چند چیزیں تھیں، ساتھ ایک لفافہ بھی تھا جس سے کچھ رقم اور ایک رقعہ نکلا۔ "السلام علیکم باجی! یہ ہدیہ قبول کرکے ہم پہ احسان کریں، تمام اشیا حلال کمائی کی ہیں اور یہ زکوۃ نہیں بلکہ تحفہ ہے۔ خالص دل کی چاہت کے ساتھ۔"
حبیبہ خاتون دم بخود اس بے نام تحریر کو پڑھے گئیں اور پھر آسمان کی طرف دیکھ کر اس گم نام بندی کو زیرِلب دعائیں دینے لگیں۔

◆◆◆

رضوانہ بیگم کے ہاتھ جلدی جلدی روٹیاں بیلنے میں مصروف تھے۔
"امی! آپ کیوں روٹی بنارہی ہیں؟ کیا بھابھی نہیں جاگیں؟"
عدینہ نے رمضان کی پہلی سحری میں اپنی امی کو باورچی خانے میں دیکھا تو پوچھنے لگی۔
"ہاں بیٹا! عروسہ کو میں نے ہی کہا تھا کہ اب سے وہ صرف افطاری بنایا کرے۔" رضوانہ بیگم اطمینان سے بولیں۔
"امی! مگر پچھلے سال تو بھابھی سحری بناتی تھیں۔" عدینہ نے کہا۔
"ہاں، پچھلے سال ہمارا منّا نہیں آیا تھا نا۔۔۔ اب وہ راتوں میں عروسہ کو جگاتا ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کے لیے آسانی کریں۔"
رضوانہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو عدینہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی امی کا ہاتھ بٹانے لگی۔

◆◆◆

رمضان المبارک نیکیاں کمانے کا مہینا ہے۔ اس ماہ میں نیکیوں کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ بھی نیکی ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ آسانی والا معاملہ کریں اور دعائیں لیں۔ دل سے نکلی ہوئی یہ دعائیں کتنے ہی بگڑے کام بنا دیتی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اس مبارک ماہ میں عبادات کے ساتھ خوب خوب اجر کمانے اور مخلوقِ خدا کے لیے آسانیاں بانٹنے والا بنائے۔ آمین!!!

جُنید امِین

جُنید امِین

Your Trusted Friend in Real Estate

Sale - Purchase - Rent

22-C, Khyaban e Jami near Baitussalam Masjid Phase IV, D. H. A. Karachi
02135313254 , 02135313319 , 03009213373 Email: junaidameen@live.com

نعمتوں کی بارش

عمارہ فہیم

سحری کا وقت قریب تھا۔ باورچی خانے سے برتنوں کے ساتھ باتوں کی دبی دبی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ فارعہ کی دادی کا گھر گاؤں میں تھا وہ پہلی بار اپنے ددھیال زیادہ وقت کے لیے آئی تھی، ورنہ ہمیشہ عید بقر عید پر ہی ایک دو دن کے لیے آتی تھی۔ صحن میں نماز پڑھتی فارعہ کا ذہن بار بار ان آوازوں کی طرف متوجہ ہو رہا تھا، بالآخر وہ دعا کر کے اٹھی اور باورچی خانے کی طرف چل پڑی۔

"بھابی! لائیں یہ میں کر لیتی ہوں، آپ اور فاطمہ جا کر نماز پڑھ لیں۔" فارعہ کی بات پر دونوں آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگیں۔

"اس وقت کون سی نماز؟" چچازاد فاطمہ نے پوچھا۔

"ارے لڑکی! تہجد کی نماز!۔" فارعہ نے نرمی سے جواب دیا اور پیڑے بنانے لگی۔

"ہمارے نصیبوں میں یہ لمبی نمازیں کہاں! ہمارے نصیب میں چولہا پھونکنے کے سوا کچھ نہیں۔" ناعمہ بھابی نے منہ کے مختلف زاویے بناتے ہوئے کہا اور ایک پیڑا لے کر بیلنے لگیں۔ "بھابی! عورتوں کو تو دہرا اجر ملتا ہے، اگر وہ اپنی اہمیت، اپنے وقت کے ساتھ دین کو بھی سمجھ لیں۔" انڈے کے لیے پیاز کاٹتی فاطمہ اور پراٹھا بناتی ناعمہ نے اپنا کام روک کر ایک نظر فارعہ کو غور سے دیکھا۔

"یہ شہری لوگوں کی باتیں بھی ان کی سڑکوں کی طرح پکی اور گلیوں کی طرح ٹیڑھی میڑھی ہوتی ہیں، ہم گاؤں کی کچی سڑکوں والوں کی سمجھ میں اتنی جلدی نہیں آ سکتیں۔" ناعمہ بھابھی نے مزے سے فارعہ کی گہری گہری باتوں پر تبصرہ کیا تو فارعہ فاطمہ کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"اچھا، میری معصوم سی کچی سڑکوں والے گاؤں کی بھابی! شہر کی پکی سڑکوں کی طرح کی پکی پکی باتیں آج ضرور سمجھاؤں گی، لیکن ابھی سب کو سحری کی جلدی ہے، دیر ہو گئی تو آپ میری پکی پکی سڑکیں ہلا کر رکھ دیں گی۔" فارعہ نے ہنستے ہوئے کہا تو بھابی بھی مسکرا دیں۔

◆◆◆

سحری و فجر کی نماز سے فارغ ہو کر سب نے اپنے اپنے کاموں کی طرف رُخ کیا جب کہ فارعہ سورۂ یٰسین و سورۂ رحمٰن پڑھ کر سو گئی، سو کر اٹھی تو گھر کی خواتین کو مختلف کاموں میں مصروف پایا۔ فارعہ کپڑے دھوتی بھابی کے پاس جا کر بیٹھ گئی، اسے دیکھ کر فاطمہ نے اس کی صبح والی بات یاد دلا دی۔ "ہمم! مجھے یاد ہے، مگر سوچ رہی ہوں اپنی بات شروع کہاں سے کروں؟"

"لو بھلا! پکی سڑکوں والے سوچتے بھی ہیں، یہ آج معلوم ہوا۔" بھابی نے بھی مزے سے فارعہ کی صبح والی بات پر چوٹ کی۔

"اس میں سوچنے والی کیا بات ہے، تم یہ کہہ رہی تھیں کہ عورتوں کو دُگنا اجر ملتا ہے، وہ کیسے ملتا ہے؟ یہیں سے بات شروع کر لو۔" فاطمہ نے اس کی مشکل آسان کی۔

"ہمم! اچھا یہ تو آپ جانتی ہیں نا کہ اللہ جی نے یہ دنیا بنائی کیوں؟ اور ہمیں کیوں پیدا کیا؟ کیا صرف کھانے، پینے، سونے، جاگنے جیسے معاملات کے لیے؟" فارعہ نے سوچتے ہوئے کہنے کو بہت آسان سوال کیا تھا، مگر بہت سوں کے لیے یہی سوال سب سے مشکل ثابت ہوتا ہے۔

"اے لو! ظاہر ہے انسانوں کی پیدائش کرنا اللہ نے منظور کیا تھا تو اسی لیے اس دنیا کو بنایا اور اب جب یہاں رہنا ہے تو ضرورتیں جو ساتھ لگی ہوئی ہیں انھیں بھی تو پورا کرنا ہے نا!" ناعمہ بھابی نے گاؤں کے سیدھے سادے لوگوں کی طرح کی ایک سادہ سی بات کہی، پہلے تو فارعہ مسکرائی اور پھر کہنے لگی۔

"بھابی! اکثر لوگ یہی سوچتے ہیں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

سب سے پہلے تو یہ جان لیں! اللہ رب العزت نے یہ جو دنیا ہے نا! اسے پیارے حبیب ﷺ کی خاطر بنایا، انھیں (ﷺ) اس دنیا میں لانا تھا، ان (ﷺ) کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دینی تھی، اس لیے اس دنیا کو بنایا گیا، لیکن اب جب دنیا بن گئی اور آدم و حوا علیہما السلام سے نسل چلی تو اب جس طرح آپ نے کہا کہ انسان کے ساتھ ضروریات لگی ہیں تو جس نے انسان کو بنایا، اس کے لیے اتنی نعمتیں بنائیں تو کیا اس کا کوئی حق نہیں۔۔؟"

فارعہ نے مختصر لفظوں میں گہری بات کرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے ناعمہ بھابی اور قریب قریب بیٹھی اور خواتین کو دیکھا، جہاں سب کی نظروں سے یہی ظاہر تھا کہ جواب ہاں میں ہے، لیکن اقرار کوئی نہیں پا رہی تھیں۔

"آپ سب کی نظریں تو یہی کہہ رہی ہیں کہ کیوں نہیں ہے بھئی اللہ کا حق! بالکل ہے۔ جب اللہ کا حق ہے اور ظاہر ہے کہ اسی کا ہم پر سب سے زیادہ حق ہے تو اس کے حق کی حق تلفی کیوں کر کریں بھلا!"

اللہ رب العزت نے فرمایا: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" یعنی اللہ نے انسان و جنات کو پیدا نہیں کیا، مگر صرف اپنی عبادت کے لیے۔" اب اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انسان و جنات کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

فارعہ چند لمحوں کے خاموش ہوئی تو۔۔۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہر وقت بس عبادت کرنی چاہیے اور یہ سب جس میں ہم خود کو تھکاتے ہیں یہ نہیں۔" فاطمہ کے ساتھ چٹائی بُنتی ایک خاتون نے سوال کیا۔

"یہ جو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، کا ذکر ہے نا! اس سے اکثر لوگ اُلجھن کا شکار ہوتے ہیں، جیسے آپ ہوئیں اور سچ بھی یہی ہے چوبیس گھنٹے تو عبادت نہیں کی جا سکتی، ضروریات بھی ساتھ ہیں تو بڑے اس کا آسان سا جواب یہ دیتے ہیں کہ سب سے پہلے تو پیارے آقا ﷺ کی مبارک زندگی پر غور کیا جائے کہ انھوں نے کیسے زندگی گزاری؟ گھریلو، سیاسی، معاشی معاملات کو کیسے حل کیا؟ ان کی زندگی کو بطور نمونہ سامنے رکھتے ہوئے عمل کیا جائے اور رہی یہ بات کہ عبادت چوبیس گھنٹے نہیں کی جا سکتی تو آپ ﷺ نے صبح اُٹھنے سے لے کر رات سونے تک کے معمولات بیان فرمائے ان پر غور کریں اور اس کے مطابق صبح اٹھنے کے بعد بسم اللہ پڑھ کر دعا پڑھیں اور نماز، قرآن کی تلاوت، دنیاوی معاملات کو ایمان داری سے اللہ کی رضا کی خاطر کریں تو ہر کام عبادت بن جائے گا۔"

سب خواتین بہت توجہ سے فارعہ کی بات سن رہی تھیں۔

"یہی نہیں! اسلام نے تو عورت کو بہت عزّت دی ہے، ورنہ

بقیہ صفحہ 34 پر

تیاری رمضان کی

قرات گلستان

رمضان میں تین ہفتے باقی تھے۔ سلطانہ بیگم نے اپنی دونوں نئی نویلی دلہن بہوؤں کو اپنے کمرے میں بلالیا اور جو میٹنگ وہ ہر سال اپنے بیٹوں کے ساتھ کیا کرتی تھیں، آج اس میں اپنی بہوؤں کو بھی شامل کر لیا۔

”میں آج آپ سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ ہم سب ہی جانتے ہیں کہ رمضان المبارک خاص عبادت کا مہینا ہے۔ روزہ، نماز، ذکر استغفار، درودِ پاک اور تلاوتِ قرآنِ پاک سمیت ان سارے اعمال کو اس ماہ سے خصوصی نسبت ہے۔ اتنے اعمال ہم اُسی وقت کر پائیں گے جب ہمارے پاس وقت ہوگا، لیکن سحری و افطار کی وجہ سے ہمارا بہت سارا وقت باورچی خانے میں گزر جاتا ہے اور عید کی تیاری کی وجہ سے کافی وقت بازار یا سلائی کی مشین کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری کوشش ہوتی ہے رمضان سے پہلے ہی بازار کے سارے کاموں کے ساتھ ساتھ باورچی خانے کا بھی کافی کام نمٹ جائے بھی تو ہمیں رمضان المبارک میں عبادت کے لیے خوب فرصت میسر آجائے، جیسے کہ رول سموسے بنا کر اور پیاز بھون کر رکھ دیتی ہوں، یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ آٹا گوندھ کر کچھ روٹیاں بیل کر پلاسٹک بیگ میں رکھ دوں، اس طرح بہت سہولت ہو جاتی ہے۔ ہر سال میرے چاروں بیٹے میرا ساتھ دیتے ہیں۔ پیاز چھیل کر کاٹ کر مجھے دیتے ہیں۔ رول سموسے باندھ کر دیتے ہیں، میرا بہت ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس سال ان شاء اللہ! ہم سب مل کر سارا کام کر لیں گے۔“ سلطانہ بیگم کی بات پر احمد نے شکایتی انداز میں انھیں دیکھا۔

”امی جان! اس بار پیاز چھیلنے کا کام میری بیوی سے کروائیے گا! نئی نئی دلہن کے سامنے آنسو بہاتا ہوا کتنا برا لگوں گا میں۔“ احمد نے کچھ اس طرح کہا کہ سب ہنسنے لگے۔

”آپ کا تو کئی سالہ تجربہ ہے بیٹا، آپ کی دلہن ابھی ناتجربہ کار ہیں، ہم اتنی بڑی ذمے داری ان کو نہیں سونپ سکتے۔“ محمد نے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو احمد منہ بسور کر رہ گیا۔

”امی جان! وہ بھی تو بتادیں کہ کپڑوں کی مشین ہفتے کی رات کو لگتی ہے، احمد بھائی اور محمد بھائی ماشاء اللہ بہت اچھے طریقے سے امی کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔“ مدثّر نے شرارت سے کہا۔ سلطانہ بیگم مسکرانے لگیں۔ دلہنوں کی آنکھوں میں حیرت اُمڈ آئی تھی اور محمد اور احمد شرمندہ ہو رہے تھے۔

”میرے چاروں بیٹے میرا ہر کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں، مجھے کبھی کسی کام کے لیے اکیلا نہیں چھوڑا۔ بہت ہی سعادت مند بچے ہیں، اللہ ان کی عمر دراز کرے۔“ ”آمین“ سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔

محفل برخاست کرنے سے پہلے سلطانہ بیگم نے دونوں بہوؤں کو عید کی تیاری کی رقم بھی دے دی تھی اور محمد اور احمد کو یہ تاکید کر دی تھی کہ جسے سہولت ہو اپنی اپنی بیگم کو بازار لے جائیں اور بازار کے چکر بھی رمضان شریف سے پہلے ہی ختم کر لیں۔

دونوں نے اثبات میں گردن ہلادی تھی۔ دونوں چھوٹے بیٹے مدثّر اور مزمل سلطانہ بیگم سے عید کی تیاری کے پیسے مانگ رہے تھے اور وہ بضد تھیں کہ وہ خود ساتھ جا کر ان کو شاپنگ کروا کے لائیں گی۔ دونوں ہی انھیں سمجھانے میں لگے تھے کہ اب وہ بڑے ہو گئے ہیں، دوستوں کے ساتھ جا کر لا سکتے ہیں، لیکن سلطانہ بیگم کسی طور پر ماننے کو تیار نہ تھیں۔

◆◆◆

خیر سے رمضان المبارک شروع ہو گیا تھا۔ سلطانہ بیگم نے اسما اور عالیہ دونوں کو محبت سے پاس بٹھا کر نفلی نمازوں کی پابندی کرنے کا کہا تھا۔ دونوں نے خوش دلی سے ہامی بھری تھی۔ تہجد کے وقت دونوں ہی اٹھ کر نماز کے کمرے میں آگئی تھیں، وہاں سلطانہ بیگم پہلے ہی مصلے پر موجود تھیں۔

تہجد کے بعد سحری پھر نمازِ فجر، تلاوتِ کلام پاک کے بعد نماز اشراق پڑھ کر وہ دونوں سونے گئی تھیں۔ ساڑھے گیارہ بجے سلطانہ بیگم نے چاشت کی نماز کے لیے جگا دیا، پھر تلاوت کرتے کرتے ظہر کا وقت ہو گیا۔ ظہر پڑھ کر تینوں کچن کے کام نمٹانے لگیں۔ صرف سالن بنانا تھا، اس کے لیے بھی پیاز بھنی ہوئی، لہسن ادرک پسے ہوئے اور ٹماٹر کی پیوری بنی ہوئی تھی، بھلا کیا وقت لگنا تھا۔ سو جلد ہی فارغ ہو کر آرام کرنے لیٹ گئیں۔

اسما کو لگا کہ ابھی تو اس کی ٹھیک سے آنکھ بھی نہیں لگی تھی کہ سلطانہ بیگم نے عصر کی نماز کے لیے اٹھا دیا۔ مارے باندھے اُٹھ کر اوّل وقت میں نمازِ عصر ادا کی اور ذکر و تسبیحات کرنے لگیں۔ کتنی ہی بار تسبیح نیند کے جھونکے کی وجہ سے ہاتھ سے چھوٹ کر گری تھی، وہ شرمندہ ہو جاتی۔

افطار کے بعد ہی اُس کی نیند اُڑی تھی تو اس نے کچھ ہوش و حواس میں مغرب اور اوّابین پڑھی تھی اور عالیہ کا یہ حال تھا کہ پیٹ بھر گیا تو اب جائے نماز پر کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔ مشکل سے مغرب اور اوابین پڑھ کر اپنے کمرے میں گئی تو ایسی آنکھ لگی کہ جب محمد تراویح پڑھ کر واپس آئے تب ہی اٹھی۔ باہر گئی تو اسما اور امی جان نماز تراویح سے فارغ ہو چکی تھیں۔

◆◆◆

پہلے پہل تو ان دونوں کو لگا کہ نئے ماحول کے مطابق وہ خود کو ڈھال لیں گی، لیکن دونوں کا تین چار دنوں میں ہی حال خراب ہو گیا۔

جیسے ہی کلام پاک کھول کر بیٹھتیں تو نیند کے جھونکے آنے لگتے، تسبیح ہاتھ میں پکڑتے ہی جھومنے لگتیں، صلوٰۃ التسبیح دن میں پڑھ سکیں نہ ہی رات میں، سلطانہ بیگم سب دیکھ رہی تھیں، لیکن خاموش تھیں۔ اسما اور عالیہ خود بھی شرمندہ تھیں، لیکن کیا کرتیں نہ جانے کیوں ہر نماز کے وقت ان کو نیند کے جھونکے آتے تھے۔ فرصت تو بہت تھی، لیکن چوں کہ عبادت کی عادت نہیں تھی ، اس لیے زیادہ کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھیں۔

◆◆◆

”اس طرح نیند تو مجھے کبھی نہیں آئی عالیہ! پتا نہیں کیوں میں جیسے ہی نماز کے کمرے میں جاتی ہوں، فوراً نیند آنے لگتی ہے۔“ اسما شرمندہ تھی۔

”میرا تو تم سے زیادہ برا حال ہے اسما! قرآن پاک کھول لوں تو الفاظ گڈمڈ، تسبیح پکڑ لوں تو ہاتھ سے گرنے پر آنکھ کھلتی ہے۔ دن میں جائے نماز پر اس لیے کھڑا نہیں ہوا جاتا کہ خالی پیٹ سکت نہیں ہوتی اور رات کو اس لیے کھڑی نہیں ہو پاتی کہ بھرے پیٹ میں کھڑا ہونا مشکل ہوتا

ہے۔" عالیہ نے افسوس اور شرمندگی سے کہا۔
"میں تو سمجھتی تھی خوب فرصت ہوگی تو خوب عبادت ہوگی، لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ دن گزارنا مشکل ہوجاتا ہے۔ آٹھ روزے تو ہوگئے، اگلے اکیس بائیس دن بھی گزر ہی جائیں خیر سے۔" اسما نے جیسے دن گن کر خود کو اور عالیہ کو تسلی دی۔
پھر واقعی وہ دونوں روز ہی دن گنتیں نہ نمازوں میں دل لگتا نہ ذکر و تلاوت میں، بہت مشکل سے ایک ایک بار قرآنِ پاک پڑھا تھا، وہ بھی کبھی نیند میں تو کبھی خالی پیٹ سے آتی آوازوں سے۔ اتنی سستی، بےزاری اور بلاوجہ کی تھکن اور جسم کا درد سے ٹوٹنا کبھی کبھی انھیں لگتا کہ شاید یہ کسی خوش خبری کی وجہ سے ہے، لیکن ایسا نہیں تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ ان دونوں کو ہی نفلی عبادات کی، روزوں کی اور تلاوتِ کلام کی عادت نہیں تھی۔ سچ میں دونوں نے ہی دن گن گن کر رمضان کو رخصت کیا تھا۔ سلطانہ بیگم افسوس سے ان کو دیکھتی رہتیں جو رمضان کی قیمتی گھڑیوں کو یوں گزار رہی تھیں۔ خیر سے رمضان گزر ہی گیا۔ کس نے کتنا پایا یہ تو وہ خود ہی جانتا ہے۔ سلطانہ بیگم ہر سال کی طرح اس سال بھی مطمئن تھیں اور اگلے سال کے لیے اللہ پاک سے زندگی بھی مانگی تھی اور بہت کچھ سوچ بھی لیا تھا۔

اگلا رجب شروع ہوتے ہی سلطانہ بیگم نے سب کو اپنے کمرے میں بلالیا تھا۔ عالیہ کی گود میں ایک ماہ کا بیٹا تھا اور اسما کی گود عید کے بعد ہری ہونے والی تھی۔ دونوں نے چور نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے سلطانہ بیگم کو سنا جو کہہ رہی تھیں:
"آپ ﷺ رجب کا چاند نظر آتے ہی رمضان المبارک کی تیاری شروع فرمادیا کرتے تھے۔ آج ہم نے تیاری کا مفہوم کچھ اور سمجھ لیا ہے۔ کھانا، پکانا، کپڑے خریدنا اور سینا ہم اس سب کو تیاری سمجھتے ہیں۔ اصلی رمضان کی تیاری تو یہ ہے کہ ہم اپنے جسم اور روح کو عبادات کے لیے تیار کریں اور یہ تیاری رجب ہی سے شروع کردیں اور یہ سمجھنا چاہیے کہ رجب، شعبان، رمضان المبارک کی تیاری کے لیے ہیں۔
اماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو کسی اور مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ سوائے کچھ دن چھوڑنے کے پورے ہی ماہ (شعبان) کے روزے رکھتے تھے۔
یہ سب ابھی سے کہنا اس لیے ضروری ہے کہ ہم سب ارادہ کریں کہ ان دو ماہ میں روح اور جسم کو روزے، نماز، ذکر اور تلاوت کا ایسا عادی بنالیں گے کہ رمضان میں نفلی عبادات کرنا مشکل نہ لگے۔ ہم رمضان کے مبارک ماہ کی مبارک گھڑیوں کو قدر دانی کے ساتھ گزاریں، کسی بوجھ کی طرح دھکا نہ دیں۔
"اللہ ہمیں رمضان المبارک کی آمد سے پہلے پہلے رمضان کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔" اور پھر واقعی اس سال کے رمضان میں عالیہ اور اسما کو کوئی مشکل پیش نہیں آئی، اس لیے کہ انھوں نے رجب اور شعبان، رمضان کی تیاری میں گزارے تھے۔

پہلے تو لوگ عورت کو پاؤں کی جوتی سے بھی بدتر سمجھتے تھے، اللہ نے قرآن میں فرمایا:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُؤمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذّٰاكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰاكِرَاتِ اَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

"مسلمان مرد و عورتیں، ایمان دار مرد و عورتیں، بندگی کرنے والے مرد و عورتیں، سچے مرد و عورتیں، صبر کرنے والے مرد و عورتیں، ڈرنے والے مرد و عورتیں، خیرات کرنے والے مرد و عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد و عورتیں، شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد و عورتیں، اللہ کا ذکر کرنے والے مرد و عورتیں، اللہ نے ان کے لیے معافی اور بڑا ثواب رکھا ہے۔"
فارعہ نے سورۃ الاحزاب کی آیت اور اس کا ترجمہ کرنے کے ساتھ انھیں بہت آسان لفظوں میں بتایا کہ عورتوں کی دل جوئی کے لیے اور اعمال کی مقبولیت کا خصوصی ذکر فرمایا، کیوں کہ اکثر روایاتِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات نے آپ علیہ السلام سے کئی بار عرض کیا کہ قرآنِ کریم میں بھی اکثر مردوں کا ذکر ہے اور وہ جہاد بھی کرتے ہیں، جماعت سے نماز بھی ادا کرتے اور بہت سے کام مرد کرتے ہیں تو ہم عورتوں کے لیے کیا ہے؟ ہمیں ڈر ہے ہمارے اعمال قبول نہ ہوں۔ (مفہوم روایاتِ حدیث)
"اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ ہماری بھی اہمیت ہے، ہم کچھ بھی نیک کام کریں گی تو ہمیں ثواب ملے گا۔" ایک اور خاتون نے پوچھا۔
تو فارعہ نے دل میں اللہ شکر ادا کیا کہ ان لوگوں میں سیکھنے کی طلب تو ہے، ورنہ اکثریت تو ایسی بھی ہے کہ انھیں کچھ بھی کہا یا سمجھایا جائے تو انھیں لگتا ہے کہ نصیحت کی جارہی ہے یا خود کو بڑا عالم فاضل ظاہر کیا جارہا ہے۔
"جی بالکل! ہر نیک عمل کا ثواب ملتا ہے، مگر اس کے لیے وہی شرط ہے جو میں نے کچھ دیر پہلے بتائی کہ خالص اللہ کے لیے عبادات و اعمال کیے جائیں، اللہ کے حکموں کو توڑا نہ جائے، بلکہ آج کل تو رمضان ہیں اور رمضان میں تو ہر نیک عمل کا ستر گنا بڑھا کر ثواب ملتا ہے، اس لیے عام دنوں میں تو نماز اذکار کی پابندی کرنی ہی چاہیے، لیکن روزوں میں اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ اب سحری کے لیے اٹھ رہے ہیں تو وضو کرکے دو رکعت تہجد کی نماز پڑھ لی، پھر کام کرتے کرتے ذکر کرلیا تو کام بھی اچھا ہوجائے گا اور ذکر کا ثواب بھی مل جائے گا اور پھر جیسے ہی وقت ملے تو نفل نمازوں کا وقت ہو تو وہ ادا کرلی جائیں، ورنہ تلاوتِ قرآن پاک کرلیا جائے اور اگر اعتکاف کرنے کا موقع مل رہا ہے تو رمضان کی آخری دس راتیں اللہ کی مہمان نوازی میں گزاری جائیں، اگر کوئی کسی وجہ سے دس راتوں کا سنت اعتکاف نہیں کرسکتیں تو نفلی اعتکاف سے مستفید ہوجائیں، مثلاً: نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیں تو جب تک نماز میں ہوں گے اعتکاف کا ثواب ملے گا اور دوسری بات یہ کہ اعتکاف کے دنوں میں سونا، کھانا پینا سب عبادت بن جاتا ہے۔"
"ہاں بھئی! اب میں ہر کام کرتے وقت ذکر کروں گی، پھر دیکھنا کیسا نور ہی نور ہوگا۔"
"میں تو تم سے بھی زیادہ کروں گی۔" ایسے کئی جملے فارعہ کو سننے کو مل رہے تھے۔
"جو جتنا زیادہ ذکر کرے گا اس کے لیے اتنا زیادہ اجر، لیکن یہ بھی یاد رہے! اس میں دکھاوا نہ ہو، ورنہ سب عمل ضایع ہوجائے گا اور ایک بات آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت کو سب سے زیادہ وہ اعمال پسند ہیں جو بھلے کم ہوں، لیکن ہمیشہ ہوں۔" فارعہ نے سب کی باتیں سنتے ہوئے ایک نئی بات کہی تو سب نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے اپنے پچھلے جملے پر غور کیا جس پر سب نے دکھاوے سے بچنے کی نیت کی۔
"عورتو! دیکھو تو کیسی چھٹانک بھر کی لڑکی ہے، مگر کتنی اچھی باتیں کرتی ہے یہ، میری آج سے یہ چھوٹی سی استانی ہے۔" بال بناتی ہوئی ایک بزرگ خاتون نے کہا تو فارعہ ایک دم سے جھینپ کر اللہ کا شکر ادا کرتی اندر کمرے کی طرف چل دی اور باقی سب اپنے اپنے کاموں میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار پھر مشغول ہوگئیں۔

CALL NOW +92-304-111-7275

REEHAISH BUILDERS PRIVATE LIMITED

Office# M-6 & 7, Mezzanine Floor, AQ Business Center, Jinnah Avenue, Bahria Town, Karachi.

Reehaish | www.reehaish.com

BAHRIA TOWN

نیکیوں کی برکھا

ام محمد سلمان

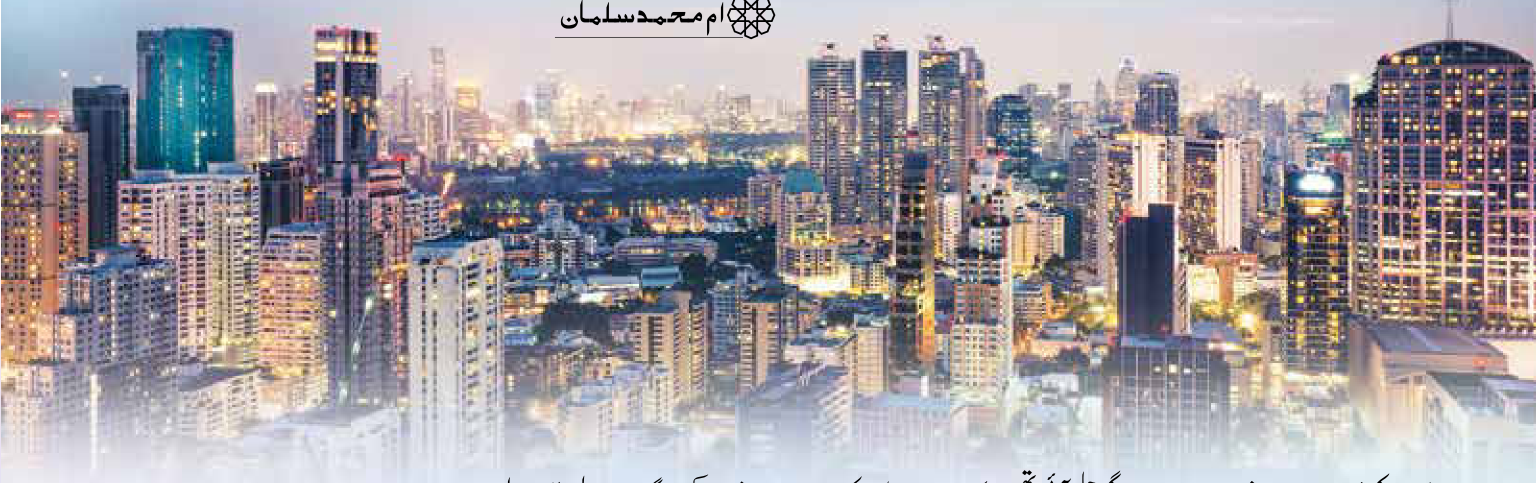

مغرب کی نماز پڑھتے ہی افروزہ چھت پر بھاگی چلی آئی تھی، تاکہ رمضان المبارک کا چاند دیکھ سکے، مگر باوجود کوشش کے چندا ماما ابھی تک انکھیوں سے پوشیدہ تھے کہ اچانک ہی افروزہ کی خوشی سے آواز نکلی۔۔۔ چاند نظر آ گیا امی جی! پھر وہ چاند دیکھنے کی دعا مانگ کر جذب کے عالم میں اور بھی کئی دعائیں کرتی رہی۔ آنکھیں کھولیں تو ملگجا اندھیرا چار سو پھیل چکا تھا اور اس اندھیرے میں چاند اور سحر انگیز لگ رہا تھا۔

اللہ اللہ۔۔۔ کیسا خوب صورت منظر ہے، نظر ہی نہیں ہٹ رہی۔ وہ اس حسین منظر میں کھو سی گئی۔ اس کی نظروں نے اس حدیثِ مبارکہ کو مجسّم ہوتے دیکھا، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔"

وہ اپنی چشمِ تصوّر سے دیکھ رہی تھی، جیسے آسمان کے اندر بڑے بڑے روشن دروازے کھل رہے ہیں اور ان سے نور کے منبعے پھوٹ رہے ہیں۔ رحمت کی ہوائیں چل رہی ہیں، جہنم کے دروازے بند کیے جا رہے ہیں اور شیاطین کو پکڑ پکڑ کر قید کیا جا رہا ہے۔ ان کے چیخنے کی آوازیں گویا اس کے کانوں میں پڑ رہی ہوں۔ فرشتوں کے پُر نور ہیولے آسمان میں اِدھر سے اُدھر آتے جاتے محسوس ہو رہے تھے۔ کبھی ان کے پروں سے روشنی کی شعائیں پھوٹتیں کبھی جگنو کی طرح جھپاکے سے محسوس ہوتے۔ وہ کتنی ہی دیر دور آسمانوں میں یہ سب کچھ محسوس کرتی رہی اور اللہ کی محبت دل کے نہاں خانوں میں کہیں اترتی رہی۔

پھر وہ نیچے چلی آئی اور ماں کے کندھوں پر جھول گئی۔ امی جی چاند نظر آ گیا۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں مبارک کرے اور ہمیں خوب اپنی اطاعت و بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین! تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

"بس اب کچھ دیر میں تراویح شروع ہو جائیں گی۔ تلاوت کی کیا پُر کیف آوازیں ہوں گی۔۔۔ کیسا مزہ آئے گا۔" افروزہ ایسے چٹخارے لیتے ہوئے بولی گویا تلاوت سننے میں بھی کھانے کا مزہ آ رہا ہو۔

"ہے نا بھابھی! کتنا مزہ آ رہا ہے ناں... اللہ کی رحمتوں کے دن رات شروع ہو گئے ہیں۔ اب ایک لمحہ بھی ضایع نہیں کرنا ان شاء اللہ!! بس اپنے رب کو خوب راضی کرنا ہے۔" افروزہ بہت ہی پُرجوش تھی۔

"رہنے دو بس! تمہیں ہی مزہ آتا ہوگا۔ مجھے تو رمضان نہ جانے کیوں بوجھ کی طرح لگتے ہیں۔ اس قدر کام بڑھ جاتا ہے اور پھر ساری روٹین خراب ہو جاتی ہے۔ آدھی رات کو اٹھ کر پکاؤ کھاؤ۔۔۔ پھر ظہر سے پکانے میں لگ جاؤ۔ بندہ کسی اور چیز کا تو رہتا ہی نہیں۔" افشاں کچھ ناگوار سے لہجے میں بولی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں بھابھی حضور! رمضان میں تو برابر کا کام کرواتی ہوں میں آپ کے ساتھ! امی جی کوئی نہیں کام کا لوڈ پڑنے دیتیں آپ پر، مجھ سے زیادہ تو آپ کا خیال کرتی ہیں وہ!!"

"ہاں وہ بات تو بالکل ٹھیک ہے، امی میرا بہت ساتھ دیتی ہیں۔ میں بس ایسے ہی کہہ رہی تھی، پتا نہیں کیوں مجھے رمضان کے نام سے ہی ہول اٹھنے لگتے ہیں۔ مشقّت اٹھانے سے ڈر لگتا ہے سچی!"

"انھی مشقتوں کے پیچھے تو جنت ہے میری نادان بہو! امی جی نے پیچھے سے آ کر پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بات جاری رکھتے ہوئے بولیں۔۔۔ اور بھلا آدھی رات کو اُٹھ کر پکانے میں کیا مضائقہ! جب کہ اس پر اتنا اجر و ثواب ملتا ہے کہ سحری کرنے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت نازل کرتے ہیں اور سحری برکت کا کھانا ہے اور جب اس کا کھانا، کھانا ثواب تو اس کے پکانے اور تیار کرنے والے کیسے ثواب سے محروم رہ سکتے ہیں!"

"جی بالکل امی جی! اس نے بھی فوراً مسکرا کر انھیں دیکھا۔ بقول افروزہ کے "بس ساس بہو یوں ہی نثار ہوتی رہتی ہیں ایک دوسرے پہ۔

دراصل افشاں کے میکے میں اتنے زیادہ افراد نہیں تھے۔ اماں ابا دونوں شوگر کے مریض تھے، سو وہ روزے رکھتے نہیں تھے۔ اب شبانہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی، کوئی بہن بھائی بھی نہ تھا، سو وہ بھی اکیلے پن کی وجہ سے کبھی ایک دو روزوں سے زیادہ نہ رکھ سکی۔

لیکن شادی ایک بھرے پرے گھر میں ہوئی، جہاں سب ماشاء اللہ نماز روزے کے پابند تھے۔ وہ بھی کافی حد تک اس ماحول میں ڈھل گئی تھی، مگر پھر بھی اسے یہ سب بھاری پڑتا تھا اور جب سے ننھی جویریہ اس کی گود میں آئی تو مصروفیات اور بڑھ گئی تھیں، سو گھر کے کام مزید بوجھ لگنے لگے تھے۔

مگر ساس کا رویّہ اس کے ساتھ ہمیشہ مشفقانہ ہوتا تھا، کہتی تھیں بچی ہی تو ہے سب سیکھ جائے گی آہستہ آہستہ۔۔۔ انھیں ویسے ہی اپنی بہو سے بڑا پیار تھا، کہتی تھیں میری نسلوں کی امین ہے میری بہو! اسے تو میں سر آنکھوں پر بٹھا کر رکھوں گی اور یہ بات بھی ہے کہ افشاں نے ہمیشہ ان کے مان اور محبت کی قدر کی تھی۔ دل سے انھیں اپنا جانا تھا اور اسی لیے دونوں ساس بہو کی خوب بنتی تھی۔

وہ جانتی تھیں رمضان کی مصروفیات اور عبادات اسے شروع سے عادت نہ ہونے کی وجہ سے بھاری پڑتی ہیں، اسی لیے رمضان میں اس کا اور زیادہ خیال رکھتی تھیں۔ شادی کو چار

سال ہو چکے تھے اور اب تو وہ باقاعدگی سے روزے رکھنے لگی تھی۔ سحری و افطاری کا کام بھی دونوں نند بھاوج مل کے کر لیتی تھیں۔ افشاں کے شوہر محسن کے علاوہ ایک چھوٹا دیور بھی تھا اور ایک سسر جی تھے۔ کل سات افراد تھے گھر کے، مگر اہتمام تو اچھا خاصا کرنا ہی پڑتا تھا۔ مغرب کی نماز پڑھ کے سحری کے لیے سالن بنا کر رکھ دیا تھا، افروزہ نے آٹا گوندھا اور دودھ وغیرہ گرم کیا۔

اماں عشاء کی اذان کے ساتھ ہی نماز اور تراویح پڑھنے کھڑی ہو گئی تھیں، تاکہ پھر وہ ننّھی جویریہ کو سنبھال سکیں اور افشاں بھی سکون سے نماز اور تراویح پڑھ لے۔

◆◆◆

آج تیسرا روزہ تھا اور افشاں بہت تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔ اماں نے دیکھا تو کہا: "افشاں بیٹی! تم چاہو تو تھوڑی دیر آرام کر لو، میں اتنے سالن وغیرہ بنا لیتی ہوں، پھر باقی کام تم دونوں نند بھابھی کر لینا۔"

افشاں نے ایک تشکّر سے لبریز نظر ان کی طرف ڈالی اور گردن ہلاتی ہوئی بستر پہ جا لیٹی۔ اسے واقعی ایک دو گھنٹے کی نیند کی ضرورت تھی۔

اماں دیکھ رہی تھیں سحری میں بھی افشاں بس اٹھتے ہی چولہے پر کھڑی ہو جاتی ہے، سحر کے مبارک وقت میں تہجد اور دعاؤں کا کوئی حصہ نہیں تھا جب کہ افروزہ ماشاء اللہ باقاعدگی سے تہجد پڑھتی تھی۔ اگر شروع میں کام کی وجہ سے دیر ہو جاتی تو پھر سحری کھاتے ہی اذان ہونے سے پہلے پہلے دو رکعت تو پڑھ ہی لیتی۔ کہیں اتنی قیمتی رات تہجد پڑھے بغیر نہ رہ جائے۔

◆◆◆

افشاں بیٹی! آؤ ہم رمضان المبارک کے فضائل پر کچھ احادیث کا مطالعہ کر لیتے ہیں، تاکہ صحیح طرح سے اس مبارک مہینے کی اہمیت و فضیلت ہم پر آشکار ہو جائے اور ہم اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

"جی ضرور امی جی!!" وہ تابعداری سے کہتی ان کے برابر آ بیٹھی۔

"دیکھو بیٹی! رمضان المبارک کا مہینا پھر ہم پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اس مہینے میں ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھتا ہے، اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے رمضان المبارک میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

اس کی ایک ایک گھڑی اس قدر برکتوں اور سعادتوں والی ہے کہ باقی سال کے گیارہ مہینے وہ سعادت پھر حاصل نہیں ہو سکتی۔

حدیث ہے کہ "روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کرتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کریں گے) روزہ کہتا ہے: اے ربّ! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے اور قرآن کہتا ہے کہ "میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا (کہ رات کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے، چناں چہ دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔" (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ)

اللہ کے نیک بندے ان روزوں کو ایسے گزارتے ہیں کہ دن رات اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں، اس کی رضا و خوش نودی کے کام کرتے ہیں کہ شاید پھر اگلا رمضان نصیب ہو یا نہ ہو تو جتنا ہو سکے نیکیاں کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں اور حدیث میں بھی تو کتنی سخت بد دعا ہے، اس شخص کے لیے جس نے رمضان کا مہینا پایا اور اپنی بخشش نہ کروا سکا۔

رمضان کی راتیں تو خاص طور پر قیام کے لیے مخصوص ہیں، اگر ہم تراویح بھی نہ پڑھیں اور تہجد میں بھی دو چار رکعت نہ پڑھ سکیں تو بھلا ہم نے ان قیمتی راتوں سے کیا کمایا؟

رمضان تو دراصل ہے ہی عبادت کا مہینا تقویٰ کے حصول کا مہینا۔ اللہ نے فرمایا کہ تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے، تاکہ تم متقی بن جاؤ اور تمہارے متقی بننے کے لیے اس نے شیاطین کو بھی قید میں جکڑ دیا، تاکہ میرے بندوں کے روزوں کو خراب نہ کریں اور آسانی سے اللہ تعالیٰ کے لیے گناہوں کو چھوڑ کر نیکیوں کے راستے پر آ جائیں۔ ذرا سوچو تو سہی رمضان المبارک میں نیکی کرنا کتنا آسان ہو جاتا ہے۔ انسان پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، روزانہ تلاوتِ کلامِ پاک کرتا ہے، اذکار، تسبیحات، درود شریف پڑھتا ہے۔ اشراق اور چاشت کی بھی پابندی کرنے لگتا ہے۔ مال خرچ کرتا ہے، صدقات دیتا ہے۔ اپنی زبان کو گالم گلوچ اور فحش گوئی، غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ زیادہ تر خاموش رہتا ہے کہ کہیں کوئی بات رب کی ناراضی کا سبب نہ بن جائے۔ راتوں کو جاگ کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے، رو رو کر اسے مناتا ہے، اپنے گناہوں کی معافیاں مانگتا ہے، جنت الفردوس کی چاہ کرتا، جہنم سے پناہ مانگتا ہے۔

"ذرا سوچو بیٹا! وہ شخص اللہ کو کتنا پیارا اور محبوب ہو جاتا ہے جو اس کی خاطر یہ سب کرتا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی قدر دان اور مہربان نہیں! اللہ کہتا ہے ابنِ آدم نے میرے لیے روزہ رکھا اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔"

خدا ہی جانے وہ کیا جزا ہو گی وہ کیسا بہترین بدلہ اور صلہ ہو گا جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے روزہ دار بندوں کو دے گا۔

افشاں ٹک ٹکی باندھ کر ان کی طرف دیکھ رہی تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔۔۔ اور کیوں نہ جھلملاتے کہ رب کی محبت تو ہر دل میں موجود ہوتی ہے جو ذرا سی نمو ملنے پر پھوٹ پڑتی ہے۔

اب ہر رات یہی ہونے لگا تھا، امی جی حدیث کی کتاب لے کر بیٹھ جاتیں اور فضائلِ رمضان میں سے کچھ نہ کچھ ضرور پڑھ کر سناتیں، پھر اپنے الفاظ میں کسی نہ کسی نیک عمل کی دعوت دیتیں اور ہر دن افشاں میں نمایاں تبدیلی ہوتی نظر آ رہی تھی۔

گھر کے کام کاج کے بھی فضائل سناتیں۔ ہماری مائیں بہنیں کتنی نادان ہیں کہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ بس ہم تو بے کار کے کاموں میں لگے ہیں کہ بس سحری و افطاری ہی بناتے رہیں، بس گھر والوں کی خدمتیں ہی کرتے رہیں، برتن دھوتے رہیں، حالاں کہ ان سب خدمات کا انھیں بے تحاشا اجر ملتا ہے کہ وہ بھی باقی سب کے روزوں اور عبادات کے ثواب میں شریک ہو جاتی ہیں۔ گھر کے کام کاج کو کبھی بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے، جس طرح مرد کے ذمے کمانا ہے، اسی طرح گھر کا انتظام خوش اسلوبی سے چلانا خواتین کی ذمے داری ہے، ہاں! مگر اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے کہ سارا وقت کھانوں کی تیاری میں ہی لگا دیا جائے، بلکہ میانہ روی سے چلا جائے، نہ بہت سادگی کہ دال روٹی سے ہٹ کے کوئی سوغات ہی نہ ہو اور نہ اتنا اسراف کہ رنگ رنگ کے کھانوں سے دستر خوان بھر دیا جائے۔

آج روزہ رکھ کر تھوڑی سی نفس کشی کر لو۔ پھر کل جو تمہارا رب جنت میں تمہاری مہمانی کرے گا: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقۃ: 24)

اپنے ان اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ پیو جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے تھے۔

انھوں نے آیت پڑھ کر دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ دونوں دھیان سے ان کی باتیں سن رہی تھیں، تب وہ مزید بولیں:

"اللہ اپنی رحمت سے جنت میں لے جائے۔۔۔ جب بیٹھے ہوں گے ناجنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے، تب یہ رمضان کے بھوکے پیاسے دن یاد آئیں گے، پھر پتا چلے گا انہی مشقتوں کے پیچھے یہ جنت چھپی تھی۔"

اِعراض

پروفیسر محمد اسلم بیگ

"آپ نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے؟"

"جی ہاں! اچھی طرح سوچ لیا ہے۔"

"لیکن اس میں آپ کا نقصان نہیں ہے؟ آپ 2 لاکھ لے رہے ہیں اپنے بنک میں سینئر بھی ہو چکے ہیں۔ یہاں آپ کو ڈیڑھ لاکھ ملیں گے اور سینئر سے جونیئر بھی ہو جائیں گے۔ یہ خسارے کا سودا نہیں ہے؟"

"اُن 2 لاکھ کے مقابلے میں یہ ڈیڑھ لاکھ کا رزقِ حلال میرے نزدیک منافع کا سودا ہے سر! میں تو دعائیں مانگتا تھا کہ کاش مجھے سود والے بنک کے 2 لاکھ کے بجائے غیر سودی بنک کے ایک لاکھ ہی مل جائیں۔"

"بہت اچھا جذبہ ہے خرم بیٹے! آپ کے خیالات قابلِ قدر ہیں۔ آپ کا تعلیمی کیریئر بھی بہت اچھا ہے اور 4 سال کا بنکنگ کا تجربہ بھی ہے۔ آپ کی خدمات حاصل کرکے ہمیں خوشی ہوگی۔ آپ کو آج ہی تقرر نامہ ای میل کر دیا جائے گا۔ آپ کس وقت ہمیں جوائن کر سکتے ہیں؟"

"بہت شکریہ سر! میں ان شاء اللہ اپنے موجودہ بنک سے فراغت کے فوراً بعد جوائن کرلوں گا۔"

◆◆◆

"تم نے مجھے پہچانا خرم!"

"چہرہ تو شناسا سا لگتا ہے، لیکن نام یاد نہیں آرہا!"

"ہم ایف ایس سی کے کلاس فیلو ہیں۔ ایک ہی کالج اور ایک ہی سیکشن میں پڑھتے رہے۔ میرا نام کاشف ہے۔ اب یاد آیا؟"

"اچھا، کاشف!!! ہاں کاشف، اب یاد آیا۔ تم تو کافی بدل گئے ہو! مشکل سے تمہیں پہچانا۔"

"بھئی تیل نکالنا کوئی آسان کام نہیں۔ محنت کر کرکے حلیہ ہی تبدیل ہو گیا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔ تیل کیسے نکالتے ہو؟ کہاں سے نکالتے ہو؟"

"بھائی، میں آئل کمپنی میں ملازم ہوں۔ آئل کمپنی کا کام تیل نکالنا ہی تو ہوتا ہے۔"

"لیکن کیا تم خود کنویں میں اُتر کر تیل نکالتے ہو؟"

"نہیں بھئی! لیکن دوسروں سے تیل نکلوانے میں اپنا تیل بھی تو نکل جاتا ہے نا!"

"ہاں یہ بات تو ہے۔ خود کام کرنے کے مقابلے میں دوسروں سے کام لینا زیادہ مشکل ہے۔"

"اچھا خرم! تمہیں یاد ہے، کالج میں ہماری پہلی ملاقات کس جگہ ہوئی تھی؟"

"یہ تو یاد نہیں کاشف، لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ ملاقات بہت خوش گوار ماحول میں ہوئی تھی۔"

"خرم بھائی! ہم پہلی مرتبہ مسجد میں ملے تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ آج بارہ سال بعد ہماری ملاقات ایک بار پھر مسجد ہی میں ہو رہی ہے۔"

"اور یقیناً یہ اچانک ملاقات بھی خوش گوار ماحول کے ساتھ حیران کن انداز میں ہو رہی ہے۔ چلو اب گھر چلتے ہیں، تسلی سے بات کریں گے، میرا گھر یہاں قریب ہی ہے۔"

"خرم بھائی! بات یہ ہے کہ اس وقت تو میں جلدی میں ہوں، پھر کسی دن آؤں گا، لیکن آؤں گا ان شاء اللہ ضرور! اور ہاں تم نے تو بتایا ہی نہیں کہ تمہارا کیا شغل ہے؟"

"میں ایک بینک میں ملازم ہوں۔ پہلے سودی بینک میں تھا، لیکن اب الحمد للہ! ایک سال سے ایک اسلامی بنک میں کام کر رہا ہوں۔"

"واہ! پھر تو ہماری بڑے اچھے موقع پر ملاقات ہوئی ہے۔ ہماری آئل کمپنی کا سرمایہ ایک سودی بنک میں ہے۔ میں نے ابھی دو ماہ پہلے یہ آئل کمپنی جوائن کی ہے، تب سے میں اس بات کی کوشش میں تھا کہ اسے کسی اسلامی بنک میں منتقل کیا جائے، تاکہ یہ سود سے پاک ہو جائے۔ ابھی دو دن پہلے ہی مجھے اس کی منظوری مل گئی ہے۔"

"ضرور، کیوں نہیں! بہت اچھا خیال ہے کاشف بھائی! سود سے نجات حاصل کرکے رقم بابرکت ہو جائے گی۔ اصل چیز دولت نہیں ہوتی، برکت ہوتی ہے۔ آپ کتنی رقم جمع کرانا چاہتے ہیں؟"

"40 کروڑ! فی الحال ایک سال کے لیے منظوری ملی ہے۔"

"40 کروڑ۔۔۔! یہ تو بہت بڑی رقم ہے کاشف! ہمارے بنک کے لیے تو یہ بہت بڑا اعزاز ہوگا۔"

"اور میرے لیے دہرا اعزاز ہوگا۔ ایک تو رقم سود سے پاک ہو جائے گی اور دوسرے تمہارے بنک میں ہوگی۔"

◆◆◆

"خرم بیٹے! آپ کا بہت شکریہ آپ نے بنک کو ایک بہت بڑا سرمایہ دلوایا۔ اس سے ہمارے بینک کی ساکھ بہت بہتر ہو جائے گی۔ آپ نے صرف ایک سال کے عرصہ میں اتنا بڑا ٹارگٹ حاصل کر لیا۔ میں آپ کے آفس میں خاص طور پر آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔"

"بہت شکریہ سر! آپ کی نوازش ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ سال گزرنے کے بعد اب مناسب وقت ہے کہ انٹرویو کے وقت آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا جائے۔ آپ کی پروموشن اور اپ گریڈیشن کے کاغذات تیار ہو رہے ہیں۔ بہت جلد آپ اچھی خبر سنیں گے۔"

"بہت مہربانی سر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے، لیکن میں ایک اور بات کی یاددہانی آپ کو کرانا چاہتا ہوں کہ آج رمضان کی پندرہ تاریخ ہو چکی ہے اور ابھی تک اعتکاف کے لیے میری چھٹی کی درخواست منظور نہیں ہوئی!"

"کمال ہے! آپ کی پروموشن کی بات ہو رہی ہے اور آپ کو اس سے کوئی دل چسپی نہیں ہے۔"

"سر! یہ چیزیں تو ہوتی رہیں گی، لیکن رمضان گزرا جارہا ہے اور میں چھٹی کے بارے میں بہت فکرمند ہوں۔"

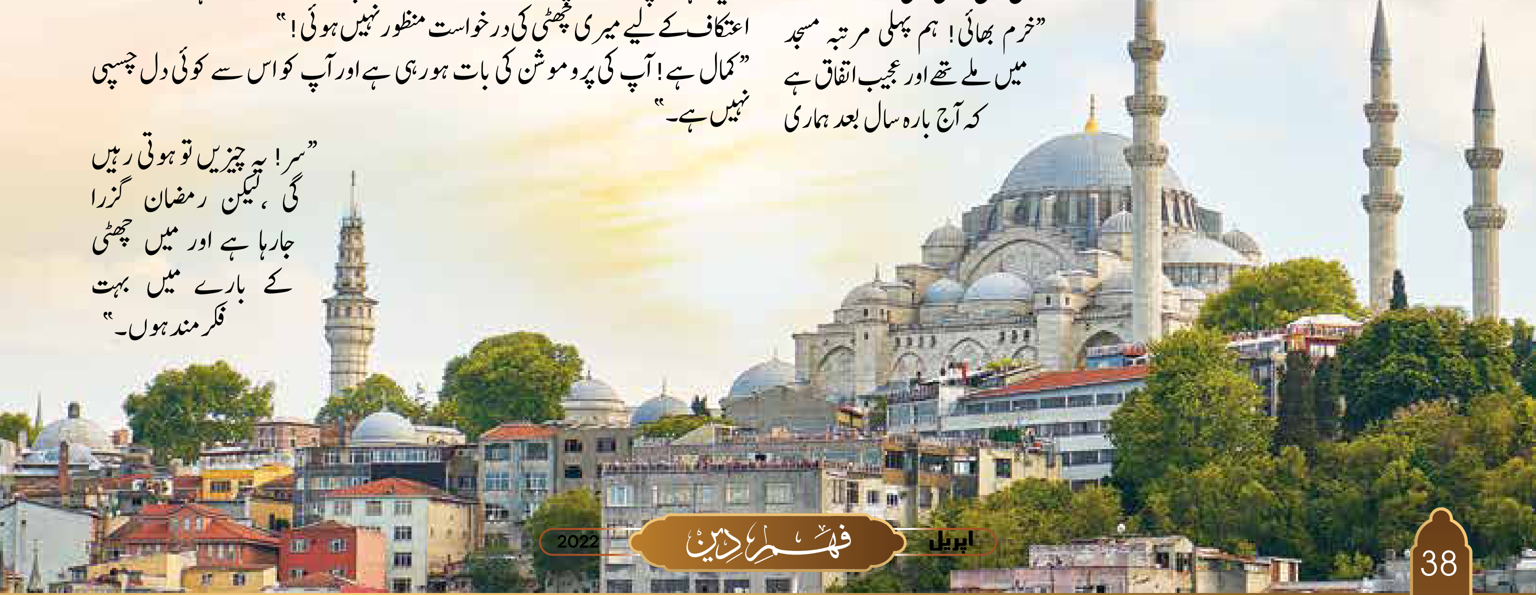

”خرم ! آپ کو پتا ہے یہ ہمارے سال کے آخری دن ہیں۔ ان دنوں چھٹی ویسے ہی بند ہو جاتی ہے۔“

”لیکن سر ! گزارش یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کے بھی آخری قیمتی شب و روز ہیں اور میرے لیے یہ چھٹی بہت ضروری ہے۔“

”دیکھو خرم بیٹے ! آپ کا جذبہ قابلِ قدر ہے، لیکن فرض تو صرف رمضان کا روزہ ہے، آپ روزہ بھی رکھیں، نماز تراویح بھی ادا کریں، لیکن اعتکاف کوئی فرض تو نہیں ہے نا !“

”فرض تو واقعی نہیں ہے سر ! لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ پیارے نبی ﷺ دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے ہر سال آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنا دیں گے، جب کہ ایک خندق کی مسافت زمین و آسمان کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ہزار مہینے سے بہتر لیلۃالقدر بھی اسی آخری عشرے کی طاق راتوں میں آتی ہے، اس طرح ہم حالتِ اعتکاف میں اس مقدّس رات کی فضیلت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔“

”اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مسنون اعتکاف کے بہت سے فضائل ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ سنّتِ موکدہ علی الکفایہ ہی ہے نا کہ کسی ایک کے معتکف ہونے سے سب اہلِ محلّہ کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس سال اگر آپ اکیلے کا ناغہ ہو جائے تو کیا فرق پڑے گا؟“

”سر ! بات یہ ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے مجھے پانچ سال سے مسلسل اعتکاف کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی خاص عنایت کے ذریعے مجھ سے اپنے ساتھی معتکف نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا کام لے رہے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ میرے اعتکاف نہ کرنے سے بہت سے نوجوان اس نعمت سے محروم رہ جائیں گے۔“

”ویسے اپنے معتکف ساتھیوں کو آپ کیا باتیں بتاتے ہیں؟“

”سر ! میں اُنھیں بتاتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی مصروفیات، اپنی تعلیم، اپنا کاروبار، اپنا آرام و آسائش چھوڑ کر یہاں اللہ کے مہمان بنے ہیں تو اپنے میزبان اللہ رب العزت سے زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات حاصل کرکے واپس جائیں۔ باہر سے، گھر سے، دوستوں سے ان چند دنوں کے لیے دل ہٹا کر اور یک سو ہو کر بس اپنے رب سے لو لگالیں اور یہ پُرسکون کیفیت آپ اسی طرح حاصل کر سکتے ہیں کہ آپ بلاضرورت کسی سے بات چیت مت کریں۔ میں اس مقصد کے لیے دو تین اہم جگہوں پر حدیث پاک :

مَنْ صَمَتَ نَجَا (جو چپ رہا وہ نجات پا گیا)

بڑے فونٹ میں لکھ کر آویزاں کر دیتا ہوں۔ اس طرح غیر ضروری گفتگو سے بچنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔“

”سبحان اللہ ! کتنا مختصر، لیکن جامع فرمان ہے۔ آپ ﷺ نے محض تین الفاظ میں امن و امان اور سکون و اطمینان کا ایک فلسفہ بیان کر دیا ہے۔“

”بالکل ایسے ہی ہے سر ! اور اس حدیث کی برکت سے ہماری مسجد میں اعتکاف کا عمل بغیر کسی شور شرابے اور لہو و لعب کے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں انھیں سمجھاتا ہوں کہ فحش یا جھوٹے قصے کہانیوں یا خلافِ اسلام لٹریچر، تصویر والے اخبارات اور رسائل مسجد میں نہ لائیں اور نہ ہی اپنے پاس رکھیں نہ پڑھیں اور نہ کسی سے سنیں، پھر اپنے ساتھ اتنا ہی سامان لائیں جتنی ضرورت ہو۔ زیادہ سامان مسجد میں لانا مناسب نہیں ہے اور اگر لے آئے ہیں تو واپس بھجوا دیں۔ مسجد کی بجلی، گیس اور پانی کا بے جا استعمال نہ کریں۔ اعتکاف کے دوران سگریٹ، نسوار یا حقّہ بالکل نہ پئیں اور یہ بھی نہ سوچیں کہ بس چند دن کی بات ہے، عید رات سے ہی دوبارہ شروع کر دیں گے، بلکہ بتدریج یہ ارادہ پختہ کرتے جائیں کہ ان شاء اللہ ! ان مضرِ صحت فضول خرچیوں کو اب ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں گے۔“

”خرم بیٹے ! مجھے آپ سے بہت اچھی معلومات حاصل ہوئیں۔ اب میں صرف آخری سوال کرنا چاہتا ہوں کہ فرض کیا آپ کو یہ موقع دیا جائے کہ آپ اعتکاف کے لیے چھٹی یا اپنی پروموشن ان دونوں میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کریں تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟“

”سر ! بات یہ ہے کہ ہر مرتبہ اعتکاف کے دوران اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اتنی روحانی، نفسیاتی اور ذہنی ترقی عنایت فرماتے ہیں کہ اس کے سامنے مادی اور مالی ترقی کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی اور میں اس مرتبہ بھی اُسی اصلی اور حقیقی ترقی کو ہی ترجیح دوں گا۔ ہاں ایک بات البتہ بتانے سے رہ گئی جو مجھے اب یاد آئی ہے کہ میں اعتکاف کی پہلی رات ہی اپنے ساتھی معتکفین کو اعتکاف کے تاریخی پس منظر سے ضرور آگاہ کرتا ہوں، جس سے اُن کے دل و دماغ کو ایک نئی قوت، نیا شوق اور نیا جذبہ ملتا ہے۔ منتخب احادیث کی مشہور کتاب ”معارف الحدیث“ کے مصنف مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب کی جلد چہارم میں احادیث کا حوالہ دے کر تحریر فرماتے ہیں کہ پیارے رسول ﷺ کا پہلا اعتکاف دراصل غارِ حرا میں نزولِ قرآن سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا جو کئی کئی مہینوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس اعتکاف کے آخری ایام ہی میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ یہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا اور وہ شبِ قدر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اعتکاف کے لیے رمضان المبارک کے آخری عشرے ہی کا انتخاب کیا گیا۔

جب ہمارے ساتھیوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو وہ اب تک محض گوشہ نشینی اور خلوت نشینی سمجھتے رہے ہیں، وہ دراصل اعتکاف ہی کی بابرکت حال تھی تو اعتکاف میں اُن کے انہماک اور استغراق میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔“

”خرم بیٹا ! آپ کا اعتکاف ایک انفرادی فعل نہیں بلکہ بے حد مفید اجتماعی صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے کوئی وجہ نہیں بنتی کہ اس کے لیے آپ کو چھٹی نہ دی جائے۔ آپ اعتکاف کی تیاری کریں۔ ایک دو دن میں آپ کی چھٹی منظور ہو جائے گی۔“

اگلے روز اُس کی چھٹی منظوری کے احکامات اُسے مل چکے تھے اور اس سے بھی اگلے روز عہدے میں ترقی اور تنخواہ میں اضافہ کی خوش خبری بھی اُسے مل چکی تھی۔ سچ ہے جو دنیا سے اِعراض کرتے ہیں، دُنیا ان کے پیچھے بھاگتی ہے۔

سحری افطاری
کچھ مفید مشورے

فوزیہ خلیل

رمضان المبارک میں روز مرّہ کے معمولات بالکل بدل جاتے ہیں۔ سونے جاگنے کے اوقات تبدیل ہو جاتے ہیں۔ خواتین کا کام کاج بڑھ جاتا ہے۔ کاموں کو وقت کی درست ترتیب سے کرنا ضروری ہے۔ بچیوں کو چاہیے کہ اپنی اماجان اور باجیوں کا ہاتھ بٹائیں۔ یہ کچھ احتیاطی تدابیر ہیں ان کو بھی مدِّ نظر رکھنا چاہیے۔

1 نشاستہ دار غذاؤں کو زیادہ دیر تک نہ بھونیں۔ یہ صحت کے لیے خطرناک ہے، جیسے: آلو کے چپس بنائیں تو بھورے کے بجائے ہلکے پیلے یا سنہرے ہی تلیں اس طرح ڈبل روٹی سینکیں تو کم سینکیں۔ نشاستہ دار غذاؤں کو اگر زیادہ بھونا اور تلا جاتا ہے تو ان میں ایکریلا مائڈ نامی کیمیائی مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو سخت مضر صحت ہے۔
ایکریلا مائڈ مختلف قسم کے کھانوں میں پکانے سے فطری طور پر پیدا ہونے والا مادہ ہے، جیسے: کرسپ بریڈ، اناج، آلو، بسکٹ، کیک وغیرہ یہ مادہ نشاستہ دار کھانوں کو تیز آنچ پر پکانے سے بھی پیدا ہوتا ہے، جیسے: آلو کو تلا جاتا ہے تو اس سے مزید ایکریلا مائڈ پیدا ہوتا ہے، اس کا رنگ جتنا زیادہ گہرا ہوگا اس میں اتنا ہی زیادہ یہ مادہ موجود ہوگا۔ سینکنے یا تلنے کے دوران بریڈ یا آلو میں موجود شکر، امینو ایسڈ اور پانی مل کر رنگ اور ایکریلا مائڈ پیدا کرتے ہیں۔

2 سبزیوں، چنوں یا کابلی چھولوں کو عموماً اُبال کر اُن کا پانی پھینک دیا جاتا ہے۔ یاد رکھیں! اس طرح سبزی اور چنے کے وٹامن ضایع ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو ابالتے وقت چند قطرے ناریل کا تیل ڈال دیا جائے تو وٹامن کافی حد تک ضایع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

3 افطاری کی کچھ ڈشوں میں پنیر کا استعمال کیا جاتا ہے، یہ اچھا ہے۔ پنیر، دودھ اور دہی کا کثرت سے استعمال کریں۔ اُبلے ہوئے آلو کے گولے بنا کر اُن میں پنیر بھر کر تلیں۔ یہ مزے دار بھی ہے اور غذائیت بخش بھی۔ پنیر خواہ تازہ ہو یا ڈبے کا۔ یہ کچھ دن تک خوش ذائقہ لگتے ہیں، پھر خشک اور بے مزہ ہونے سے لگتے ہیں۔ پنیر کو تازہ رکھنے کے لیے ململ کے کپڑے میں تھوڑا سا سرکہ چھڑک کر تھوڑا سا نمک ڈالیں اور پنیر کو لپیٹ دیں۔

4 عموماً لوگ رمضان المبارک سے قبل برتنوں کی خریداری کرتے ہیں۔ توے، فرائنگ پین اور پتیلیاں خریدی جاتی ہیں۔ لوہے کے کڑچھے، توے وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ لوہے کی مشکل یہ ہے کہ کچھ دنوں بعد اس میں زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے، زنگ خطرناک ہے۔ کینسر کا باعث بنتا ہے۔ ایک دوسرے قسم تام چینی کے برتن ہیں۔ یہ لوہے کے بنے ہوتے ہیں، ان پر تام چینی (پورسلین) کی تہ چڑھائی جاتی ہے۔ یہ حرارت کو موزوں طریقے سے جذب کرتے ہیں۔ پکانے کے لیے بہترین ہیں۔ یہ گیس کے چولہوں کے لیے بہتر دھات ہے، مگر خرابی یہ ہے کہ بہت سنبھال کر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ چوٹ یا ٹھیس لگنے سے ان کا روغن اتر جاتا ہے، پھر یہ بدنما دکھائی دیتے ہیں۔
اسٹیل کے برتن بہت اچھے رہتے ہیں۔ ان میں کوئی مضر صحت چیز نہیں ہے، مگر ان میں کھانوں کے جلنے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہ نیچے سے چپکتے ہیں، لہٰذا احتیاط سے استعمال کرنا پڑتا ہے۔
نان اسٹک برتنوں میں کھانے کے چپکنے یا جلنے کا خطرہ نہیں ہوتا، مگر نان اسٹک کی تہ وقت کے ساتھ ساتھ کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ ہماری خوراک کے ساتھ جسم میں جاتی ہے اور سخت نقصان دہ ہے۔
مٹی کے برتن بہت بہتر رہتے ہیں۔ مٹی کی ہانڈیاں، کونڈے وغیرہ صحت بخش ہیں۔ ان میں کھانا گلتا نہیں بلکہ دھیمی آنچ پر پکتا ہے، جیسے: پریشر ککر میں کھانا منٹوں میں گل جاتا ہے۔ مٹی کے برتن احتیاط سے استعمال کریں تو کافی عرصہ برقرار رہتے ہیں۔

5 ایک صحت مند آدمی دن بھر میں 97.5 گرام گوشت کھا سکتا ہے، جب کہ ذیابیطس کے مریض کو لال گوشت منع ہے۔ پائے، کلیجی اور مغز کا استعمال بھی سوچ سمجھ کر کریں۔ پھلوں اور سبزیوں کی طرف توجہ زیادہ دیجیے۔ گوشت پروٹین، چربی، نمکیات اور پانی کا مجموعہ ہے۔ چوں کہ انسانی بدن کے رگ و ریشے بھی پروٹین سے بنے ہوتے ہیں اور دوران حرکات و سکنات یہ پروٹین مادے تحلیل بھی ہوتے ہیں، یوں ہمارے جسم کو پروٹین اجزا کی لازمی ضرورت ہوتی ہے۔ دالوں میں بھی پروٹین پایا جاتا ہے۔
گوشت میں بکرے کا گوشت مفید ہے۔ تازہ خون پیدا کرتا ہے اور جلد ہضم ہوتا ہے۔
گوشت کی یخنی اور پتلا شوربہ زیادہ مفید ہے۔
بھیڑ کا گوشت گاڑھا خون پیدا کرتا ہے۔ کم زور معدے والے افراد کو ہضم نہیں ہوتا۔
اونٹ کا گوشت پٹھوں کو طاقت دیتا ہے۔ بخار کے لیے مفید سمجھا گیا ہے، مگر یہ بھی دیر ہضم ہے، اس کا ذائقہ نمکین اور مزاج کے لحاظ سے گرم خشک ہے۔ خراب خون پیدا کرتا ہے۔
گائے کا گوشت گرم خشک ہے۔ امراض قلب، ہائی کولیسٹرول، ذیابیطس، یورک ایسڈ کے لیے نقصان دہ ہے، فاسد مادے کثیر تعداد میں پیدا کرتا ہے۔ کم عمر اور جوان بچھڑے کا گوشت کم مضر ہوتا ہے۔
مختلف گوشت کے ساتھ سبزی خاص کر شلجم، مولی، پالک، کدو، گھیا، ٹنڈے، کریلے، لوکی شامل کرکے پکا سکتے ہیں۔ (کدو کھانا سنت رسول ہے)

6 ہر قسم کے سوفٹ ڈرنکس سے پرہیز کریں۔ زیادہ ٹھنڈا پانی اور برف کی اشیا سے پرہیز کریں۔ بلند فشار کے مریض پکوان میں نمک کم رکھیں۔ ایک کپ لیمن جوس یا گرین ٹی انسانی جسم میں میٹابولزم کی شرح بڑھاتا ہے۔

7 تیل، چکنی چیزیں اور کثرت سے بین کا استعمال ہاضمہ خراب کر سکتا ہے۔ معمولی باتوں کے لیے ڈاکٹر کے پاس نہ جائیں۔ بدہضمی کے لیے ایک چٹکی کالا نمک، ادرک کا رس آدھا چمچہ اور لیموں کا رس لیں۔ ملا کر سحری و افطاری میں استعمال کریں۔ دہی میں بھنا ہوا زیرہ ڈالیں۔ پسی سیاہ مرچ بھی ملا لیں۔ صبح سحری میں جاگیں تو خالی پیٹ ادرک کا رس آدھا چمچہ شہد کے ساتھ چاٹ لیں۔ یہ بھی بدہضمی کے لیے بہترین ہے۔
اور سب سے بڑھ کر سحری تیار کرنے سے پہلے دو یا چار رکعت (جتنا موقع ملے) نماز تہجد ضرور پڑھ لیں۔ اپنی اور سب کی ایمان، عافیت اور صحت کی دعا ضرور کیجیے۔ اسی طرح افطاری کا کام جلدی سمیٹ لینا چاہیے اور روزہ افطار کرنے سے پہلے پوری توجہ کے ساتھ اللہ سے خوب مانگنا چاہیے۔ قبولیت کی ان گھڑیوں کو کھانے پینے کی نذر کر دینا کوئی دانش مندی نہیں۔

AJ
ARABIAN
JEWELLERS
A DREAM COME TRUE
SINCE 1978
CRAFTING
ROYAL PIECES
/Arabianjewellers
021 3567 5525
+923212775525
www.arabianjeweller.com

آزادی کی تصویر

عشوارانا

ایسی بھگدڑ مچی کہ ہر طرف بس شور ہی شور سنائی دیا۔ "بھاگو، بھاگو!" اسے کسی کا دھکّا لگا اور وہ لڑکھڑا گئی۔ اس نے اپنے پیچھے دیکھا۔۔۔ بہت دور تک بس دھول ہی دھول نظر آئی اور پھر آگ۔۔۔ اس کے بعد وہ بھاگتی رہی، نامعلوم کب تک۔۔۔ اس کے قدم اور کان۔۔۔ دھول کی لپیٹ میں تھے، یہاں تک کہ ایک کھائی کے کنارے اس کا پاؤں اٹکا، اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی وہ گر پڑی۔

◆◆◆

صبح صادق کا وقت تھا۔ کرشن بھگوان کے گن گاتی اماں کھیتوں سے چلی آ رہی تھی کہ پرانی نہر جو اب سوکھ کے کھائی کی شکل اختیار کر گئی تھی، وہاں اک سرمئی سے رنگ کا دوپٹا کنارے پہ دکھائی دیا، دور کی نظر دھندلا ہی دکھاتی تھی سو وہ قریب چلی آئی۔ قریب آ کے دیکھا تو اک لڑکی اوندھے منہ گری پڑی ہے، اسے اٹھانے کی سکت نہ تھی اور چھوڑ جانے کا خطرہ تھا، اماں نے اپنی چادر نکال کر اس پہ ڈالی اور پر کچھ گھاس اکٹھی کرکے پھینکی کہ پتا نہ چلے اور واپسی کی راہ لی۔

"چندرا بھی گھر ہی ہوگا، اے بھگوان! دکان پہ نہ گیا ہو۔"

وہ ہانپتی کانپتی گھر کی سمت دوڑے جا رہی تھی۔

◆◆◆

اس کی آنکھ کھلی تو درد کی لہر اسے اپنی رگ رگ میں محسوس ہوئی۔ اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کیں، بھاگو بھاگو کا شور اسے سنائی دینے لگا۔

"اماں، بھائی!" اس نے اپنی آواز نکالنی چاہی، مگر اس سے پہلے ہی آنکھیں بند ہو گئیں۔

◆◆◆

"چندر، مسلمانوں کی بچی لگتی ہے۔ بھگوان جانے کس قافلے سے بچھڑی ہے۔ اس کی ٹانگ پہ چوٹ گہری ہے، مگر آرام آ جائے گا۔ گاؤں میں کسی کو بھنک نہ پڑنے دینا، ہوش آ جائے تو کچھ کرتے ہیں۔"

چندر نے سر ہلایا اور روٹی کھانے لگا۔ وہ جانتا تھا اب اماں اسے کہیں جانے نہیں دے گی۔

◆◆◆

اب کی بار اس کی آنکھ کھلی تو درد پہلے سے کہیں کم تھا۔ اس نے اٹھنا چاہا کہ دروازے میں ایک لڑکا دکھائی دیا۔ وہ ڈر گئی، مگر وہ لڑکا وہیں سے واپس ہو لیا اور ساتھ ہی آواز سنائی دی کہ "اماں ... کُڑی جاگ گئی ہے۔"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک بوڑھی عورت ہانپتی کانپتی سی اندر داخل ہوئی۔ آتے ہی اس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور ٹانگ سیدھی کرکے زخم دیکھنے لگی۔

"اب ٹھیک ہے، بھگوان کی کرپا ہے جو تجھ پہ میری نظر پڑ گئی، پرانی نہر میں پڑی ملی تھی تم، میں یہاں لے آئی، تین دن گزر چکے ہیں، تم منہ ہاتھ دھو کے باہر آ جاؤ۔"

"مجھے جانا ہے، میرے ابا، بھائی۔" وہ اٹھنا چاہتی تھی، مگر اتنا ہی کہہ سکی کہ بوڑھی عورت اس کی بات کاٹتے بولی: "سب بھول جاؤ، کوئی تیرا پتا کرنے آیا تو تجھے بھیج دوں گی، ورنہ باہر صرف موت ہے۔ اب سے تیرا نام شکنتلا ہے، سب کو یہی بتانا کہ میں تیری ماسی ہوں، باقی سب سنبھال لوں گی، چل اٹھ منہ ہاتھ دھو لے بچی، کھانا دیتی ہوں۔"

اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر وہ اٹھ کے چل دیں اور سب لفظ کہیں گم ہو گئے، سب پیچھے رہ گیا تھا، بہت پیچھے۔۔۔

◆◆◆

صبح سے شام تک وہ دروازے کو تکتی رہتی، گم صم۔۔۔ اس کا بھائی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا جب ان پہ حملہ ہوا، اس نے تب بھی ہاتھ تھامے رکھا جب بھگدڑ مچی، یہاں تک کہ کسی کا زوردار دھکّا لگنے پہ اس کا ہاتھ چھوٹ گیا اور بس شور تھا، دھول تھی اور باقی سب گم ہو گیا۔

◆◆◆

"میری کوئی دھی رانی نہیں ہے۔ دو بیٹے ہیں، اس حویلی کی مالک ہوں۔ بیٹے دکان چلاتے ہیں، نہ تیرے آگے پیچھے کوئی ہے اور نہ میرے پاس کوئی، تو میری بیٹی بن کے یہاں رہ لے، مجھے بہت سوہنی لگتی ہے۔"

اس دن وہ چکی پہ آٹا پسواتی اماں کے پاس بیٹھی تھی، جب وہ اچانک اس سے کہنے لگیں: زیتون سوچ میں پڑ گئی، وہ یہاں سے نکل کے جاتی بھی کہاں۔۔۔ ہر جگہ بس خون خرابے کی خبریں تھیں، سو اس نے چپ چاپ وہی مانا جو اسے کہا گیا۔

سال گزرے، ایک، دو تین، چار۔۔۔ کہ اماں بیمار پڑ گئیں، سارا کام اس کے ذمے لگا دیتیں اور اسے بتاتی رہتیں، وہ ان کی خدمت کرتی، کھانا بنانے سے لے کے سارے کاموں تک، جب ایک دن اماں نے اس کا ہاتھ تھامتے اس سے کہا کہ وہ اس کی شادی اپنے بیٹے سے کرنا چاہتی ہے۔

وہ کیا بولتی۔۔۔اس کا نہ کوئی ٹھکانا تھا اور نہ ہی آسرا، لیکن جب اس کی شادی سات پھیرے لیتے چندر سے ہوئی تو وہ پھوٹ پھوٹ کے روئی، اماں بھی اس کے ساتھ روئی تھی، مگر اب یہ رونا عمر بھر کا تھا۔

◆◆◆

دن اپنی رفتار سے گزرتے ہیں، کبھی کبھی ریڈیو پہ چلنے والی خبروں پہ اس کا دل چاہتا کہ ابھی اعلان ہو کہ "زیتون بی بی کے لیے فرمان کا پیغام آیا ہے۔"

مگر اندھیری راتوں کی طرح۔۔۔ دن بھر بھی سیاہی کی نذر ہو جاتے۔۔۔

زندگی میں پہلی بار وہ اپنی مٹی تب بھولی جب اس کا بیٹا ہوا۔

اس نے اس کا نام سلامت رکھا تھا۔ چندر ایک اچھا آدمی تھا، وہ سمجھتا تھا، بٹوارے کی قسمت بھی اور اس کا اثر بھی۔۔۔ زیتون کو اس نے نہیں روکا، ہاں! مگر سمجھا دیا تھا کہ باہر اس کا نام کرشن ہی ہوگا۔ تو گھر میں سلامت بلا لیا کرنا۔

رات کے اندھیرے میں اپنے بیٹے کے کان میں اذان دیتے، اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔

دوسرے بیٹے کا نام اس نے فرمان رکھا تھا، تب آنسوؤں سے اس کے بیٹے کا چہرہ بھی تر ہو گیا تھا۔

دس سال گزرنے کو تھے اور کوئی راستہ اس کی مٹی تک نہیں جا رہا تھا، تبھی اسے پتا چلا کہ گاؤں میں اس کے وطن سے کچھ لوگ آئے ہیں اور سبھی ہندوؤں نے اپنی بیویوں کو باہر نکلنے سے منع کر دیا۔

اس نے کچھ زیور اور سامان اٹھایا اور لڑکیوں کو خبر دینے پہ آمادہ کیا۔ سال چھ مہینے میں آنے والی کسی بھی خبر میں اس کے بھائی یا گاؤں کے کسی رشتے دار کا پتا نہ تھا۔

جب وہ بالکل ناامید ہو کے رو دی، تبھی خدا نے اس کی سن لی، ساتھ والوں کی سندری بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی اور خبر بتانے سے پہلے اس کے خوب صورت کنگن کی مانگ کی، اس نے دونوں اتار دیے۔

وہ اسے اس کے گاؤں کے آدمی کا پتا بتانے آئی تھی جو اپنی کسی بہن کو ڈھونڈتے یہاں آیا تھا۔

"فرمان۔۔۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور ننگے پاؤں چادر اوڑھے وہ کھیتوں سے چلتی گئی، اسے کسی چیز کا ہوش نہ تھا، جب وہاں پہنچی تو آنکھوں میں آنسو ٹھہرے ہی رہ گئے، وہ اس کا بھائی نہ تھا۔۔۔ مگر تھا تو اس کی مٹی کا شخص۔۔۔ اس نے روتے ہوئے اپنے بھائی کا پوچھا تو وہ بتانے لگا کہ وہ سب زندہ سلامت ہیں اور لاپتا افراد کے محکمے سے ہر کچھ روز بعد تیری خبر پتا کرنے جاتا ہے۔

"میں آنا چاہتی ہوں۔۔۔ بھائی کو کہنا مجھے لے جائے۔"

اس نے بس اتنا ہی کہا کہ آنسو رواں ہو گئے، وہ اس سے وعدہ کر کے گیا کہ وہ اس کا پیغام دے دے گا۔

اس دن کے بعد انتظار کی گھڑیاں جیسے طول پکڑ گئیں۔ دن نہ رات میں بدلنے کو آتی اور نہ رات سے دن۔۔۔

اُمید جانے کس کس کونے سے اس کا ہاتھ تھامتی اور پھر کوئی خوف ہاتھ چھڑا کے بھاگ جاتا، اس نے چندر کو نہیں بتایا تھا، وہ جتنا بھی اچھا تھا، مگر اپنے بچوں کی ماں کو کبھی جانے نہ دیتا۔

ڈیڑھ سال گزر گیا، ڈیڑھ سال سمجھتے ہیں؟

ایک دن جب وہ معمول کے مطابق روٹی بنا رہی تھی، اچانک دروازہ زور سے کھلا اور سفید بالوں والا ایک شخص فوجیوں سمیت اندر داخل ہوا۔

وہ اٹھی اور قریب جاکے دیکھا اور پھر وہیں ساکت ہو گئی، وہ فرمان تھا،

اس کے کندھے سے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی، فرمان کی ڈاڑھی بھی آنسوؤں میں بھیگ گئی۔

"مجھے ساتھ لے چل۔۔۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔" وہ بس یہی کہہ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" تبھی چندر کی آواز سنائی دی۔ فوج دیکھ کے وہ سمجھ گیا تھا، اس نے جلدی سے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔

"دیکھ صاحب۔۔۔ مجھے بس اپنے ملک واپس جانا ہے۔ دیکھ نا میں نے کتنے سال گزار دیے، جیسا کہا، جب جو کہا، سب کیا۔ اب تجھے تیرے بھگوان کا واسطہ مجھے جانے دے۔"

وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ وہ دونوں ہاتھ سے سر تھامے چارپائی پہ بیٹھ گیا، کچھ دیر صحن میں خاموشی چھائی رہی، یوں جیسے پتا بھی سرکنے سے گریزاں ہو۔

"تو اسے نہیں جانے دے گا تو بھی میں لے جاؤں گا، دیکھ میں اپنے ساتھ سپاہی لایا ہوں، دونوں ملکوں میں اپنے اپنے لاپتا افراد کے لیے معاہدہ ہوا ہے، اس لیے اچھا ہے کہ تو بنا کسی خرابے کے جانے دے۔"

چندر نے خالی نظروں سے اسے دیکھا، وہ بے بسی سے رو دی۔

اس نے سر ہلایا اور کہا: "میں اپنے بیٹے تجھے نہیں دوں گا۔" "اور کتنی قربانی۔۔؟"

زیتون نے سوچا اور فرمان اور سلامت کے ماتھے پہ پیار کیا جو سہمے سے سب دیکھ رہے تھے۔ سلامت اس سے لپٹ گیا، اس نے پھر بے بسی سے چندر کو دیکھا جیسے منت کی ہو۔

"تو بچوں کو چھوڑ دے، سب وہاں کہیں گے کہ ہندوؤں کی اولاد ہے، تجھے رکھنے نہیں دیں گے۔" فرمان نے اسے حقیقت بتائی تھی۔

چندر نے اسے زیور اور سامان لے جانے کی اجازت دی، جس میں سے تھوڑا سا اس نے ساتھ رکھا اور گدھا گاڑی پہ سوار ہو گئی۔

پتا نہیں کتنے دنوں کا سفر تھا، اس سفر میں بس محبت تھی، قربانی تھی، نقصان تھا اور بس۔۔۔ لیکن ہر صورت اپنی مٹی کی خوش بو پانی تھی۔

یہ وہ خوش بو تھی، جس نے اپنی مہک کے لیے خون مانگا تھا، لاکھوں لوگوں کا خون۔۔۔ جانے کتنے شہید ہوئے، کتنے لاپتا، کہاں کہاں کی بیٹیاں کس کس مذہب کی باسی کہلائیں۔۔۔ کچھ مل گئیں، کچھ آس لیے مر گئیں۔

جب پندرہ سال بعد وہ پاکستان اپنے گھر پہنچی تو فقط آنسو تھے۔ روح پہ زخم کے نشان تھے، اس نے کلمہ پڑھا۔

اماں زیتون نے اپنی زندگی کی اسّی بہاریں دیکھیں، وہ اکثر اپنے قصّے سنایا کرتی تھیں۔ اپنے زخم دکھایا کرتی تھیں۔ ان کے بھائی نے ان کی شادی اپنے ایک رشتے دار عبداللہ سے کر دی تھی۔ ان کے بہت سے پوتے پوتیاں ان کے قصّے سنتے۔۔۔ اور کہانی سمجھ کے سو جاتے۔

رات کے اندھیروں میں انھیں اب بھی سلامت اور فرمان کی یاد آتی، مگر یہ یادیں انیس سو سینتالیس کی دہائی کے ہر گھر کی دیواروں سے جھلکتی تھیں۔ گزرتے سالوں میں ان دیواروں پہ رنگ گرائے گئے، مگر کوئی بھی اس لال رنگ کو نہ بھلا سکا، جواب کی نسل کے لیے محض کھلتا رنگ تھا۔ وہ سب جانتے تھے، اس کھلتے رنگ میں انھوں نے کتنی روحوں کا خون شامل کیا ہے۔

ہم ہر سال 14 اگست کو بہت دھوم دھام سے جشن آزادی مناتے ہیں کبھی دو گھڑی یہ بھی سوچا ہے کہ اللہ نے اس پاک وطن کی آزادی رمضان المبارک کی 27 ویں شب کو عطا کی ہے۔ قدر والی رات اس ملک کا آزاد ہونا ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ اس آزادی کی قدر کریں اور یہ بھی احساس دلاتا ہے کہ یہ ملک کلمہ لاالہ الااللہ پر بنا ہے تو ہم نے ہی اس کلمے کی لاج رکھنی ہے خود بھی ہمیشہ یاد رکھنا اور کوشاں رہنا ہے اور اقتدار کے ایوانوں میں بسنے والوں کو بھی یہ احساس دلانا ہے کہ شہدا کے خون سے بے وفائی نہ ہو، قربانی دینے والوں کو سلامی دینے اور داد و تحسین کی اس سے بڑھ کر کیا شکل ہو گی کہ ہم پاک وطن کو واقعی پاک بنائیں ہر برائی، ہر گمراہی سے اور ہر سال رمضان کی 27 ویں شب کو یہ عہد تازہ کیا کریں، اصل جشن آزادی تو یہی ہے۔

دمِ غافل!

مہوش کرن

با ادب با ملاحظہ ہوشیار، بابِ ریّان میں داخلے کا موقع ملنے والا ہے۔۔۔

الحمدللہ! ایک بار پھر ہم رمضان کے مہینے میں داخل ہونے جا رہے ہیں، اس لیے اب یہ رونا بند کر دیں کہ کام بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اتنے سالوں میں بھی آپ سب کو عادت نہیں ہوئی، اگر نہیں ہوئی تو ذرا سوچیں اپنے ارد گردان عورتوں کے بارے میں جو ہمیشہ سے بغیر کسی مدد کے گھر کے سارے کام کرتی آرہی ہیں۔ اگر تو وہ بھی ایسے ہی شور مچاتی تھیں تو ان کی غلطی ہے، لیکن اگر وہ صبر سے رہتی تھیں تو آپ نے ان سے کیا سیکھا؟

کوئی بات نہیں اب سیکھ لیجیے، نیک کام میں دیر کیسی۔ ساتھ ہی انھیں فون کر کے سراہیں اور اگر ان کے مرد آپ کے کسی طرح رشتہ دار ہیں تو انھیں بھی احساس دلائیے کہ ان کے گھر کی عورتیں واقعی روزانہ کی بنیاد پر بڑا کام کرتی ہیں۔

پتا ہے کسی بھی بیوی یا ماں کو گھر کے کام برے نہیں لگتے، بس اگر اسے گھر کی ملکہ سے ہٹا کر نوکرانی کا درجہ دے دیا جائے تو اسے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تو آیئے! اسے اس تکلیف سے بچائیں۔ تو کیا ہوا اگر ہم خود بھی عورت ہیں، مرہم تو کوئی بھی رکھ سکتا ہے نا تو آئیں مرہم رکھنے میں پہل کریں، کیوں کہ یہ مہینہ ہے صلہ رحمی اور باہمی ہمدردی کا۔

رمضان کی تیاریوں کے سلسلے میں بہت عجیب میسج نظر سے گزرے کہ رمضان کے کام پہلے سے کر کے رکھنے میں اگر چٹنیاں بنانا یا دال پیسنا مناسب لگتا ہے تو چاول تک بھگو کر، پانی چھان کر پلاسٹک میں رکھ دیں، یعنی کہ اتنا سا بھی کام عورت کے لیے روزے میں کرنا مشکل ہو گیا ہے؟ جبکہ ہماری ماؤں نے تو کتنا کتنا کام کیا ہے اور ماتھے پر ایک بل نہیں رکھا۔ شاید آج کی عورت یہ بھول گئی ہے کہ روزے میں گھر والوں کی خدمت کرنا کس قدر باعثِ سعادت ہے اور پھر تھک کر اپنی نیندیں قربان کر کے اللہ کی عبادت کرنا بھی کم باعثِ اجر نہیں ہوگا، ان شاء اللہ!!

تو آئیں! روزانہ اپنا تزکیہ کریں، اللہ سے تجدیدِ وفا کریں کیوں کہ یہ مہینہ ہے تقویٰ حاصل کرنے کا، اپنے دل میں تقویٰ کا بیج بونے کا، متقی بننے کا۔

یہی کام ہمارے لیے صدقہ بن سکتے ہیں اور بچوں کو بھی صدقہ و خیرات سکھائیں تاکہ ان کا کیا ہوا صدقہ آپ کے لیے صدقۂ جاریہ بن جائے اور اس طرح اس بابرکت مہینے میں ان گنت صدقہ ہو جائے گا۔

اگر کام پہلے سے کر بھی لیے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عبادت کرنے کے لیے یہ کام پہلے سے کر کے رکھے اور پھر فرصت میں پورا مہینہ سو سو کر گزار دیا۔ عبادات میں تو مشغول رہنا ہی ہے۔ فجر سے اشراق، قرآن کے مطالب کا ترجمہ و تفسیر، عشاء سے تہجد، سحر میں استغفار، افطار میں دعائیں، ہر لمحہ ذکر ہی ذکر اس لیے کہ یہ تو ہے ہی ذکر کا مہینہ، گناہوں پر شرمسار ہونا، توبہ و معافی مانگتے رہنا۔ خاص کر آخری عشرے کو بہت اہمیت دینا، بے پرواہی میں روزے نہ گزار دینا بلکہ مستقل اللہ کی موجودگی کا احساس ہر ہر عمل کی ادائیگی کے وقت ذہن میں زندہ رکھنا ہے۔

یہ کیا کہ رمضان آئے تو گھر کی صفائی کریں، اگر ہر وقت ضرورت کے مطابق صفائی رکھی جائے تو آخری وقت میں مشکل نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر دل و دماغ بھی ہر وقت صاف ستھرا رکھا جائے تو بھلا روزوں میں اضافی کام کیوں ہو؟ کیا ہم بھول جاتے ہیں کہ روزے کی حالت میں تو صرف حلال کاموں سے اجتناب کرنا ہوتا ہے کیوں کہ حرام کاموں سے تو روزے کے علاوہ بھی ہر وقت بچنے کا حکم ہے۔ کیا عام دنوں میں لغو باتیں، بے حیائی، لڑائی جھگڑے جائز ہو جاتے ہیں؟ نہیں نا۔

رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ یہ درس ہے کہ باقی پورا سال اسی طرح زندگی گزارنا ہے۔ ان گناہوں اور فسق کا لاک ڈاؤن ختم کرنے کے لیے کوئی حتمی تاریخ نہیں سوائے اس کے کہ بندۂ مومن جنت میں پہنچ جائے اور ہر قید سے آزادی مل جائے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے مطابق تو یہ زندگی مومن کے لیے ہے ہی قید خانہ، پھر بھلا مشقت اور لاک ڈاؤن سے کیسا گھبرانا؟ کیوں کہ مومن جتنا زیادہ صبر کرتا ہے، اتنا ہی اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔ تو پھر یہ گھاٹے کا سودا تو ہرگز نہ ہوا نا؟

تو چلیں کمر کَس لیں کیوں کہ انسان کے ایمان کی خوب صورتی یہ ہے کہ وہ بے کار چیزوں کو چھوڑ دے اور عقل مند وہ ہی ہے جو اپنی موت کی تیاری اپنی زندگی میں کر لے، کیوں کہ وہ شخص برباد ہو گیا جس کا آج اس کے گزرے ہوئے کل سے بہتر نہ ہو۔ (مفہومِ حدیث)

لہٰذا اب کی بار ماہِ رمضان میں یہ عہد کر لیں کہ اس مہینے کے بعد بھی شاہراہِ زندگی پر اپنے لمحات کی حفاظت کرتے ہوئے زندگی گزاریں گے، کیوں کہ وقت بہت کم ہے اور کام بہت پڑا ہے۔ یاد رکھیں۔۔۔ جو دَم غافل، وہ دَم کافر۔

BAITUSSALAM PUBLICATIONS

Available on the App Store

GET IT ON Google Play

بیت السلام پبلیکیشن
کے تمام میگزین
ایک کلک کے فاصلے پر

ماہنامہ فہم دین (اردو)
سہ ماہی مجلۃ السلام (عربی)
سہ ماہی انٹیلکٹ (انگلش)
ماہانہ ریڈینس (انگریزی)
نیوز بلیٹن (اردو، انگریزی)

پلے اسٹور سے BAITUSSLAM
ایپ ڈاؤن لوڈ کیجیے اور ملاحظہ کیجیے

BAITUSSALAM

اس کے علاوہ اس ایپ میں آپ پائیں گے

- تلاوت کے لیے قرآن کریم کا نسخہ • نماز کے اوقات • قبلہ نما (دوران سفر سمت قبلہ جاننے کی سہولت)
- شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے اصلاحی بیانات
- حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ کے تمام بیانات اور خطبات • اصلاحی مواعظ کے کتابچے
- اندرون و بیرون ملک بیت السلام کی تعلیمی اور رفاہی خدمات کی تفصیلات
- بیت السلام کی تعلیمی اور رفاہی خدمت میں شامل ہونے کی رہ نمائی
- اجتماعی قربانی میں حصہ لینے سمیت زکوۃ، صدقات اور عطیات کی رقوم آن لائن بھیجنے کی رہ نمائی اور بھی بہت کچھ

BaitussalamWelfareTrust baitussalamwelfaretrust Baitussalam
baitussalam_org 923162881088 Baitussalam_Org

نورالنساء

ندا اختر

وہ حسن کی ملکہ بھوری اور بڑی آنکھوں والی راجکماری تھیں۔ چمک دار پیشانی پر نماز کا خوب صورت محراب سجائے تقوے کے حسین لباس میں ملبوس حیا کی جلباب سجائے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ پر ہمیشہ کاربند اپنی ناموس کی حفاظت کرنے والی اسلام کی شہزادی تھیں۔ بلند حوصلے، سخاوت، شجاعت، محبت، الفت، جرات اور وقار کی رفیقہ تھیں۔ کنواری اور حسن وجمال میں اپنی مثال آپ ہونے کے باوجود ایک ایسے شخص سے نکاح کو ترجیح دی جس کے پہلی بیوی سے 5 بچے تھے۔

صرف اس لیے کہ میری زندگی بِن ماں کے بچوں کے کام آ جائے، اسے سعادت سمجھتے ہوئے جن کی خاطر اپنے احساسات، جذبات، خواہشات سب قربان کیے، جس نے خود اپنے ولیمے کی صبح بازار جاکر بچوں کے لیے کپڑے خریدے اور ان کے جسم کو ممتا کے لباس سے مزیّن کر دیا۔

یہاں تک کہ سارا خاندان ان بن ماں کے بچوں پر رشک کرتے ہوئے، اس عورت پر حیرت زدہ تھا جو ایک دن کی دلہن تھی، مگر اپنے دل میں وہ ان بچوں کے لیے جگہ بنا چکی تھی، انہی کے لیے، ہاں! انہی کے خاطر تو وہ آئی تھی، جن کو وہ زمانے بھر کی محبت سے بے نیاز کر دینا چاہتی تھی، کچھ اس طرح اور اتنی محبت دینا چاہتی تھی---

◆◆◆

خدمتِ خلق میں سب سے آگے آگے رہتی، ایک ایسی ملکہ جس نے اپنی زندگانی کی تمام تر آسائشیں یہاں تک شوہر کی محبت کے آگے ان بچوں کو ترجیح دی، جبکہ اس کے سامنے وہ سب کچھ تھا جو آنکھیں کبھی خوابوں میں بھی دیکھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتی تھیں، مگر اس نے اپنے خلوص سے یہ ثابت کر دیکھایا کہ اللہ کے لیے کیا کچھ نہیں کیا جا سکتا اور چاہے کتنی ہی مشقت کا سامنا ہو، وہ یہ رسم سوتیلے پن کی ختم کرکے رہے گی، کیوں کہ انسان کی قیمت اللہ کے یہاں اس کے عمل سے ہے جو اُس نے خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو۔ نورالنساء--- وہ نور لیے ہوئی تھیں عورتوں میں ایک حسین عمل کا۔ خدمتِ خلق کا اللہ کے لیے جینے اور قربانیاں دینے کا۔ اذان کی ایک آواز پر لبیک کہنا--- ذمے داریوں اور گھر بھر کے کام اسے اللہ سے غافل نہ ہونے دیتے۔

بچوں کی روتی ہوئی آوازیں قرآن کے لہجے سے خاموش ہو جایا کرتیں۔ آواز جیسے صراحی سے نکلنے والا پانی شیریں جیسے شہد کی ندیاں، رعب اور اس پر وقار کی چمک دمک سے سارا آنگن مہکتا۔

نماز سے محبت، قرآن سے عشق زندگی تھا---

فرمایا کرتیں وقت پر پڑھی ہوئی نماز اللہ کے حکم کی تعمیل ہے، جبکہ تاخیر سے پڑھی جانے والی اپنی مرضی کی نماز ہے۔

فرماتیں: فجر میں جلد اُٹھ جایا کرو، دیر سے آنے والوں کو پیچھے جگہ ملتی ہے۔

فرماتیں: قرآن ہی زندگی ہے۔ میری بیٹی ہمیشہ قرآن سے جڑی رہنا۔۔ سحری میں امی کی تلاوت سے آنکھ کھلتی تو تہجد کی حلاوت سے غفلت دور ہو جاتی۔ امی کی تلاوت سے یوں لگتا جیسے ایک نئے جہاں کا آغاز ہوا ہے۔ نرم گرم پراٹھے اور روزے کے بعد دیر تک مناجات۔

◆◆◆

امی کی فجر کی دعا بہت طویل ہوتی، اندھیرے سے شروع ہوتیں یہاں تک کہ روشنی ہو جاتی۔ سخت سردی کے موسم میں امی کو دعا کے وقت ہوش نہ رہتا کہ دروازے کے قریب جائے نماز کی طرف ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے۔ میں امی کی کمر پر چادر ڈال دیتی، آنسو پے در پے موتیوں کی طرح ڈھلکتے اور گڑگڑانے سے چادر کئی بار گر جاتی، دعا کا وہ منظر جو اپنے اندر خشوع وخضوع کے ترانے لیے ہوئے تھا، میری نگاہوں میں عکس مجسم بن کر ٹھہرا ہوا ہے۔ امی کی اللہ سے آہ وزاری میں مجھے پچھلے کسی خیر القرون کی جھلکیاں دکھائی دیتیں اور آنسو میں بہنے والا رنگ کسی خواہش کا نہ ہوتا بلکہ یوں معلوم ہوتا کہ جنت کا شوق اور اللہ سے ملاقات کے جذبے نکھر رہے ہیں---

وہ بڑی آنکھوں والی حور الفتوں کی تقسیم میں لگی رہی، بالآخر زندگی اور موت کے جھگڑوں میں موت سبقت لے گئی اور میں کھڑی دیکھتی رہی فرشتوں کا جدال کرنا--- مگر میری کسی نے نہ سنی، وہ گروہ اس حسن کی ملکہ، دین کی شہزادی کو سر کا تاج بنائے اپنے ساتھ لے گیا اور میں دیکھتی رہ گئی---

نگاہوں پر ہاتھ رکھا اور بال سمیٹے--- چہرے پر اطمینان کی لہریں تھیں اور خاموشی سے مجھے چھوڑ کر چلی گئیں--- لگا جیسے اللہ کے حضور کہہ رہی ہوں کہ---

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے پاس رہنے دو
نہ جانے زندگی کی کس گلی میں شام ہو جائے

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔

یہ وہ آخری کلام تھا امی کا جو قرآن میں سے پڑھا تھا۔

پھر آوازیں تھیں کچھ دھیمی سی صدائیں----

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا

میں کبھی انھیں بھول نہ پاؤں گی جو مجھے دنیا سے نکال کے آخرت کی تیاری میں لگا تیں جو مجھے پل پل اللہ سے ملاقات کا وقت یاد دلاتیں، جن کے آگے اولین ترجیح بس وہ نہ ختم ہونے والا جہان تھا۔

اللہ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے جیسا کہ وہ اپنے مخلصین مقرّبین بندوں کے ساتھ فرماتا ہے۔ آمین ثم آمین!

مرحبا رمضان

ام محمد عبداللہ

وردہ آج صبح سے گھر کی صفائی باقاعدہ مہم بنا کر کر رہی تھی۔ بس ایک ہی دُھن سر پر سوار تھی کہ رمضان سے پہلے گھر اچھی طرح سے صاف ستھرا کر لیا جائے۔ ساری الماریاں اور اسٹور وغیرہ سلیقے طریقے سے ترتیب میں آ جائیں، تاکہ عبادات میں یک سوئی رہے۔ اس وقت بھی وہ کپڑوں کی الماری میں سر دیے، اپنے اور بچوں کے زائد از ضرورت کپڑے چھانٹ کر علاحدہ کر رہی تھی۔

اتنے میں رمشہ جو اس کی جیٹھانی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی بہن بھی تھی، کمرے میں داخل ہوئی۔ "کیا کر رہی ہو وردہ صبح سے ؟ بس پھرکی کی مانند گھوم رہی ہو۔ کام ختم نہیں ہوا تمہارا۔ !" رمشہ نے پوچھا۔ "نہیں رمشہ آپی ! یہ چند الماریاں رہتی ہیں، پتا ہے ہر چیز بے ترتیب پڑی ہے۔ میں تو ساتھ ساتھ چیزیں نکالتی بھی رہتی ہوں، پھر بھی جدھر کا رخ کر رہی ہوں ادھر ڈھیر لگا ہے چیزوں کا۔ باورچی خانے کی الماریوں میں برتنوں کا انبار تھا۔ آپ کو پتا ہے میرا بارہ پیس والا ڈنر سیٹ آج تک ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ خدایا ! دس سال ہو گئے شادی کو ایک مرتبہ بھی کھایا نہ پیا ان برتنوں میں۔ آپی میں نے چھ چھ پلیٹیں وغیرہ الگ کر کے دو سیٹ بنا دیے ہیں۔ کام والی کی بیٹی کی شادی ہے عید کے فوراً بعد، ایک سیٹ اس کو پیک کر کے دوں گی، ان شاءاللہ ! ! وردہ نے داد طلب نظروں سے رمشہ کی جانب دیکھا جو اپنی ہی کسی سوچ میں گم تھی۔

"اللہ آپی ! ذرا کپڑوں اور جوتوں کو دیکھیے، لگتا ہے میرے گھر کوئی کپڑوں کی نمائش لگی ہے۔ اتنے بہت کپڑے بنائے میں نے، اپنے اور بچوں کے سال بھر میں۔ یقین نہیں آتا میں اور اتنی فضول خرچ ! بس اب چار چار جوڑوں سے زائد ایک بھی نہیں رکھنا۔" رمشہ کے جواب کا انتظار کیے بغیر وردہ خود ہی بولے چلی جا رہی تھی۔ پتا ہے آپی، میں نے رمضان کو خوش آمدید کہنے کی ساری تیاری مکمل کر لی ہے۔ دعاؤں اور اذکار کی کتابیں، سیرت رسول ﷺ کی کتب اور ترجمہ والا قرآنِ پاک، غرض عبادات سے متعلق سب الماری کے اوپر خانے میں رکھ دیا ہے۔ بھئی ! رمضان میں یہ سب ڈھونڈتی نہ پھروں۔ "آپی میں نے اپنے قضا روزے بھی مکمل کر لیے ہیں۔ میں آج کل رات سونے سے پہلے بچوں کو رمضان اور روزوں سے متعلّق کہانیاں ہی سنا رہی ہوں کہ وہ شوق سے روزے رکھیں۔ عید کے کپڑے، تحفے تحائف اور ملنا ملانا سب ہی کچھ نمٹا چکی ہے آپ کی یہ ہونہار بہن۔" وردہ نے فرضی کالر جھاڑے اور کام میں جُتے ہاتھوں اور تیز تیز بولتی زبان کو روک کر رمشہ کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا آپی ! کیوں خاموش ہیں آپ ؟" اس نے تشویش سے پوچھا۔ آپ تو مجھ سے پہلے ہی یہ سب کام نمٹا چکی ہوں گی۔ مجھے یقین ہے۔ وہ ایک بار پھر جوش سے بولنے کے لیے تیار ہو چکی تھی، پھر کچھ سوچ کر چپ ہو گئی۔ وہ اب الماری چھوڑ کر بیڈ پر رمشہ کے قریب آ بیٹھی۔ "مجھے آپ کی خاموشی سے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ کیا چل رہا ہے آپ کے دل و دماغ میں۔ مجھے بھی بتائیے۔"

"وردہ !" رمشہ ٹھہر ٹھہر کر بولنا شروع ہوئی۔ "گھر تو سارا صاف کر لیا میں نے، کئی پرانی چیزیں صدقہ و خیرات بھی کر دیں۔ میرا پورشن آ کر دیکھو شیشے کی طرح چمک رہا ہے۔"

"پھر مسئلہ کیا ہے؟ ایسی شکل کیوں بنائی ہوئی ہے۔" وردہ جھنجھلا اٹھی۔

مسئلہ یہاں ہے وردہ، رمشہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ "اللہ خیر !" معالج کے پاس گئیں آپ، ٹیسٹ کرائے ہوتے، کیا بیماری ہے؟ وردہ اب بہت پریشان ہو چکی تھی۔ "وردہ، ٹیسٹ بھی ہو گئے۔ ایک بیماری ہو تو بات ہے۔ کئی بیماریوں کی آماجگاہ بن گیا یہ دل۔" وہ اب زار و قطار رونے لگی تھی۔

کیا بیماریاں ہیں۔ وردہ تو گویا بالکل سُن ہو چکی تھی۔ "وردہ ! میں نے اپنا تجزیہ کیا تو مجھے معلوم ہوا قلبِ سلیم نہیں ہے مرے پاس۔ ٹوٹا پھوٹا کوڑے دان بنا دل ہے میرا۔ اس کو حسد کا زنگ لگا ہے۔ کینہ پرور یہ دل بہت سوں سے بدگمان بھی ہے۔ نفاق اور ریاکاری نے بھی پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ کاروباری اخلاق ہے اس دل کا۔ جہاں کچھ نفع نہ ہو وہاں لب مسکراتے بھی نہیں وردہ ! نفرتوں اور غصّے سے بھرا یہ دل، ماضی کے تفکرات اور مستقبل کے اندیشوں سے لرزتا کانپتا، بزدلی کی لہروں پر ڈولتا، وسوسوں سے بھرا یہ دل۔" اس نے اپنا سر تھام لیا۔ "ایسا دل لے کر جاؤں گی میں رمضان میں ! گندگیوں سے لتھڑا دل۔" وہ سچ میں بہت متفکر تھی۔ "توبہ آپی ڈرا ہی دیا۔" وردہ نے سکون کا گہرا سانس لیا۔ "میں تو سمجھی تھی کینسر ہو گیا۔" اس نے قہقہہ لگایا۔ "کینسر سے کم بیماری ہے یہ کیا؟" رمشہ کو وردہ کا ہنسنا برا لگا تھا۔ "دل کی انھیں بیماریوں سے ٹینشن اور ڈپریشن جیسے مرض جنم لیتے ہیں۔ یہی آگے چل کر کینسر کا سبب بنتے ہیں اور تو اور دنیا میں جلن کڑھن والی زندگی گزارو اور مر کر بھی جہنم رسید ہو جاؤ۔ کتنا برا سودا ہے یہ۔"

"میں نے تو فیصلہ کر لیا ہے، اس دفعہ رمضان میں صرف صاف گھر ہی کے نہیں، صاف دل کے ساتھ داخل ہونا ہے۔" رمشہ پُرعزم تھی۔ "سچ کہوں آپی ! یہ سب بیماریاں تو میرے ساتھ بھی چمٹی ہیں، لیکن میں نے کبھی دل کی ان بیماریوں کو بیماری سمجھا ہی نہیں۔" وردہ نے شرمندگی کے ساتھ اعتراف کیا۔ "اب بیماری کی تشخیص کی ہے تو علاج بھی بتائیے، معالج صاحبہ۔" وردہ نے جواب طلب نظروں سے بہن کو دیکھا، علاج ! ! ہمم سب سے پہلے دعا۔ اے میرے رب ! میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھو ڈال، میری دعا قبول کر، میری دلیل کو ثابت رکھ، میری زبان سیدھی رکھ اور میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینے سے کینہ نکال دے۔ آمین (جامع الترمذی)۔ مثبت سوچیں، اچھے گمان، مسکراہٹیں، سلام کے ساتھ ملاقاتیں اور بغیر کسی غرض کے سب کے ساتھ اخلاص پر مبنی رویہ، صبر اور شکر والی طرزِ فکر اور صبر و شکر والا طرزِ عمل ! ! اس دفعہ رمضان میں نفرتوں اور کدورتوں کے بوجھ اٹھائے داخل نہیں ہونا۔ یہ بوجھ شعبان ہی میں اتار پھینکنے ہیں، ان شاءاللہ ! ! ہم رمضان میں ہلکی پھلکی داخل ہوں گی۔ استغفار کرتے ہوئے، ان شاءاللہ ! ! وہ دونوں ہی پُرعزم تھیں۔

اَبُوْهُمَا صَالِحًا

اہلیہ محمد فیصل

داؤد صاحب کا ایک بھرا پرا گھرانا تھا۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں۔ داؤد صاحب نے اپنی اولاد کی تربیت دینی نہج پر کی تھی اور پھر دین کو ہی مدِّ نظر رکھ کر داماد اور بہوؤں کا بھی انتخاب کیا گیا۔ آج ان کے گھر پانچ پوتے اور چار پوتیاں تھیں، جب کہ دو نواسے اور تین نواسیاں بھی تھیں۔ داؤد صاحب اب اپنی دوسری نسل کی تربیت کی ذمے داری سنبھالے ہوئے تھے۔ بچوں کو نمازوں کی پابندی اور سنتوں پر عمل پر اکثر انعام دیا کرتے۔ بچوں کے ساتھ بچہ بن کر انھیں دینی شعور کی باتیں بتانا ان کی عادت ثانیہ تھی۔ بچے بھی ان کی معیت میں بہت خوش رہتے تھے۔

اس سال رمضان المبارک میں دونوں بیٹیوں کے بچے بھی نانا ابو کے ساتھ رمضان گزارنے آرہے تھے۔ داؤد صاحب نے بچوں کے اس رمضان المبارک کو یادگار بنانے کے لیے کچھ نیا سوچ رکھا تھا۔

ثمر آپی جو داؤد صاحب کی سب سے بڑی اور لاڈلی پوتی تھی۔ داؤد صاحب نے اپنے پلان کی نگرانی اسے ہی سونپی تھی۔ رمضان المبارک سے دو دن پہلے سارے بچے داؤد صاحب کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھے تھے۔ داؤد صاحب آج انھیں رمضان المبارک کے مرتّب کردہ نظامُ الاوقات کے متعلق بتانے والے تھے۔ بڑی بہو بیگم سب بچوں کے لیے کیلے کا شیک لے آئیں، اب سب شیک سے لطف اندوز ہوتے ہوئے داؤد صاحب کی بات سن رہے تھے۔

نماز، روزہ، تلاوت اور تسبیحات کی پابندی کے ساتھ ساتھ ہم اس رمضان المبارک میں دو نئی ترتیب بنائیں گے، اس میں سے ایک ہوگی قصص الانبیا کی تعلیم اور فتح مکہ اور غزوہ بدر کے واقعات کے متعلق معلومات کیوں کہ یہ دونوں واقعات رمضان المبارک میں ہوئے اور سب سے اہم بات جو بچہ پابندی کے ساتھ ان تمام اعمال کو کرے گا، اس کے لیے انعام ہوگا ان شاء اللہ!!

◆◆◆

تمام بچے داؤد صاحب کی باتیں سن کر بے تابی سے رمضان المبارک کا انتظار کرنے لگے۔ بالآخر رمضان کا چاند نظر آگیا۔ داؤد صاحب کے گھر میں رونق لگی ہوئی تھی۔ داؤد صاحب کے سب سے چھوٹے صاحب زادے حافظِ قرآن تھے، ہر سال گھر کے لان میں ان کی اقتدا میں گھر اور محلے کے کئی افراد تراویح ادا کرتے۔ خواتین نے باورچی خانے کا اکثر کام آج مغرب سے پہلے ہی نمٹا لیا تھا، تاکہ عشاء اور تراویح کا اہتمام ہوسکے۔۔۔

لان میں دریاں بچھ چکی تھیں، تھوڑی ہی دیر بعد علی داؤد کی دل سوز قرآت سے پورا گھر گونج رہا تھا۔ رمضان المبارک کا استقبال اس گھرانے نے عمدگی سے کیا تھا۔

◆◆◆

فجر کے بعد کا وقت قصص الانبیا کے لیے وقف کیا گیا تھا۔ آج اللہ کے پہلے نبی ابو البشر یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان ہونا تھا۔

"آدم علیہ السلام کی پیدائش، فرشتوں کا سجدہ، ابلیس کا انکار، حوّا علیہا السلام کی پیدائش، جنت میں رہائش، شجرِ ممنوعہ، جنت سے نکالا جانا، اللہ تعالیٰ سے توبہ، توبہ کی قبولیت یہ سب کچھ آج کی تعلیم میں سننا، سمجھنا اور سیکھنا ہے۔" یہ ثمرہ آپی تھیں جنھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے قصے کی خاص خاص باتیں ذکر کیں، اب ان تمام باتوں کی تفصیل قصّے کی صورت میں داؤد صاحب نے اشراق تک سنائیں۔

اب جلدی سے وہ قرآنی دعا یاد کرلیجیے، جو آدم علیہ السلام نے اللہ ربّ العزت سے توبہ کے طور پر مانگی جو قبول کی گئی۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ سے ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنی چاہیے ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (البقرة:23)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ضرور ہم نقصان والوں میں سے ہوجائیں گے۔" سب بچوں نے یہ دعا کی ایک دوسرے کو سنائی، ہر نماز کے بعد پڑھنے کا عزم کیا اور اشراق ادا کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

◆◆◆

داؤد صاحب نے رمضان المبارک میں ایک اور اصول بھی تمام گھر والوں پر لاگو کیا ہوا تھا کہ نت نئے کھانے بنانے اور فرمائشیں کرنے پر اس ایک ماہ میں مکمل پابندی ہوگی۔ باقی گیارہ مہینے کھانے پینے کے لیے بہت ہیں، اس ماہ میں سادہ اور صحت بخش سحری اور افطاری ہو، توجہ صرف عبادت پر رہے۔ اسی وجہ سے گھر کی خواتین بھی بے حد پُرسکون ہوکر اپنی عبادات و تلاوت کو وقت دے پاتیں، ورنہ عموماً گھرانوں میں کھانا پکانا اور کھانے پینے میں ہی ان قیمتی گھڑیوں کا بڑا حصہ صرف ہوجاتا ہے۔

◆◆◆

تراویح کے بعد خاص واقعات رمضان المبارک کے لیے مختص کیے گئے تھے۔

پہلے عشرے میں واقعہ غزوہ بدر کو لے کر چلنا تھا۔

غزوہ بدر 17 رمضان 2 ہجری بمطابق 13 مارچ 624ء کو حضرت محمد ﷺ کی قیادت میں مسلمانوں اور ابو جہل کی قیادت میں مکہ کے قبیلہ قریش اور دیگر عربوں کے درمیان میں مدینہ کے جنوب مغرب میں بدر نامی مقام پر یہ غزوہ ہوا۔ اسے "غزوہ بدر کبریٰ" بھی کہتے ہیں۔ اس دن کی فتح کو قرآن کریم میں "یوم الفرقان" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

"دادا جان! اس غزوہ میں مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے آئے تھے نا!" سب سے بڑے پوتے عبدالباری نے اس متعلق اپنی معلومات بتائیں۔

"شاباش! بالکل درست کہا آپ نے۔" دادا جان نے سراہا۔

◆◆◆

پہلے عشرے میں حضرت آدم، نوح، ہود، ادریس، صالح اور ایوب علیہم السلام کے قصے مکمل ہوگئے تھے اور غزوۂ بدر و فتح مبین کا واقعہ بھی ہوچکا تھا۔ تمام بچے پابندی کے ساتھ سارے اعمال انجام دے رہے تھے۔ بچوں میں مصعب اور دانیال کچھ شرارتی واقع ہوئے تھے۔ داؤد صاحب کو ان دونوں کی جانب سے کسی شرارت کا دھڑکا تھا، مگر مکمل عشرے کی عمدہ کارکردگی دیکھ کر آج رات غزوہ بدر کے واقعے کے مکمل ہونے پر داؤد صاحب نے سب بچوں کو اپنی اپنی پسند کی کھانے کی چیز آرڈر کرنے کی اجازت دی۔ کسی نے کیک، کسی نے پزا اور کسی نے آئس کریم آرڈر کی، داؤد صاحب ان کی چہلیں دیکھ کر بہت خوش تھے، لیکن ایک بات ان کو بے چین کیے ہوئے تھی۔

◆◆◆

دوسرا عشرہ شروع ہوچکا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بچوں کو اچھا لگ رہا تھا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ان کو کنویں میں پھینکنا، عزیزِ مصر کے پاس پہنچنا، آپ پر الزام اور پھر قید خانہ، اللہ سے لو لگانا، خوابوں کی تعبیر بتانا، عزیزِ مصر کا خواب اور آپ علیہ السلام کا تعبیر دینا، عزیزِ مصر بننا، قحط کا زمانہ، بھائیوں کا درخواست لے کر آنا، آپ علیہ السلام کا اپنے والد ماجد یعقوب

بقیہ صفحہ 50 پر

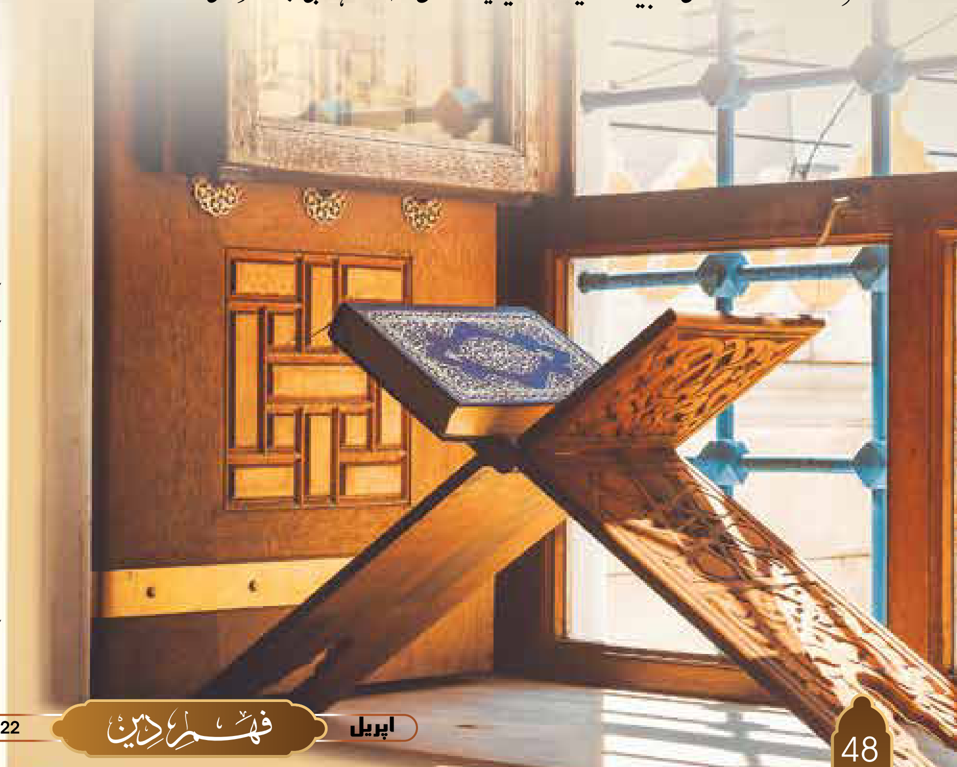

ZJ
Zaiby Jewellry
Saddaer
ENCHANTED
BY YOUR RADIATING
Beauty
021-35215455, 35677786
zaiby_jewellery
Zaiby_jewellery
zaiby.jeweller@gmail.com
Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi

احساس کا مہینہ

احمد رضا انصاری

وہ حیران نظروں سے اپنی امی کی حرکات و سکنات بغور دیکھ رہا تھا۔ یہ سب اس کے لیے نیا تھا۔ اندرونی کش مکش کی وجہ سے اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہونے لگی تھیں۔

امی جان اپنے کام میں مشغول رہیں۔ وقت کم رہ گیا تھا۔ ان کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ کام زیادہ ہوتا تھا اور کام کرنے والا صرف ایک شخص۔۔۔ اسی لیے وہ ہر ممکن کوشش کرتیں کہ وقت سے پہلے سب کام نمٹ جائیں۔۔۔

انس دس سال کا تھا۔ اس سے بڑا بھائی بارہ سال کا اور اس سے چھوٹی مریم آٹھ سال کی تھی۔ ان کے ابو کی بازار میں کپڑے کی دکان تھی۔ مالی حالات بہتر تھے اور گزارا بہت اچھا ہو رہا تھا۔ تینوں بچے مہنگے اسکولوں میں پڑھ رہے تھے۔

اس رمضان المبارک کا پہلا دن ویسے تو خاص تھا۔ انس نے ضد کرکے روزہ رکھ لیا تھا، جبکہ مونس نے اس سال سارے روزے رکھنے کا عہد کیا تھا، اس پر روزہ رکھنا فرض ہو چکا تھا۔

آٹھ سالہ مریم بھی مچلی تھی کہ "مجھے بھی روزہ رکھنا ہے۔"

"میری بیٹی بھی روزہ رکھے گی۔؟ ابو نے پیار سے پوچھا۔"

"ہاں بابا۔۔۔" اس نے آنکھیں مٹکائیں۔

"چلو تم چڑی روزہ رکھ لینا۔" امی نے میز پر لسی کا جگ رکھا اور پھر سب سحری کرنے لگے۔

نماز کے بعد سب سو گئے۔ صبح بچے اسکول روانہ ہو گئے اور امی جان کام کرنے لگیں۔۔۔

رمضان المبارک میں اسکول کی جلد چھٹی ہو جاتی تھی۔ انس نے بہانے سے مریم کو اسکول میں بسکٹ کھلا دیا تھا، تاکہ وہ بھوک سے پریشان نہ ہو۔

"بھیّا! میرا تو روزہ ہے نا؟" اس نے بسکٹ کا پیکٹ پرے کر دیا۔

"ہاں، لیکن تمہارا چڑی روزہ ہے اور اس روزے میں بچے کچھ بھی کھا سکتے ہیں۔ اب یہ کھالو، پھر شام کو ہمارے ساتھ افطاری کرنا۔ تمہارا روزہ پورا ہو جائے گا۔" انس نے اسے سمجھایا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ ویسے بھی مجھے بھوک لگنے لگی تھی۔" مریم نے فوراً سے بسکٹ اٹھا لیے تھے۔ وہ بھوک کی کچی تھی۔

ایک بجے ان کی چھٹی ہو گئی اور وہ گھر آ گئے تھے۔ نمازِ ظہر ادا کرکے وہ آرام کے لیے لیٹ گئے۔ جب کہ امی جان نماز کے بعد تلاوت کر رہی تھیں۔

انس سو کر اٹھا تو عصر کی اذانیں فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ مونس پہلے سے اٹھا ہوا تھا اور مریم امی جان کے آگے پیچھے گھوم رہی تھی۔ امی جان نے بھی اسے دوپہر میں کھانا کھلا دیا تھا۔ مریم ایسا روزہ رکھنے پر خوش تھی جس میں دن بھر کھانا بھی ملتا ہے اور روزہ بھی رہتا ہے۔۔۔

انس کو بھوک لگ رہی تھی، لیکن وہ چپ چاپ برداشت کرتا رہا۔ نماز کے بعد دونوں بھائیوں نے قرآن مجید کھول کر تلاوت کرنی شروع کر دی تھی۔

امی جان باورچی خانے میں مصروف ہو گئیں۔ پہلا روزہ تھا، اسی لیے وہ اچھا اہتمام کرنا چاہتی تھیں۔ ابو جان کو کال کر دی گئی تھی کہ واپسی پر کچھ چیزیں وہ بازار سے لے آئیں۔

انس تلاوت کے بعد باورچی خانے میں آ گیا۔ موسم معتدل تھا۔ گرمی کم تھی، اسی لیے دن اچھا گزر رہا تھا۔ باورچی خانے میں ڈھیر ساری چیزیں دیکھ کر انس کو پھر سے بھوک کا شدید احساس ہوا۔ اس نے وقت دیکھا، ابھی افطاری میں ایک گھنٹا باقی تھا۔ انس جانتا تھا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ وہ واپس کمرے میں چلا آیا۔

آدھے گھنٹے بعد ابو جان بھی گھر آ گئے تھے۔ مونس کے ذمے امی جان نے فروٹ کاٹنے کا کام لگا دیا۔ فروٹ چاٹ وہ ہمیشہ گھر میں بناتی تھیں۔

جب ساری تیاری ہو چکی تو انس نے دیکھا امی جان نے پانچ چھ ٹرے اٹھائیں اور ان میں افطاری کے لوازمات ڈالنے لگیں۔ انس اچھنبے سے یہ سب دیکھتا رہا، جب اس سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔

"امی جان! یہ سب کس کے لیے ہے؟" اس کا اشارہ ٹرے کی جانب تھا۔ "بیٹا! یہ پڑوسیوں کے گھر دے کر آ جاؤ۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔" مونس اور انس نے وہ ٹرے اٹھا لیں۔

"لیکن پہلے تو کبھی ہم نے اپنی افطاری سے کسی کو کچھ نہیں دیا؟ انس نے پھر سوال کر دیا۔۔۔"

"بیٹا! وہ ہماری کم عقلی تھی، رمضان المبارک تو ہمدردی کا مہینہ ہے، احساس کا مہینہ ہے، جتنا ہم خود پر خرچ کرتے ہیں، جتنے زیادہ کھانے خود کھاتے ہیں، ہمیں ان سب چیزوں میں غریب اور مستحق لوگوں کو ضرور شامل کرنا چاہیے، تاکہ ہمیں اس بابرکت مہینے میں زیادہ اجر و ثواب ملے اور ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ ان شاء اللہ! آج سے ہم اپنے غریب ہمسایوں کا خیال رکھیں گے اور رمضان المبارک کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔" امی جان کی باتیں سن کر بچوں نے سر ہلایا اور تیز قدموں سے باہر کی سمت بڑھ گئے۔ افطاری میں دس منٹ رہ گئے تھے۔ بچوں میں ایک نئی سوچ پیدا ہوئی تھی کہ اللہ کی نعمتوں میں دوسروں کا حق بھی ہوتا ہے، جسے جو بھی ادا کرتا ہے اللہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔۔۔

بقیہ

اَبُوْھُمَا صَالِحًا

علیہ السلام سے برسوں بعد ملاقات، سب واقعات بچوں کے لیے انتہائی دل چسپی کا باعث تھے اور سونے پر سہاگہ داؤد صاحب کا اندازِ بیان تھا، گویا بچے برسوں پہلے کے زمانے کے مصر میں پہنچے ہوئے تھے۔

ساتھ ہی تراویح کے بعد فتح مکہ کے واقعات شروع ہو چکے تھے۔

فتح مکہ (جسے فتح عظیم بھی کہا جاتا ہے) عہد نبوی کا ایک غزوہ ہے، جو 20 رمضان سنہ 8 ہجری بمطابق 10 جنوری سنہ 630 عیسوی کو پیش آیا، اس غزوہ کی بدولت مسلمانوں کو شہرِ مکہ پر فتح نصیب ہوئی۔ اس غزوہ کا سبب قریشِ مکہ کی جانب سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان میں ہوا تھا۔

علی داؤد کی تراویح اور ختم القرآن، فتح مکہ کے واقعات، عملیات اور سرگرمیوں کے ساتھ دوسرا عشرہ بھی گزر گیا۔

داؤد صاحب نے اس عشرے کا انعام ایک خوب صورت نیکی پر موقوف کیا کہ پچھلی بار مال خود پر خرچ کیا تھا، اس بار اپنے ارد گرد رہنے والے لوگوں پر نظر دوڑائیں اور جس کو ضرورت ہے، اس پر خرچ کریں۔ تمام بچوں کو ان کی عمروں کے مطابق رقم کے لفافے دے کر بیسویں روزے کو داؤد صاحب اعتکاف کے لیے روانہ ہو گئے۔

اب سب بچوں نے آخری عشرہ اپنی انفرادی عبادت، تلاوت اور مناجات کے ساتھ بہترین بنانا تھا اور ساتھ ہی اپنے ارد گرد ایسے خاندان یا فرد کو ڈھونڈنا تھا جو اس لفافے کا مستحق ہو جس سے اس کی عید بہترین بن سکے۔

تو کیا خیال ہے ساتھیو! اس بار ہم بھی ایسا ہی ایک رمضان نہ گزاریں؟

ہم بھی روزہ رکھیں گے

مہوش اسد شیخ

"ارے تم مسجد نہیں گئے عشاء کی نماز پڑھنے؟" رضیہ نے طلال کو موبائل پر گیم کھیلتے دیکھا تو حیرت سے پوچھا۔

"گھر پر ہی پڑھ لی ہے۔" طلال نے نگاہیں اٹھائے بنا ہی جواب دیا۔

"نماز گھر پر کیوں پڑھی، تراویح نہیں پڑھنی تھی کیا؟"

"نہیں۔" ماں کے سوال پر مختصر مگر قطعی انداز میں جواب آیا۔

"آج تو یہ حرکت کر ڈالی آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"

رضیہ نے تنبیہی لہجے میں کہتے ہوئے طلال کے جواب کا انتظار کیا، مگر وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

"یہ موبائل میرے حوالے کرو، چلو اٹھو! شاباش جا کر سو جاؤ۔ صبح روزے کے لیے بھی اٹھنا ہے۔" رضیہ نے بیٹے کے رویے کو بمشکل نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ لیا۔

"مجھے مت اٹھائیے گا روزے کے لیے۔" وہ نگاہیں چراتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہہ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

رضیہ جواب تک اس کا لہجہ برداشت کر رہی تھی، کڑے تیور لیے اس کے پیچھے جانے لگیں تو قدرے فاصلے پر بیٹھی قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی ساس نے اشارے سے روک دیا۔ قرآنِ پاک بند کر کے طاق میں رکھا اور رضیہ کا شانہ تھپتھپا کر تسلی دے کر طلال کی کمرے کا رُخ کیا۔ رضیہ کی پریشانی یک دم ہوا ہو گئی، وہ سر جھٹک کر عشاء کی نماز پڑھنے کی غرض سے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

دستک دے کر دادی جان اندر چلی آئیں۔ طلال بیڈ کے کنارے پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"میں بس سونے ہی والا تھا۔" دستک کی آواز پر سر اٹھاتے ہی اس نے گھبرا کر کہا۔

"ایسے کیسے سونے لگے ہو، میں تو اپنے پوتے سے باتیں کرنے آئی ہوں، کبھی دادی کے ساتھ بھی گپ شپ کر لیا کرو۔" دادی جان پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے برابر میں بیٹھ گئیں۔ دادی کو مسکراتا دیکھ کر وہ بھی زبردستی مسکرا دیا۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے میرے بچے کی؟" دادی نے پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بہت اچھی۔" سر جھکائے آہستگی سے کہا۔

"ایک بات پوچھوں، سچ سچ بتاؤ گے؟" دادی کے پوچھنے پر وہ چونکا ہوا۔

"روزہ کیوں نہیں رکھنا چاہتے؟ حالاں کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ روزہ رکھنے کا کتنا اجر ہے۔" دادی کی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"روزہ مجھ پر فرض نہیں ہے۔"

"مانا کہ روزہ تم پر فرض نہیں ہے، لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم طاقت کے باوجود روزہ نہ رکھو۔ ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو بہت چھوٹی عمر سے ہی روزہ رکھنے کی عادت ڈال دیتے تھے۔ بچہ روتا تو اسے کھلونے وغیرہ دے کر بہلایا کرتے تھے اور تم تو ماشاء اللہ سمجھ دار ہو، بھوک پیاس برداشت کر سکتے ہو، تمہارے روزہ رکھنے سے نہ صرف تمہیں بلکہ تمہاری والدہ کو بھی تمہیں روزہ رکھوانے اور اچھی تربیت کا ثواب ملتا ہے۔"

"نہیں رکھنا مجھے روزہ، نہیں رکھا جاتا مجھ سے اتنی گرمی میں روزہ۔" طلال نے دادی کی بات کاٹتے ہوئے درشت لہجے میں کہا۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے دُنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

1. اَلضَّرْبُ بِالسَّیْفِ یعنی تلوار سے جہاد کرنا۔
2. اَلصَّوْمُ بِالصَّیْفِ یعنی گرمی کے روزے رکھنا۔
3. اِکْرَامُ الضَّیْفِ یعنی مہمان کی مہمان نوازی کرنا۔

ابھی تو سورج ہم سے اتنی دور ہے، ہم اس کی گرمی برداشت نہیں کر پا رہے، سوچو روزِ قیامت تو یہ آگ کا گولا عین ہمارے سر پر ہوگا، تب کیا کرو گے؟ تب یہ روزہ ہی ہوگا جو ہمارے سروں پر سایہ فگن ہوگا۔ کہو کیا اب بھی تم روزہ رکھنے سے انکار کرتے ہو؟" دادی جان رسانیت سے سمجھانے کے بعد پوچھ رہی تھیں۔

"دیکھیے دادی جان! میں روزہ نہیں رکھ سکتا، وجہ میں آپ کو نہیں سمجھا سکتا۔" طلال زِچ ہوا۔

"ایسی کون سی پریشانی ہے میرے پیارے بچے! جو تم اپنی دادی سے نہیں کہہ سکتے۔" اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیے دادی جان فکرمندی سے پوچھ رہی تھیں۔ طلال کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"نہ میرا بچہ رونا نہیں۔" دادی جان نے اسے فوراً سینے سے لگا لیا۔

"میرے دوست مجھ سے بات نہیں کرتے، کہتے ہیں تمہارے منہ سے بو آتی ہے۔ یہ بو میرے منہ سے روزہ رکھنے کی وجہ سے آتی ہے۔ میں باقاعدگی سے دانت صاف کرتا ہوں، مسواک بھی کرتا ہوں، مگر اس بدبو سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ اس لیے مجھے روزہ نہیں رکھنا۔" بالآخر بھیگی ہوئی آواز میں طلال نے اصل وجہ بیان کر ڈالی۔

"یہ بدبو ہمارے معدے سے اٹھتی ہے اور مسواک وغیرہ سے ختم نہیں ہوتی میرے بچے!!! یہ بو تو نصیب والوں کو ملتی ہے، اس سے چھٹکارا پانے کی کوشش کیوں کرنی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوش بو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے۔

روزے دار، شہید سے بھی زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ شہید کے خون کی بو کو مشک کی خوش بو سے تشبیہ دی گئی ہے اور روزے دار کے منہ کی بو کو مشک کی خوش بو سے افضل کہا گیا ہے۔"

دادی جان کی بات سن کر وہ جھٹکے سے ان سے الگ ہوا۔ حیرت اس کے چہرے پر ثبت تھی۔

"کیا یہ سچ ہے؟" وہ بے یقینی سے پوچھ رہا تھا۔

"جی بالکل سچ ہے۔ قرآنِ پاک اور احادیث کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ (نعوذ باللہ)" دادی نے پیار سے اس کے گال چھوئے۔

"میرے دوست روزہ نہیں رکھتے، مگر میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے دوست بھی اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے روزہ ضرور رکھیں۔" طلال

عفان کا روزہ

سمیرا انور

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کا آغاز ہو چکا تھا۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ بچے، بوڑھے سبھی روزوں کا خوب اہتمام کرنے کی کوشش میں تھے۔ عبادات کی پابندی ہو رہی تھی۔ صدقہ خیرات کا خاص خیال رکھا جا رہا تھا۔ خواتین گھروں میں فروٹ چاٹ کی تیاری کے لیے پھلوں کی خریداری میں مصروف تھیں۔ ایک طرف پکوڑوں کا سامان تیار ہو رہا تھا تو دوسری طرف دہی بھلے کھانے کی فرمائش ہو رہی تھی۔ عفّان میاں کے گھر بھی سبھی روزے رکھ رہے تھے۔ سحری کا وقت تھا۔ گھر کے سب افراد وضو کر کے سحری کے لیے کھانے کی میز کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ دس سالہ عفّان بھی روزے رکھ رہا تھا۔ آج بھی اس نے معمول کی طرح سب کے ساتھ سحری کی اور دوبارہ سے اپنے بستر میں گھس گیا۔

"عفّان! اٹھو نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ روزہ رکھنے کے بعد نماز اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرنی چاہیے۔" امی جان نے عفّان کو بستر پر لیٹے دیکھ کر کہا۔

"امی جان! مجھے نیند آ رہی ہے۔ سونے دیں نا۔" عفّان کی نیند ڈوبی آواز آئی اور چند لمحوں میں وہ نیند کی وادی میں گم ہو گیا۔

"عفان یہ میری پینسل تمہارے پاس کہاں سے آئی؟" نعمان نے تیزی سے اس کی طرف آتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو میری پینسل ہے۔" عفّان نے پینسل اپنے پیچھے چھپاتے ہوئے کہا۔ عفّان اور نعمان تیسری جماعت میں پڑھتے تھے۔

"یہ میری پینسل ہے اور مجھے واپس کرو۔" نعمان نے غصے سے کہا۔ عفّان بضد تھا کہ وہ اس کی پینسل ہے۔ دونوں نے اسی بات پر لڑائی جھگڑا شروع کر دیا۔ مار کھانے کے باوجود بھی عفّان نے پینسل نعمان کو واپس نہ کی۔

"میرا روزہ ہے اور میں جھوٹ نہیں بول رہا۔" عفّان کی بات سن کر استانی صاحبہ نے نعمان کو خاموش کراتے ہوئے بٹھا دیا۔

"عفّان! اگر آپ روزہ رکھ کر جھوٹ بول رہے ہیں تو آپ کو اس کا سخت گناہ ملے گا۔" استانی صاحبہ نے عفّان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

افطاری کا وقت تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ "عفّان نے دروازہ کھولا اور سامنے ایک فقیر کو کھڑے دیکھ کر اُکتاتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا کہ فقیر نے صدا لگائی۔" "بیٹا! کھانے کے لیے کچھ ہے تو دے دو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا۔" فقیر کی بات سن کر عفّان کو اس پر ترس آیا اور وہ اپنے دستر خوان سے کچھ سامان اٹھایا اور جا کر فقیر کو دے دیا۔ فقیر نے اسے بہت دعائیں دیں اور چلا گیا۔

"عفّان بیٹا! آپ نے بہت بڑی نیکی کی ہے، لیکن صبح اسکول میں دو گناہ کیے ہیں۔" امی جان کی بات سن کر عفّان شرمندگی سے منہ پھیر گیا۔

"روزے کی حالت میں ایک تو چوری کی اور اوپر سے جھوٹ بولا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ پینسل آپ کی نہیں ہے، لیکن آپ نے نہ صرف اسے چرایا بلکہ سب کے سامنے جھوٹ بھی بول دیا کہ وہ پینسل آپ کی ہے۔" اپنی امی جان کی بات سن کر عفّان نے چہرہ جھکا لیا۔ انھیں استانی صاحبہ نے فون کر کے بتا دیا تھا اور استانی صاحبہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ پینسل عفّان کی نہیں ہے۔

"بیٹا! روزے میں چھوٹے چھوٹے گناہ بڑے بڑے گناہوں کی صورت اختیار کر جاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی نیکیاں بڑی بڑی نیکیوں کا رنگ اپنا لیتی ہیں۔"

"امی جان! مجھے معاف کر دیں، میں آیندہ ایسا کوئی گناہ نہیں کروں۔" عفّان نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور سوچ لیا کہ سب سے پہلے صبح اسکول جا کر نعمان کو پینسل واپس کرے گا اور اس سے معافی بھی مانگے گا۔

"بیٹا! روزے کی حالت میں گناہ سے دور رہنا چاہیے، کیوں کہ آپ کو اگر رمضان المبارک میں نیکیوں کا دگنا ثواب ملتا ہے تو برائیوں کا بھی بہت زیادہ گناہ ملتا ہے، اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ گناہوں سے دور رہا جائے اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، تاکہ اللہ کریم آپ سے خوش ہوں۔" ابو جان نے پیار سے اسے سمجھایا۔

"اب صبح سے آپ میرے ساتھ مسجد بھی جایا کرو گے۔" ان کی بات سن کر عفّان نے سر ہلایا اور دل ہی دل پختہ ارادہ کیا کہ وہ تمام اخلاقی برائیاں چھوڑ دے گا اور اپنے روزے کی حفاظت کرے گا۔

نے پُرجوش انداز میں اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔

"تم انھیں بتاؤ، سمجھاؤ، وہ ضرور تمھاری بات سنیں گے۔" دادی جان نے مشورے سے نوازا۔

"نہیں! آپ انھیں نہیں جانتیں۔ وہ میری بات نہیں مانیں گے بلکہ الٹا میرا مذاق اڑائیں گے۔" وہ افسردہ ہوا۔

"اونہہ!" دادی جان نے پُرسوچ انداز میں ہنکارا بھرا، کچھ توقف کے بعد گویا ہوئیں۔

"ان شاء اللہ! تمہارے دوست جلد روزے کی اہمیت سے واقف ہو کر اس کی طرف لپکیں گے۔ تم بے فکر ہو کر سو جاؤ اور پہلی آواز پر سحری کے لیے اٹھ جانا۔" دادی جان پیار سے تاکید کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

طلال مسکراتے ہوئے بستر پر دراز ہو گیا۔

"سونے کی دعا پڑھ لو۔" دادی جان نے دروازے سے نکلتے ہوئے یاد دہانی کروائی۔

اگلے روز اسلامیات کے استاد روزے کی اہمیت خوب صورت اور ہلکے پھلکے انداز میں بتا رہے تھے اور ساتھ ہی بچوں سے سوالات بھی کر رہے تھے۔ طلال ان کے جواب بڑھ چڑھ کر دے رہا تھا۔

تیس طلبا کی جماعت میں صرف تین بچوں کا روزہ تھا۔ استادِ محترم نے انھیں انعام سے نوازا۔ باقی بچوں نے وعدہ کیا کہ ہم بھی کل سے روزہ رکھیں گے۔

SUPER POWER
MOTORCYCLE
NON STOP POWER
70cc Dollar
70cc Tokyo
70cc Premium
70cc Scooty
70cc Deluxe
125cc Regular
110cc Cheetah
150cc Archi
250cc Sultan
SUPERPOWER
Motorcycle Rickshaw
175 Loader
3 Seater Rickshaw
Ph: +92-21-35319651-58 | www.piranigroup.com.pk | Facebook.com/superpowermotorcycle

سحری

بنتِ ایوب مریم

"اُٹھ جاؤ بیٹا شاباش! سحری کا وقت ہو گیا ہے۔"
انس کو اٹھانے کے بعد امی ایمن کو جگا رہی تھیں۔

"جی امی!" ایمن آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھی اور ادھر ادھر دیکھنے کے بعد دوبارہ لیٹ گئی۔ "ایمن بیٹا! اٹھ جاؤ، سحری نہیں کرنی کیا؟"

انس باوضو ہو کر دستر خوان پہ آیا تو دہی کی لسی بناتے ہوئے امی جان نے کچن سے آواز دی۔

"انس بیٹا! ایمن کو اٹھا دو۔"

"کیا چھوٹی سی بچی کو بار بار اٹھا رہے ہو۔" ساجدہ بیگم جو بہت دیر سے خاموش تھیں، بول اٹھیں۔

"امی جان! پھر یہ صبح اٹھ کر روتی ہے کہ سحری کے لیے نہیں اٹھایا۔"

"اب بچے جو کہیں گے، ہر بات مانے جاؤ گی؟" ساجدہ بیگم رافعہ بہو پہ تلملا اٹھی تھیں۔

"امی جان! یہ بچی کی ضد ہی نہیں۔ سحری سنت ہے اور اس کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سحری کھاؤ، کیوں کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔"

"ہوں! اور تو ساری سنتیں ہو گئیں، بس یہی ایک رہ گئی ہے۔"

ساجدہ بیگم ناراض ہونے لگیں تو رافعہ نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

◆◆◆

اڑھائی بجے اٹھ کر کچن میں سحری کی تیاری شروع کر دینا رافعہ کا معمول تھا۔ تہجد کے بعد تین بجے ساجدہ بیگم بھی کچن میں آ جاتیں، اپنی چائے بناتیں اور سالن گرم کرتیں۔

اس کے ساتھ ہی وہ بچوں کو جگانا شروع کرتیں، جو بھی نیند سے جاگتا۔ گھڑی دیکھتا کہ بہت وقت ہے اور یہ کہہ کر سو جاتا کہ آدھا گھنٹہ قبل اٹھائیے گا۔ ساجدہ بیگم اس بات پہ تلملا جاتیں۔

رافعہ سحری کا وقت ختم ہونے سے آدھا گھنٹہ پہلے بچوں کو اٹھاتی اور باوضو ہو کر تہجد کے بعد بچے دستر خوان لگا کر بیٹھ جاتے۔ کھانا شروع کیا جاتا اور آخری وقت میں بچے پُرسکون ماحول میں کھانا کھا کر برتن اٹھاتے اور تب تک فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا۔

ساجدہ بیگم ضعیف العمری کے باعث آہستہ آہستہ سحری کرتیں تو ان کو وقت سے پہلے کھانا دے دیا جاتا اور وہ آدھ پون گھنٹہ پہلے ہی کھا کر فارغ ہو جاتیں۔ اسی طرح سحری کے وقت جلدی سحری کھانے پہ روز کا جھگڑا معمول بن گیا تھا۔

رافعہ سمجھاتی کہ امی جان! بچوں کو وقت سے پہلے اٹھا بھی دوں تو دستر خوان پہ بیٹھنے کے باوجود کھانا شروع نہیں کرتے اور اگر کھا بھی لیں تو فجر کی اذان تک دوبارہ سو جاتے ہیں۔ دوبارہ سے نماز کے لیے جگانے میں بہت مشقت ہوتی ہے۔

ساجدہ بیگم کو کئی دفعہ سمجھایا گیا کہ آخری وقت میں سحری کھانا سنت ہے۔ آپ پون گھنٹا یا گھنٹا قبل سحری کھا کر جان بوجھ کر اپنا روزہ بڑھا لیتی ہیں۔ آپ اپنے لیے کیوں مشکل پیدا کرتی ہیں جب دین خود آسانی فرماتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت خیر پر رہے گی، جب تک سحری کھانے میں تاخیر اور روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔" (مسند احمد)

دینِ اسلام کس قدر خوب صورت مذہب ہے کہ سحری میں جلدی اور افطاری میں تاخیر سے منع کرتا ہے۔ اپنے پیروکار کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں فراہم کرتا ہے۔ یہ تو ہم ہیں جو دین کو خود ہی اپنے لیے دشوار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اور باعمل مسلمان بنائے۔ آمین!!!

رب کا پیارا سب کا پیارا

آسیہ علی

رب کا پیارا سب کا پیارا
رمضان آیا خوشیاں لایا
اس ماہ میں قرآن ہے آیا
رمضان آیا خوشیاں لایا
رب سے ملوانے ہے آیا
رمضان آیا خوشیاں لایا
سحری اور افطاری لایا
رمضان آیا خوشیاں لایا
یہ وسیلہ بھی ہے بخشش کا
رمضان آیا خوشیاں لایا
جھڑ جاتے ہیں سارے ہی گُنہ
رمضان آیا خوشیاں لایا
یہ خزینہ بھی ہے رحمت کا
رمضان آیا خوشیاں لایا
مہمان ہے پیارے اللہ کا
رمضان آیا خوشیاں لایا
تم سب خوب عبادت کرنا
اپنے رب کو راضی کرنا
موقع ہے یہ بہت ہی اچھا
فائدہ تم اس سے اٹھانا

بچوں کے فن پارے

ہر ماہ ایک فن پارے پر 300 روپے انعام دیا جاتا ہے
گزشتہ مہینے سارہ عمیر کا فن پارہ انعامی قرار پایا (ادارہ)

عبدالباری دین وے اسکول کراچی

رومیسہ شاہ، 10 سال نیو برائٹ ویژن اکیڈمی

حفصہ قیصر، 12 سال، مدرسہ ام عمارہ کراچی

عبداللہ خان آئی ایم سی اسلام آباد

طلحہ نذیر، 9 سال درجہ حفظ، جامعہ بیت السلام کراچی

عائشہ گوہر فیڈرل اسکول اسلام آباد

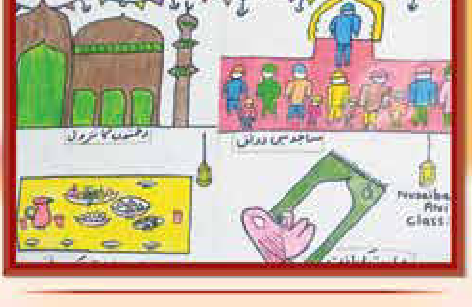

نسیبہ علوی، کراچی

عزیر شاہ، 11 سال جامعہ بیت السلام کراچی

پیارے بچو!

پیارے پیارے بچوں کو رمضان بہت بہت مبارک ہو۔۔۔۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ رمضان کا مہینہ ڈھیر ساری رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہوتا ہے۔اس مہینے میں مسلمانوں کے لیے جنت کو سجایا جاتا ہے۔۔۔۔ مسلمانوں کی عبادات سے اللہ تعالی بہت خوش ہوتے ہیں۔۔۔۔۔فرشتے دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔۔۔۔۔یہ مہینہ اللہ تعالی سے خوب دعائیں مانگنے کا مہینہ ہے۔۔۔۔۔

سحر کے وقت۔۔۔۔افطار کے وقت۔۔۔۔اللہ تعالی سے بہت ساری باتیں کرنے کا مہینہ ہے۔۔۔۔اللہ پاک فرشتوں کو ہماری دعاؤں پر آمین کہنے کا حکم فرماتے ہیں۔۔۔۔

تو پیارے بچو۔۔۔!! کیوں نا ہم بھی اللہ سے خوب دوستی کرلیں۔۔۔۔اور گناہوں سے بچتے ہوئے نیک کام کریں۔۔۔۔بڑوں کی خدمت کرکے بڑوں سے دعائیں لیں۔۔۔۔اور خود بھی اللہ سے خوب دعائیں مانگ کہ فرشتوں کی دعاوں میں شامل ہوجائیں۔۔اور ہاں یاد آیا تراویح پڑھنے مسجد جائیں تو شرارتیں گھر چھوڑ کر جائیں۔مسجد اللہ کا گھر ہے وہاں شرارتیں اچھی نہیں لگتیں پھر حافظ صاحب قرآن سناتے تو بچوں کے شوروغل سے حافظ صاحب کی توجہ تقسیم اور دھیان بٹتا ہے۔

تو کیا خیال ہے!!! شرارتیں گھر چھوڑ کر جائیں گے نا!!!!

اپریل 2022ء کے سوالات

سوال نمبر1: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ماریہ قبطیہ رضی اللہ سے نکاح کیا تو حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی کیا عمر تھی؟

سوال نمبر2: کاشف کس بات سے خوش تھا۔۔؟

سوال نمبر3: شیر اور شیرنی کو کس کی شادی میں شرکت کرنا تھی۔۔۔؟

سوال نمبر4: عامر کو اپنی خالہ کے گھر کے پاس کیا نظر آیا۔۔؟

سوال نمبر5: فائز کی امی کیا لے کر آئی تھیں۔۔؟

جنوری 2022ء کے سوالات کے جوابات

جواب نمبر1۔عمرو بن عبداللہ بن علی تابعی کی کنیت ابواسحاق تھی۔۔۔

جواب نمبر2: نجاشی کی خادمہ خاص ابرہہ

جواب نمبر3: بلبل بی بی کے بچے جگنو کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

جواب نمبر4: اس لیے کہ مارخور پہاڑوں میں اگنے والی جڑی بوٹیاں کھاتے ہیں۔

جواب نمبر5: راج ہنس کو شاہی پرندہ کہا جاتا ہے۔

جنوری 2022ء کے سوالات کے درست جوابات دینے پر

راولپنڈی سے **ملک محمد احسن** کو شاباش انہیں 300روپے مبارک ہوں۔

بلاعنوان کا عنوان

جنوری 2022ء میں احمد رضا انصاری کی بلا عنوان شائع ہونے والی کہانی کے لیے کراچی سے آملہ نور کا عنوان انعامی قرار پایا ہے۔

انھوں نے عنوان دیا ہے

”ابھی امید باقی ہے“

انہیں 300روپے مبارک ہوں

سنیے!!!

انعامی سوالات کے جوابات بھیجیں یا فن پارہ

اپنا نام، عمر، کلاس اسکول، مدرسے کا نام اور رابطے کے لیے موبائل نمبر ضرور لکھیں

یہ جوابات اور فن پارہ وٹس ایپ کرنے کے لیے نمبر نوٹ کرلیں

03162339088

BAITUSSALAM

زکوۃ ایک فریضہ

صرف قابلِ اعتماد ہاتھوں سے

صحت

تعلیم

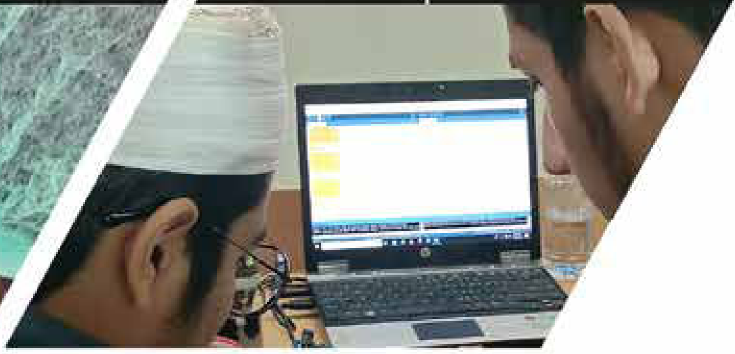

خدمت

ہو فرض بھی ادا

مبارک مبارک رمضان المبارک

جوہر عباد

وہ پھر سال بھر بعد آنا مبارک
وہ اک ماہ کا مہمان خانہ مبارک
مسلمانو! روزوں کا پانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

ملا اس مہینے کو اعزاز خوب
تراویح سے ہوتا ہے آغاز خوب
نمازِ تراویح روزانہ مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

سبھی لوگ قرآن پڑھنے لگے
تلاوت کے اوقات بڑھنے لگے
وہ قرآن سننا سنانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

ہوئی ہیں گھروں میں عجب رونقیں
ہر اک دسترخوان پہ سجی نعمتیں
وہ سحری و افطاری کھانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ کھجلا و پھینی فریش شیر مال
وہ رول و سموسوں پکوڑوں کے تھال
بازاروں سے پھل تازہ لانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ خاتونِ خانہ کا روزوں میں کام
وہ مصروف رہنا صبح اور شام
ذمہ داریوں کا نبھانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

لگی ہے خزانوں پہ قدرت کی سیل
ہر اک گھر میں ہے رزق کی ریل پیل
مقدر کا یوں جگمگانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

سحر اور افطار کے معاملات
وظائف و اذکار کے معمولات
وہ اعمال اپنے بنانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس
وہ خوف و رضاءِ خدا آس پاس
گناہوں سے بچنا بچانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

شیاطین اس ماہ پکڑے گئے
سراپا زنجیروں سے جکڑے گئے
وساوس سے پیچھا چھڑانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ صوم و صلوٰۃ ہوگئے ہمنوا
وہ تجدیدِ ایمان و صدقِ وفا
وہ روٹھے خدا کو منانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ بچوں میں روزہ کشائی کا شوق
وہ بچپن سے ہی پارسائی کا ذوق
وہ دعوت میں سب کو بلانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ بیمار بھی مستعد ہوگئے
وہ رکھنے پہ روزے بضد ہوگئے
وہ بوڑھوں کا ہونا توانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ عشرۂ رحمت اور مغفرت
نجاتِ جہنم، مفلح عاقبت
یہ پیارا مہینا سالانہ مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

رب کے محبوب کا ماہِ محبوب ہے یہ
القرآن الحکیم، سے ہے منسوب یہ
روح کی تازگی کا زمانہ مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

شہرِ رمضان میں ہیں بھری حکمتیں
رحمتیں، برکتیں، نعمتیں، راحتیں
اس کے اکرام سے فیض اٹھانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ صدقہ و خیرات کا بانٹنا
زکوٰۃ سونا اور چاندی سے چھانٹنا
وہ مال پاک کرکے بڑھانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

جو آخری عشرے میں ہے اعتکاف
وہ کرتا ہے دل کی غلاظت کو صاف
مومنو! حُبِ دنیا مٹانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وہ پھر آئیں راتیں جلیل القدر
شبِ طاق میں پا کے لیلۃ القدر
گناہ سارے ہی بخشوانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

سنیں صائمین و سبھی صائمات
داروغۂ ریّان سے ہے ملاقات
اسی در سے جنت میں جانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

"روزہ میرے لیے ہے میں دوں گا اجر"
ہے یہ فرمانِ ربی بڑا معتبر
روزے داروں اجر یہ کمانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

وقتِ رخصت بھی دیتا ہے اعلیٰ ثمر
رب کی جانب سے تحفۂ عید الفطر
دن یہ امت کو جوہر سہانا مبارک
مبارک مبارک رمضان المبارک

گلدستہ

ترتیب وپیش کش: عبد الرحمن، شیخ ابو بکر، متعلم جامعہ بیت السلام، کراچی

حمد باری تعالی

میرے احساس میں تو ہے میرے کردار میں تو
پیاس سے بڑھ کے ہے پیمانۂ اقرار میں تو
اختیارات بھی لیتے ہیں اجازت تجھ سے
سر میں تُو سر پہ سجائی ہوئی دستار میں تو
دیدۂ ظاہر و باطن سے تجھے پہچانا
پردۂ خاک میں تو شاخِ ثمردار میں تو
اپنی آنکھوں میں لگاؤں تجھے سرمے کی طرح
نظر آجائے اگر کوچہ و بازار میں تو
دیکھنے والی نظر دیکھ رہی ہے تجھ کو
آئنہ تو پردۂ اسرار میں تو
مختلف زاویوں سے دیکھ رہا ہوں تجھ کو
دن میں تو رات میں تو
پھول میں تو خار میں تو

مظفر وارثی

رمضان، قرآن اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کچھ آپ بھی ہمت کیجیے، ہم سے پہلے ہمت والوں نے تو یہاں تک کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ہر رمضان میں اکسٹھ (61) قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ ایک ختم تو روزانہ دن کو کرتے اور ایک رات کو اور ایک وہ جو ہمیشہ تراویح میں پڑھنے کا معمول تھا۔ غرض ایک مہینہ میں (61) قرآن پڑھتے تھے تو دیکھو! ایک اللہ کے بندے وہ بھی تو تھے اور ایک ہم بھی ہیں، بس کچھ محنت مشقت برداشت کرنی ہے۔

(تحفۂ رمضان، مولانا اشرف علی تھانوی، ص:121)

نعت

نعت کا رنگ اختیار کروں
زندگی کو سدا بہار کروں
اُن کی نسبت سے ذکر غار کروں
اس تعلق کو استوار کروں
ہے تمنا مجھے مدینے کی
دل کو یہ کہہ کے بے قرار کروں
کوئی حد بھی تو انتظار کی ہو
اور کب تک میں انتظار کروں
ہجرِ احمدؐ ہو اِک صدی کی طرح
ساعتوں کو اگر شمار کروں
ہے ثنائے نبیؐ بہت دشوار
میں سمندر کو کیسے پار کروں
مل گئی عشق مصطفیٰؐ کی شراب
ہوشمندی کو میں شعار کروں
بے خودی میں خیالِ احمدؐ پر
کائناتِ خردِ نثار کروں
ہے رسالتؐ کی روشنی دائم
دونوں عالم پہ آشکار کروں
مظہرِ روضۂ رسولؐ ہے یہ
سبز گنبد سے کیوں نہ پیار کروں
ہے ضیائے رسولؐ جن میں انیسؔ
اُن خیالوں کو شاہکار کروں

اسماعیل انیس

اخلاص شرط ہے: اخلاص بڑی اہم چیز ہے، جب تک یہ نیت نہ ہو کہ میرا یہ عمل خالص اللہ کے لیے ہے، اس وقت تک عمل مقبول نہیں۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر ایک عمل میں ایک نیت دین کی ہو اور ایک دنیا کی تو اس کو اخلاص نہیں کہا جائے گا، جیسے: روزہ رکھنے سے یہ بھی مقصود ہو کہ کھانا پکانا نہ پڑے گا اور بیماری میں پرہیز بھی رہے گا، تاکہ تندرستی میں فرق نہ آئے یا اعتکاف میں یہ نیت ہو کہ وہ عبادت بھی ہے اور اتنے دن مکان کا کرایہ نہ دینا پڑے گا تو یہ سب حدِّ اخلاص سے خارج ہیں۔ اخلاص اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ شیطان کاریاکاری پر ڈالنا اور نفسِ کافر بھی اس نعمت کو حاصل نہیں ہونے دیتا۔ (کام کی باتیں، مولانا عاشق الٰہی، ص: 15)

نظریۂ پاکستان: قیام پاکستان کا محرّک دو قومی نظریہ تھا۔

دو قومی نظریہ کا مطلب: برصغیر میں ایک قوم آباد نہیں بلکہ ہندو، مسلمان یعنی مسلم اور غیر مسلم دونوں قومیں آباد ہیں جو بالکل جداگانہ تشخّص کی حامل ہیں، ان کی پیدائش، وفات، شادی بیاہ، کھانا پینا اور لباس جدا جدا ہیں، یہاں تک کہ دونوں کے مقتدا ایک سر مختلف ہیں۔ لہٰذا لیڈر بانئ پاکستان نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے لیے ایک خطہ زمین ہو جس میں وہ انفرادی، اجتماعی زندگی گزار سکیں۔

(پاکستان کی قدر کریں، مولانا صدیق صاحب، ص:84)

آخرت کا تصور

آخرت کا تصوّر ہی صحیح اخلاق پیدا کر سکتا ہے، فلسفہ یا سائنس دونوں انسان کی بے چینی کا سدِّ باب کرنے سے قاصر ہیں، صرف مذہب ہی ایک ایسی طاقت ہے جو انسانیت کی دکھتی ہوئی پیٹھ کو سہارا دے سکتی ہے۔ (ابو الکلام آزاد، شورش کاشمیری، ص:262)

تبدیلی: سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی دوسروں میں تبدیلی دیکھنا چاہتا ہے خود بدلنا نہیں چاہتا، دوسروں سے یہ توقّع رکھتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں، لیکن خود اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرنا چاہتا، جس دن اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد نے اپنے آپ کو بدلنے کا تہیہ کرلیا اور "عہدِ الست" کو یاد کرلیا، وہ دن اس اُمت کے عروج و کمال کے آغاز کا دن ہوگا، اس دن نالہ و فریاد مسلمانوں کے شہروں میں نہیں یہود و نصاریٰ کے ہر گھر میں ہوگا۔ آیئے! خود کو بدلنے کا یہ عہد کریں، ورنہ اس کی مہلت بھی چھن جائے گی۔

(پکار، مولانا اسلم شیخوپوریؒ، ص:299)

یقین بڑی دولت ہے

اگر یہ یقین دل میں پیدا ہو جائے تو سب سے بڑی دولت یہی ہے اور یہی حقیقت میں ایمان ہے اور جہاں غفلت پائی جاتی ہے، وہاں ایمان کے اوپر گرد و غبار آجاتا ہے، پردہ آجاتا ہے، بادل آجاتے ہیں۔ تم دیکھتے نہیں ہو کہ جب دوپہر کا وقت ہو اور بادل سورج کے سامنے آجائے تو سورج بھی چھپ جاتا ہے۔ اس کی روشنی اور تپش ختم ہو جاتی ہے۔ اسی سے سوچ لو کہ جب گناہوں کا پردہ، غفلت کا پردہ، ایمان پر آئے گا تو ایمان کی نورانیت کیسے باقی رہے گی؟ اور یقین کو وہ کیفیت کیسے حاصل رہے گی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح یقین عطا فرمائیں۔ آمین!!! (مثالی خاتون، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ص:60)

رجا اور غرور میں فرق

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاءُ العلوم میں رجا و غرور میں فرق کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب اعمال کی اصلاح کرکے اعمالِ صالحہ پر مداومت کرکے خدا تعالیٰ سے اُمید رکھی جائے تو رجا ہے اور جو شخص بدونِ اکتسابِ اعمال کے باوجود ارتکاب معاصی کے امیدوار ثواب کا ہو، وہ غرور میں مبتلا ہے۔
(حکایاتِ اولیا، مرتّب: محمد اقبال قریشی دامت برکاتہم، ص:119)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ کی طالب علمی

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: میں اپنا حال عَرض کرتا ہوں، میری طبیعت کتابوں کے مطالعے سے سیر نہیں ہوتی، جب کوئی نئی کتاب پر نظر پڑ جاتی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا، اگر میں کہوں کہ میں نے طالب علمی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو کچھ بعید نہ ہوگا۔ مجھے ان کتابوں کے مطالعے سے سلف کے حالات و اخلاق، ان کی عالی ہمّتی، قوتِ حافظہ، ذوقِ عبادت اور علومِ نادرہ کا ایسا اندازہ ہوا جو ان کتابوں کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنے زمانے کے لوگوں کی سطح پست معلوم ہونے لگی اور اس وقت کے طالب علم کی کم ہمّتی منکشف ہو گئی۔ (راہ علم کا مسافر یعنی طالبِ علم، مجموعہ افادات، ص:194)

صادق وامین

آپ ﷺ نے جوانی میں بکریاں چرائیں اور تجارت کی، لوگ آپ ﷺ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ اس زمانے میں بینک اور لاکرز نہیں ہوتے تھے۔ لوگ اپنی قیمتی اشیا کسی امانت دار شخص کے پاس رکھواتے اور ضرورت پڑنے پر واپس لے لیتے۔ آپ ﷺ نے تجارت کے کام کو بہت اچھے طریقے سے انجام دیا۔ اپنی سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے کاروبار میں بڑا نام پایا، کبھی جھوٹ نہیں بولا، کسی کے ساتھ دھوکا نہیں کیا، عین نوجوانی اور تجارت، لیکن مجال ہے کبھی کوئی بدنیتی پیارے نبی ﷺ کے قریب بھی آئی ہو۔ آپ پورے مکے میں صادق یعنی سچے اور امین یعنی امانت دار کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ یہاں تک کہ آپ کہیں جاتے اور لوگ دیکھتے تو کہتے کہ صادق آگئے، امین آگئے۔
(ہمارے پیارے نبی ﷺ، مولانا سعید احمد صدیقی صاحب، ص:50)

صادق وامین

آپ ﷺ نے جوانی میں بکریاں چرائیں اور تجارت کی، لوگ آپ ﷺ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ اس زمانے میں بینک اور لاکرز نہیں ہوتے تھے۔ لوگ اپنی قیمتی اشیا کسی امانت دار شخص کے پاس رکھواتے اور ضرورت پڑنے پر واپس لے لیتے۔ آپ ﷺ نے تجارت کے کام کو بہت اچھے طریقے سے انجام دیا۔ اپنی سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے کاروبار میں بڑا نام پایا، کبھی جھوٹ نہیں بولا، کسی کے ساتھ دھوکا نہیں کیا، عین نوجوانی اور تجارت، لیکن مجال ہے کبھی کوئی بدنیتی پیارے نبی ﷺ کے قریب بھی آئی ہو۔ آپ پورے مکے میں صادق یعنی سچے اور امین یعنی امانت دار کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ یہاں تک کہ آپ کہیں جاتے اور لوگ دیکھتے تو کہتے کہ صادق آگئے، امین آگئے۔
(ہمارے پیارے نبی ﷺ، مولانا سعید احمد صدیقی صاحب، ص:50)

زندگی کا ایک ایک منٹ بڑا قیمتی ہے

فرمایا: ایک روز احقر حسبِ معمول مغرب کے بعد حاضر خدمت ہوا، عموماً مغرب سے عشاء تک یہ مجلس رہا کرتی تھی۔ آج خلاف عادت فرمایا کہ آج گفتگو عربی میں ہوگی، سبب پوچھنے کی جرأت تو نہ ہوئی، خود ہی گفتگو کی ابتدا عربی میں فرمادی، پھر احقر نے جو کچھ کہا عربی ہی میں کہا، لیکن طرفین کو عربی میں مکالمہ و تکلم کی عادت تو تھی نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوچ سوچ کر صرف ضروری باتیں کہیں اور سنی گئیں۔ اس کا ایسا انسداد ہوا کہ وقت سے پہلے ہی مجلس ختم ہو گئی۔

اس وقت فرمایا کہ زندگی کا ایک ایک منٹ بڑا قیمتی، بلکہ بے بہا جواہرات میں سے ہے، ان کو فضول کام یا کلام میں صرف کرنا بڑی بے عقلی ہے۔ میں جانتا تھا کہ گفتگو عربی میں کریں گے تو صرف ضروری کلام ہی ہوگا، اس لیے یہ کہا تھا اور فرمایا: ہماری مثال اس دولت مند انسان کی سی ہے، جس کے خزانے میں بے شمار گنیاں بھری ہوئی ہیں اور وہ بے دریغ خرچ کر رہا ہے، مگر اسی طرح ایک ایسا وقت آگیا جب خزانہ خالی ہونے کے قریب آیا اور چند گنی چنی گنیاں رہ گئیں تو اب وہ بہت دیکھ بھال کر خرچ کرتا ہے، ہاتھ روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عمر کے بے شمار جواہرات عطا فرمائے تھے، جن کو ہم بے دریغ خرچ کر چکے، اب عمرِ آخر ہے، خزانہ خالی ہونے کو ہے، اس لیے ایک ایک منٹ دیکھ بھال کر خرچ کرنا چاہیے۔
(ملفوظاتِ مفتی اعظم پاکستان، از مفتی بیر اسلام قاسمی، ص:180)

دعاؤں کے اثرات

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، جس طرح ایک مجاہد اپنے ہتھیار کو استعمال کرکے دشمن سے اپنا دفاع کرتا ہے، بالکل اسی طرح مؤمن کو جب کسی پریشانی، مصیبت اور آفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ فوراً دعا کے ہتھیار کا استعمال کرتے ہوئے اللہ ذوالجلال کے دربار میں اپنے ہاتھ اٹھالیتا ہے اور اپنی درخواست اس کی عدالت میں پیش کرتے ہوئے اپنا دُکھڑا بیان کرتا ہے۔ دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (الترمذی: ج4، ص223)
"دعا عین عبادت ہے" اور اس عبادت سے اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوتا ہے کہ وہ بندہ کی تقدیر کو بھی بدل دیتا ہے۔ (التجائیں، مولانا محمد داؤد راز دہلوی، ص:14)

احتساب: کیا کھویا اور کیا پایا؟ کتنا فائدہ ہوا اور کتنا نقصان؟ اس کے پرکھنے کی کسوٹی احتساب کا عمل ہے، چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی سطح پر۔۔۔ وقت کے متعلق احتسابی عمل سے گزرنے کے بعد دل میں اگر زندگی کی کچھ اہمیت ہے تو شب و روز ضائع جانے والے اوقات پر ایک حسرت پیدا ہوتی ہے اور حسرت کے داغ اکثر نشان منزل ہوتے ہیں۔۔۔ یوں کہ اس سے آیندہ وقت کو ضیاع سے بچانے کے لیے ایک عملی جذبہ بیدار ہوجاتا ہے ۔۔۔ یہ جو بات کہی جاتی ہے اور وہ اپنی جگہ درست بھی ہے کہ ماضی پر حسرت اور مافات پر ندامت وقت کو مزید ضایع کرنا ہے، یہ اُس وقت ہے جب ندامت و حسرت کی وہ کیفیت مستقبل میں کسی نئے عزم اور جذبے کا سبب نہ بنے، اگر مافات پر ندامت تلافی کا جذبہ اور عملی ولولہ پیدا کرتی ہے تو یہ احساس ضیاعِ وقت کے زمرے میں نہیں آتا اور وقت کے سلسلے میں احتساب کے اصول سے تلافی مافات کا یہی جذبہ اور عمل کا عزم جواں پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ (متاعِ وقت کاروانِ علم، ابن الحسن عباسی، ص: 83)

علمِ تاریخ کا تعارف: تاریخ وہ علم ہے، جس میں زمانے کے حوادث و واقعات پر وقت کی ترتیب ملحوظ رکھ کر بحث کی جاتی ہے اور قوموں، ملکوں، بادشاہوں اور مشہور شخصیات کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔ تاریخ کا بنیادی مقصد گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کرنا اور دوسروں کے تجربات سے سبق سیکھنا ہے۔ تاریخ ماضی کے تجربات کی روشنی میں حال و مستقبل کے لیے بہتر لائحہ عمل طے کرنے میں مدد دیتی ہے، جو قوم بھی دنیا میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی خواہاں ہوتی ہے، وہ اپنی تاریخ سے رابطہ اُستوار رکھتی ہے، جو قوم اپنا ماضی بھلا دیتی ہے، وہ دنیا میں کوئی مقام پانا تو درکنار اپنا تشخص تک برقرار باقی نہیں رکھ سکتی۔ (تاریخ امت مسلمہ، مولانا محمد اسماعیل ریحان، ج:1، ص:32)

BAITUSSALAM

قابل اعتماد فلاحی ادارہ

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ

ہمہ جہت خدمات سے ہر ماہ لاکھوں افراد مستفید ہوتے ہیں
گراں قدر خدمات کا 90 فی صد کام رضاکار انجام دیتے ہیں

رپورٹ: خالد معین

چند اہم شعبے اور خدمت کی شکلیں

تعلیمی اسکالرشپ:	50 ہزار سے زیادہ طلبہ کی تعلیمی اسکالرشپ
کفالت:	بیواؤں اور یتیموں کی دیکھ بھال اور کفالت
فوڈ بنک:	پکا پکایا کھانا ضرورت مندوں تک پہنچانا
فراہمی آب:	پس ماندہ بستیوں میں پینے کا پانی پہنچانا
امدادی مرکز:	حقیقی مستحقین کے لیے راشن اور گھریلو ضرورت کا سامان
فراہمی لباس:	مستحق ضرورت مندوں تک لباس، کمبل، چادریں، سویٹر، جرسیاں وغیرہ پہنچانا
فراہمی رہائش:	سیلاب، قدرتی آفات اور مصیبت زدگان کے لیے خیمے، مکانات کی تعمیر
مفت علاج:	ایمبولینس سروس، کلینک اور مفت طبّی کیمپ، معذورین کے لیے ویل چیر کی فراہمی
کلاتھنگ بنک:	قابل استعمال کپڑے ضرورت مندوں میں تقسیم، ناقابل استعمال کپڑوں کو ری سائیکل کرکے بامصرف بنانا
سحر و افطار:	رمضان میں ہزاروں مستحقین کے لیے سحری و افطاری کے انتظامات
قربانی کا گوشت:	بقر عید کے موقع پر اہل خیر کی قربانیوں کا گوشت لاکھوں افراد تک پہنچانا

الحمدللہ! اہل خیر کے اموال امانت سمجھ کر وصول اور دیانت کے ساتھ خرچ کیے جاتے ہیں۔
اور تمام امور جید علمائے کرام کی نگرانی میں شرعی ہدایات کے مطابق انجام دیے جاتے ہیں۔

pure arabic essence

EAU DE PARFUM FOR MEN

BARREL

arts
Bluebird
چھوٹے فنکار
کلاس روم یا گھر میں اپنی تخلیقی
صلاحیتوں کو اجاگر کر سکتے ہیں۔
Bluebird
Colourful Living
KIDS
POSTER
PAINTS
KIDS
POSTER
PAINTS
WORRY FREE
3+
Bluebird
Colourful Living
KIDS
POSTER
PAINTS
500ml and 100mlx6 set میں دستیاب ہے۔
www.bbarts.pk